عشرہ مبشرہ

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

عشرہ بشرہ

معروف بہ

دافع البہتان

ایک مرزائی سنی نے ایک مختصر رسالہ میں لکھا تھا کہ قاتلان جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا شیعہ تھے۔ اسی کے جواب میں یہ رسالہ لکھا گیا ہے جس سے معلوم ہوگا شیعہ کون ہے اور سنی کون ہے اہل کوفہ کے تشیع کا دعوی کہاں تک درست ہے۔ اس رسالہ سے معلوم ہوگا اہلسنت کے یہاں قاتلان امام حسینؑ کی یہ عزت تھی کہ ان کی روایات سے صحیح بخاری و صحیح مسلم بھر دی گئی ہے۔

عالیجناب سید غلام صغر صاحب نقوی سررشتہ دار ججی پنشنر نے محض تحقیق حق کے لئے اس رسالہ کو تحریر کیا خدا کرے کہ موجب ہدایت ہو۔ واللہ یہدی من یشاء

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے اظہار حسین نے چھپوا کر شایع کیا

بار اول ۵۰۰

قیمت فی جلد ۴؍

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ وماشاء اللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلیّ العظیم وصلی اللہ علی محمد وآلہ الدعاۃ الی الصراط المستقیم اما بعد بندہ احقر سید غلام اصغر نقوی ابن سید جواد حسین مرحوم متوطن موضع کھجوا ضلع سارن التماس کرتا ہے کہ سبب تالیف رسالۂ ہٰذا یہ ہے کہ دفتر اصلاح سے ایک مضمون بغرض تحریر جواب آیا جسکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مضمون مذکور شخصے خادم حسین بھیروی احمدی کا ہے جو منجانب انجمن احمدیہ بھیرہ ضلع شاہ پور محرم ۱۳۲۹ھ ہجری مین چھپا تھا الحال شخصے عبد الکریم بھیروی نے جس نے اپنا پتہ متھرا پلٹن گورہ کے ٹیلرشاپ (درزی کی دوکان) لکھا ہے مع اپنے رقعہ کے دفتر اصلاح مین بھیجا ہے۔ لفظ احمدی سے معلوم ہوتا ہے کہ مضمون نگار خادم حسین صاحب بھی امت سے اُسی مرزا احمد قادیانی کے ہین جس نے دعوۂ نبوت کیا تھا بہرکیف ہمکو من قال سے مطلب نہین ہے دیکھنا چاہیئے ما قال لہذا اُن کا قول بجنسہٖ نقل کرکے جواب دیا جاتا ہے۔ خادم حسین صاحب نے اپنے مضمون مین خود ہی دس سوالات کیئے ہین اور خود ہی اون کے جوابات لکھکر آخر مین لکھا ہے تلک عشرۃ کاملۃ اسلیئے مین نے رسالہ ہٰذا کا نام جو اوسکی تردید مین لکھا جاتا ہے عشرہ مبشرہ معروف بہ رد البہتان رکھا واللہ ولی التوفیق والاحسان۔

قولہ

بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحِیم

نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

ہائے حسین مظلوم!

اَتَرجُو اُمَّۃٌ قَتَلَت حُسَیناً شَفَاعَۃَ جَدِّہٖ یَومَ الحِسَابِ

ترجمہ۔ کیا جس امت نے حسینؑ کو قتل کیا اُن کے نانا رسول صلعم کی شفاعت کی قیامت کے دن کے لئے امید رکھتی ہے۔

اقول جسکو بسم اللہ غلط کہتے ہین اوسی کے مصداق آپ ہورہے ہین کیونکہ پہلے ہی نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم لکھا جس سے آل کو ساقط کر دیا حالانکہ خود صحیح بخاری مین یہ حدیث موجود ہے صفحہ ۱۴۸ جلد ۲ قلنا یا رسول اللہ ص کیف الصلوۃ علیکم اھل البیت فان اللہ قد علمنا کیف نسلم قال قولوا اللھم صل علیٰ محمد و اٰل محمد کہ حضرت نے فرمایا یون کہا کرو اللھم صل علی محمد و علیٰ آل محمد صفحہ ۱۴۸ جلد ۲

پس یہ پہلی مخالفت ہے جو آپ حکم خدا اور رسول سے کر رہے ہین۔

شعر اترجوا امۃ قتلت حسیناً لکھکر اسکی تو تصدیق کر دی کہ یہ شعر صحیح ہے مگر افسوس آپکی آیندہ تحریر بتاتی ہے کہ یہان آپ اوسی طرح تمسخر کر رہے ہین جیسا کہ منافقین جناب رسولخدا ص کے ساتھ کرتے تھے چنانچہ جناب باری سورہ منافقون کے ابتدا ہی مین فرماتا ہے اِذَا جَاءَکَ المُنٰفِقُونَ قَالُوا نَشھَدُ اِنَّکَ لَرَسُولُ اللہِ وَ اللہُ یَعلَمُ اِنَّکَ لَرَسُولُہٗ ط وَاللہُ یَشھَدُ اِنَّ المُنٰفِقِینَ لَکٰذِبُونَ۔ کیونکہ یہان تو آپ عوام الناس کو فریب دینے کے لئے حضرت امام حسینؑ سبط رسول الثقلین کے ساتھ حسن عقیدت اور محبت ظاہر کر رہے ہین اور آگے بڑھکر اوسی یزید کو جس کا فاسق و فاجر و قاتل حسینؑ ہونا شہرۂ آفاق ہے صرف الزام قتل حسینؑ سے بری کرنا نہین بلکہ جگر گوشۂ رسول ص کے ساتھ درجۂ مساوات مین لانا بلکہ محسن خاندان رسالت بنانا چاہتے ہین جس سے آپ بھی صاف صاف مصداق اِتَّخَذُوا اَیمَانَھُم جُنَّۃً فَصَدُّوا عَن سَبِیلِ اللہِ اِنَّھُم سَاءَ مَا کَانُوا یَعمَلُونَ ہ ذٰلِکَ بِاَنَّھُم اٰمَنُوا ثُمَّ کَفَرُوا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوبِھِم فَھُم لَا یَفقَھُونَ کے ہو رہے ہین

قولہ واقعات کربلا پر شیعہ و اہلسنت کی طرف سے کئی کتابین اور رسالے لکھے جاچکے

ہین اور مصائب اور مرثیون کی کتابین فارسی اردو پنجابی زبان مین بے شمار تصنیف ہو چکی ہین عشرۂ محرم مین ہر سال تمام ہندوستان و پنجاب و دیگر ملکون مین مرثیہ خوان واقعات شہادت مناتے رہتے ہین لیکن افسوس ہے کہ اصلی حالات ابھی تک پوشیدہ رکھے گئے ہین ۔

اقول فارسی اردو پنجابی زبانون کا نام لیا عربی کو کیون چھوڑ دیا۔ کیا آپکو خبر نہین ہے کہ ابتدا ہی سے سب سے زیادہ عربی زبان مین امام حسینؑ کے مصائب اور مرثیون کی کتابین اور حدیثین لکھی گئین کیونکہ یہ واقعہ وہین کا ہے اور دیگر ہر اقسلیم دیار والون نے اپنی اپنی زبانون مین بھی عربی ہی سے اقتباس کیا ہے۔ نمونہ کے لیے صرف چند اشعار امام شافعی کے یہان لکھے جاتے ہین ؎

دھمانفی نومی وشیّب لمّتی — تصاریف ایام لھنّ خطوب

جس نے میری نیند کھودی اور میرے بالون کو سفید کر دیا۔ وہ زمانہ کی گردشین ہین جن مین شدائد ہین ۔

تاوّد ھمّی والفواد کئیب — وارّق عینی والرّقاد غریب

میرا غم پھر آیا اور دل گھل کر مثل آبجو کے ہوگیا۔ اور آنکھون کو بیدار کر دیا اور نیند نایاب ہوگئی

تزلزلت الدّنیا لآل محمّدؐ — وکادت لھم صمّ الجبال تذوب

دنیا آل محمدؐ کے لئے زلزلہ مین آگئی ۔ اور قریب ہو کہ بڑے بڑے سخت پہاڑ پگھل جائین

فمن مبلغ عنی الحسین رسالۃ — وان کرّھتھا انفس وقلوب

پس کون ایسا ہے کہ حسینؑ کو پیغام میرا پہنچا دے۔ اگرچہ لوگ اس بات کو ناپسند کرین ۔

قتیلٌ بلاجرم کان قمیصہ — صبیغ بماء الارجوان خضیب

حسینؑ بلاجرم شہید ہوئے اُن کی قمیص ۔ ارغوانی رنگ کے خون سے رنگین ہوئی

نصلی علی المختار من آل ھاشم — ویودی لہ ابن ذا العجیب

مختار آل ہاشم یعنی رسولؐ پر درود بھیجا جائے۔ اور اُنھین کا فرزند قتل کیا جائے تعجب ہی

فان کان ذنبی حب آل محمد — فذالک ذنب لست عنہ اتوب

اگر آل محمدؐ کی محبت گناہ ہے ۔ تو ایسے گناہ سے مین توبہ کرنے والا نہین ہون

همہ شفعائی یوم حشری وموقفی وحبُّهم للشافعی ذنوبُ

وہی لوگ تو میرے شفیع ہین بروز حشر و موقف ۔ اور اُنھین لوگون کی محبت شافعی کیلئے گناہ سمجھی جاتی ہے ۔

سب جانتے ہین کہ اسلام کے دو بڑے اور مشہور فرقے یہی شیعہ اور سنی ہین عام طور پر لفظ مسلمان سے یہی دونون فرقے سمجھے جاتے ہین اور آپکے قول سے ظاہر ہے کہ واقعات کربلا کے لکھنے اور بیان کرنے مین شیعہ و سنی دونون متفق ہین عشرۂ محرم مین ہر سال تمام ہندوستان و پنجاب و دیگر ملکون مین مرثیہ خوان واقعات شہادت سناتے رہتے ہین تب آج تیرہ سو برس کے تواتر کی تکذیب بنوا ئے آپ کون ہوتے ہین آپ تو خارج از اسلام مرزا احمد قادیانی کی امت سے ہین جسکو جنم لئے ابھی چند سال سے زیادہ نہین گذرے ہین ۔ اسلام کے اصلی واقعات کو اہل اسلام تو نہ جانین اور آپ جانین این چہ عجب بوالعجبی ست ۔ اگرچہ آپ ظاہرا اپنا شمار سنیون کے زمرہ مین کرانا چاہتے ہین لیکن یہ آپکی محض منافقانہ چال بیچارے سنیون کو اپنے دام مین لانیکے لئے ہے واقعی آپ پورے مصداق سورۂ منافقون کے اُنھین آیات کے معلوم ہوتے ہین جنکو ہم اوپر نقل کر چکے ۔ بہرکیف چونکہ ظاہرا آپ سنی بنکر شیعون پر حملہ کر رہے ہین لہذا ہم بھی مجبور ہین کہ اُسکے دفاع مین کتب اہل سنت ہی سے آپکا جواب دین اور آپکو سنی ہی فرض کرکے آپکی جانب خطاب کرین ۔ اور ہم امید کرتے ہین کہ ہمارے برادران اہلسنت آپکی تحریر اور ہمارے جواب کو بنظر انصاف دیکھینگے اور تعصب کو راہ نہ دینگے ۔

قولہ اصلی حالات پر روشنی ڈالنے کے واسطے راقم نے بڑی محنت سے ایک رسالہ لکھا ہے جسکا نام **تحقیق واقعات کربلا** ہے جو عنقریب چھپکر شایع ہوگا سردست اسی رسالہ کے مضامین کا ایک مختصر خلاصہ بطور مشتے نمونہ خروار سوال و جواب کے رنگ مین ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے امید ہے کہ معزز ناظرین غور اور دلچسپی سے مطالعہ

فرمائینگے۔

اقول مین نے تو آپکے اُس رسالہ کو جسکا نام تحقیق واقعات کربلا رکھا ہے آجتک نہین دیکھا معلوم نہین واقعی آپنے لکھا ہے یا نہین خود خبر دے رہے ہین ابھی نہین چھپا لیکن اُسکا خلاصہ جو آپ نے بطور نمونہ خروار کے پیش کیا ہے اسی سے اُس کا بھی حال معلوم ہو گیا ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔

اب یہان سے **مضمون نگار صاحب** نے سوال و جواب کے رنگ مین لکھنا شروع کیا ہے یعنی خود سوال کرتے ہین اور خود ہی جواب دیتے ہین اسلئے رسالہ ہذا مین اُن کے اقوال کو لفظ قولہ کے تحت مین لکھکر اُسکی تردید لفظ اقول کے تحت مین کی جاتی ہے مگر یہ یاد رہے کہ اس مضمون کو اڈیٹر النجم بھی بتقلید مولوی حیدر علی صاحب ازالۃ الغین سے لکھ چکے ہین جسکا جواب اصلاح نمبر ۱۲ جلد ۵ نمبر ۱۳۲۰ مین شروع ہوا تھا اور اوس کا نام قتلۃ الحسین رکھا گیا تھا مگر افسوس وہ ناتمام رہا۔ یہ مضمون پورا النجم سے ماخوذ ہے ملاحظہ ہو نمبر ۳ جلد اول مورخہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ

قولہ سوال نمبر ۱ قاتلان امام حسینؑ سنی تھے یا شیعہ؟

جواب قاتلان امام حسینؑ کوفہ کے رہنے والے پکّے شیعہ تھے۔ شیعہ بھی شیعیان علیؑ و شیعیان امام حسنؑ جن سے پہلے کوئی شیعہ ہی نہین ہوا۔

اقول آپ فرماتے ہین کہ جن سے پہلے کوئی شیعہ ہی نہین ہوا۔ اور شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی جنکی قدر و منزلت جو سنیون کے یہان ہے پوشیدہ نہین ہے اپنے تحفہ اثنا عشری کے باب اول مین تمامتر اسی پر زور دیتے ہین۔

کہ اہلسنت والجماعت ہی شیعہ اولی تھے اور یہی لوگ جنگ صفین وغیرہ مین ہمراہ رکاب جناب امیر علیہ السلام تھے اور ان لوگون نے جو احسان کئے کیا بیان کیا جائے اور کیا لکھا جائے کہ کیا کیا کیا بہرکیف اُن کا نام اہلسنت والجماعت کب اور کیونکر اور کس وجہ سے پڑا اسکا ثبوت انشاء اللہ آیندہ ملاحظہ کیجئے گا یہان صرف اسی قدر گذارش ہے کہ اپنے قول کو اور شاہ عبد العزیز صاحب کے قول کو جمع فرما کر دیکھیے

کہ کیا نتیجہ نکلا۔ صاف ثابت ہو گیا کہ وہ سب سنی تھے!!!

شیعہ کی تعریف ملل ونحل شہرستانی مین ملاحظہ فرمایئے (الشیعة، هم الذین شایعو علیًا علیه السّلام علی الخصوص وقالوا بامامته وخلافته نصًا ووصایة اما جلیًا واما خفیا واعتقدوا ان الامامة لا تخرج من اولاده ص۱۹۵ برحاشیہ فضل بن حزم۔ یعنی شیعہ وہ ہین جنھون نے پیروی کی خاص کرکے حضرت علی علیہ السّلام کی اور قائل ہوے اُن کی خلافت و امامت کے بروے نص یا بوصایت خواہ نص خفی ہو یا جلی اور اُن کا اعتقاد ہے کہ امامت اُس جناب کی نسل سے خارج نہین ہو سکتی ویجمعهم القول بوجوب التعیین والتنصیص وثبوت عصمة الائمة وجوبًا عن الکبائر والصغائر والقول بالتولی والتبرا قولًا وفعلًا وعقدًا الا فی حال التقیة۔

یعنی عقیدہ مجمع علیہ اُن کا یہ ہے کہ قائل ہین بوجوب تعیین و تنصیص اور ثبوت عصمت وجوبًا صغائر و کبائر سے اور قائل ہونا بہ تولا و تبرا قولًا و فعلًا و عقیدتًا۔ یعنی قولًا و فعلًا و عقیدتًا حضرت علیؑ اور اُن کی اولاد سے تولا اور اونکے دشمنون سے تبرا کرے۔ تب کس عقل سے کوئی قاتلان حسینؑ کو شیعیان علیؑ و شیعیان حسنؑ کہہ سکتا ہے۔

اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ جن لوگون نے جناب امیرؑ کی متابعت یا پیروی کی اُن کی ابتدا کب سے ہوئی۔ تاریخ طبری و تاریخ کامل و تفسیر معالم التنزیل و تاریخ ابوالفدا وغیرہ سب مین یہ روایت موجود ہے یہان تاریخ ابوالفدا صلاا کی عبارت نقل کی جاتی ہے۔

عن علی ابن ابیطالب وکانت دعوة رسول الله صلی الله علیه وسلم سرًا ثلاث سنین ثم بعد ها امر الله رسوله باظهار الدعوة ولما نزل وانذر عشیرتک الاقربین دعا النبی صلی الله علیه وسلم علیًا فقال اصنع لنا صاعًا من طعام واجعل علیه رجل شاة واملا لنا عسا من لبن واجمع لی بنی المطلب حتی اکلمهم وابلغهم ما امرت به ففعل ما امره فدعاهم وهم اربعون رجلًا

يزيدون رجلاً او ينقصونه فيهم اعمامه ابو طالب وحمزة والعباس واحضروا
على الطعام فاكلوا حتى شبعوا كلهم منه فلما فرغوا من الاكل واراد النبي
صلى الله عليه وسلم ان يتكلم بدره ابو لهب الى الكلام فقال اشد ما
سحركم صاحبكم فتفرق القوم ولم يكلمهم رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي يا علي قد رايت كيف سبقني
هذا الرجل الى الكلام فاصنع لنا صاعاً في غد كما صنعت اليوم واجمعهم
ثانياً فصنع علي في الغد كذلك فلما اكلوا وشربوا اللبن قال لهم رسول
الله صلى الله عليه وسلم ما اعلم انساناً في العرب جاء قومه بافضل
مما جئتكم به جئتكم بخير الدنيا والاخرة وقد امرني الله تعالى ان ادعوكم
اليه فايكم يوازرني على هذا الامر على ان يكون اخي ووصي وخليفتي فيكم
فاحجم القوم جميعاً قال علي فقلت واني لاحدثكم سناً وارمصهم عيناً و
اعظمهم بطناً واحمشهم ساقاً انا يا نبي الله اكون وزيرك عليهم فاخذ
رسول الله صلى الله عليه وسلم برقبة علي وقال ان هذا اخي ووصي
وخليفتي فيكم فاسمعوا له واطيعوا فقام القوم يضحكون ويقولون لابي
طالب قد امرك ان تسمع لابنك وتطيع۔

خلاصہ یہ کہ جب آیہ کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو آنحضرت نے جناب
امیرؑ سے فرمایا دعوت کا سامان کرو اور خاندان عبد المطلب کو جمع کرو جب سب جمع
ہوئے تو حضرت نے فرمایا اے فرزندان عبد المطلب ہم جہانتک جانتے ہیں قوم عرب
میں ہم سے بہتر چیز کوئی نہیں لایا ہم تمھارے واسطے دنیا و آخرت کی نیکوئی لائے ہیں
اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم تمکو اوسکی جانب دعوت کریں پس کون شخص تم میں سے
ہماری وزارت کرتا ہے اس امر پر تاکہ وہ ہمارا اخی وصی اور خلیفہ ہو سب نے اس سے
اعراض کیا لیکن جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم آپکی وزارت قبول کرتے ہیں
آنحضرت نے جناب امیرؑ کی گردن پکڑ کر فرمایا کہ یہ ہمارا بھائی وصی اور خلیفہ تمکو ہے میں

تمھارے کہنے کو سنو اور نہیں ۔ اطاعت و فرمانبرداری کرو ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس روز حضرت نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا اوسی روز جناب امیرؑ کی خلافت و وصایت و وزارت کا بھی اعلان کیا تو اب جتنے اشخاص بصدق دل ایمان لاکر مسلمان ہوتے تھے وہ اسی اساسی اعتقاد کے اندر رہا کرتے تھے توحید ۔ نبوت ۔ امامت ۔ معاد چنانچہ مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی صفحہ ۱۲ مین ہے ۔ عن عتبہ بن عامر الجھنی رض قال بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمد اً نبیہ وعلیاً وصیہ فان ترکنا کفرنا وقال لنا احبوا ھذا فان اللہ یحبہ واستحیوا منہ فان اللہ یستحی منہ ۔ یعنی عتبہ بن عامر جہنی صحابی کہتے ہین کہ ہمنے رسول اللہ کی بیعت کی اس بات پر کہ خدا وحدہ لا شریک لہ ہے اور محمدؐ نبی اُسکے اور علیؑ اُنکے وصی ہین اگر ہم ان تینون باتون سے انکار کرین تو کافر ہو جائین ۔ یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ محبت کرو علیؑ سے کہ خدا اُن سے محبت رکھتا ہے اور حیا کرو اُن سے کہ خدا اُن سے حیا کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ابتدائے زمانہ رسالت ہی سے ولایت جناب امیر جزو ایمان ہے تو جو لوگ بصدق دل ایمان لاکر مسلمان ہوئے اون کا شیعہ علیؑ ہونا لازمی ہوا ورنہ اُن کا شمار مومنین مین نہ ہوگا بلکہ منافقین مین ہوگا چنانچہ خود قرآن سے ظاہر ہے کہ اُس وقت مین مسلمانون کی تقسیم دو فرقون پر تھی ایک فرقہ مومنین اور دوسرا منافقین کہلاتا تھا ۔ حب علی علامت ایمان اور بغض علی علامت نفاق قرار پایا تھا جیسا کہ آیندہ بصراحت دکھایا جائیگا

نہیں معلوم نہین مخاطب نے یہ کہان سے کہا کہ اہل کوفہ ایسے شیعہ ۔ تھے کہ اونکے پہلے کوئی شیعہ ہی نہین ہوا حالانکہ جملہ صحابہ یا غیر صحابہ جو اوس وقت مین بصدق دل ایمان لاکر مسلمان ہوئے سب شیعہ ہی تھے ۔ غرض اسلامی دنیا تو عہد رسول اللہ تک یہی تھی کہ خدا وحدہ لا شریک لہ ہے جناب محمدؐ مصطفےٰ اوسکے رسول ہین اور حضرت علی آنحضرت کے وصی اور خلیفہ ہین انھین شرائط پر لوگ بیعت کرکے مسلمان ہوتے تھے یہی اعتقاد اساسی تمامی مومنین صحابہ و غیر صحابہ مین جاری وساری تھا ۔ اور یہی تشیع ہے اگر

مزید تشفی کی ضرورت ہو تو احوال حضرت ابو ذر غفاری و حمزہ و سلمان فارسی و عمار بن یاسر و خالد بن سعید بن عاص وغیرہم جو مشاہیر صحابہ مومنین و باتفاق فریقین سابق الاسلام تھے ملاحظہ ہو کہ وہ کس عقیدہ پر قائم رہے حالانکہ خلافت نے اون پر کسقدر دباؤ ڈالا اگر وہ اپنے عقیدہ سے کبھی منحرف نہ ہوئے اور جسکو رسول نے اپنا خلیفہ و جانشین بنایا تھا اوسی کو خلیفہ مانتے رہے لیکن آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ ''قاتلان امام حسینؑ کوفہ کے رہنے والے پکے شیعہ تھے شیعہ بھی شیعیان علیؑ و شیعیان حسنؑ جن سے پہلے کوئی شیعہ ہی نہین ہوا'' اس کا ثبوت آپ کو دینا چاہیے کہ کس بنا پر آپنے اون کو شیعہ کہا۔ دعوائے بے دلیل قبول خرد نہین۔ اگر اس بنا پر کہ عثمان صاحب کے قاتل کوفہ کے رہنے والے تھے آپ کوفیون کو شیعیان علیؑ سمجھتے ہین تو یہ خیال محال آپکا غلط ہے۔

عثمان صاحب کو زدوکوب اور قتل کرنے مین صرف کوفہ والے نہین بلکہ خود مدینہ کے رہنے والے مہاجر و انصار و دیگر امصار و دیار کے لوگ بھی شریک تھے حتیٰ کہ ام المومنین عائشہ نے بھی انکے قتل کا فتویٰ دیدیا تھا اور طلحہ و زبیر اور آپکے سادس الاسلام سعد بن وقاص۔ یہ تینون حضرات جنکو آپ لوگ عشرہ مبشرہ مین شمار کرتے ہین بنفس نفیس قتل عثمان مین کوشان تھے۔ کوفہ کے رہنے والے بھی جو قتل عثمان مین شریک تھے پکے سنی تھے سنی بھی وہ سنی جو آپکے خلیفہ ثانی خاص عمر صاحب کے ساختہ و پرداختہ جیسا کہ عنقریب ظاہر ہو جائیگا۔ عثمان صاحب سے وہ لوگ آخر مین طلحہ و زبیر و بی بی عائشہ صاحبہ کے اسی فقرہ پر بگڑے کہ شوریٰ مین تو عثمان صاحب نے خلافت حاصل کرنے کیلئے سنت شیخین پر عمل کرنے کی شرط قبول کر لی تھی لیکن خلافت ملنے کے بعد سیرت شیخین کے خلاف کرنا شروع کر دیا عمر صاحب کے عمال کو موقوف کرکے تمام بلاد اسلام کی حکومت اور بیت المال صرف اپنے ہی قبیلہ والون یعنی بنی امیہ و بنی معیط کے لیے وقف کر دیا۔ اگر غور کیجیے تو قاتلان عثمان بجز طلحہ و زبیر و بی بی عائشہ

صاحبہ کے دوسرا نہین ہے۔ اصل قاتل یہی ہین۔ زبیر کی وجہ سے کوفی ہین
طلحہ کی وجہ سے بصری۔ اور بی بی عائشہ صاحبہ تو زوجہ رسول تھین اُن کا کیا
کہنا۔ اُن کی وجہ سے تو سبھی تھے۔ اگر یہ تینون اسکے بانی مبانی نہ ہوتے تو بلوہ
کیسا ایک متنفس کو بھی اسکی جرءت نہ ہوتی۔ چنانچہ صاحب روضۃ الصفا اپنی تاریخ
کی جلد دوم صفحہ ۲۹۵ مین لکھتے ہین۔ بصریان ہوائے طلحہ و کوفیان مودت زبیر
در دل داشتند۔ اور طلحہ و زبیر نے عثمان صاحب سے پہلا سوال یہی کیا تھا
کیا عمر نے تمسے عہد نہین لیا تھا اور یہ وصیت نہین کی تھی کہ خلیفہ ہو کر آل ابومعیط
کو خلق اللہ پر مسلط نہ کرنا! عثمان صاحب نے کہا ہان یہی فرمایا تھا۔ انھون نے
کہا پھر تمنے ولید بن عقبہ کو امیر کوفہ کیون بنایا؟ عثمان نے جواب دیا جس طرح عمر نے
مغیرہ بن شعبہ (اپنے عزیز) کو امارت کوفہ عطا کی تھی مین نے بھی اُسکو اِس
شہر کا امیر مقرر کیا۔ اور ایام محاصرہ مین بھی جب عثمان صاحب نے کوٹھے پر چڑھکر
لوگون سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو اور میرے کس فعل کو برا سمجھتے ہو؟ تو انھون
نے کہا کہ تمنے بیت المال کا روپیہ اپنے رشتہ دارون اور عزیزون کو کیون بخشدیا
عثمان نے جواب دیا کہ عمر کا بھی یہی طریقہ تھا وہ جس شخص کو مناسب سمجھتے تھے
اور ون کی نسبت زیادہ دیتے تھے اُن لوگون نے اسپر بگڑ کر کہا اسے دشمن خدا
عمر کی عطیات سے تمھاری عطیات کو ایک فیصدی کی بھی نسبت نہین ہے
تمنے فضول خرچی سے کام لیا ہے اور بہت کچھ دیدیا ہے (دیکھو تاریخ اعثم کوفی)
خادم حسین صاحب شیعون کے عقیدہ سے تو آپ بخوبی واقف ہین کہ وہ نہ شیخین
کے طریقہ کو پسند کرتے ہین نہ عثمان صاحب کے طریقہ کو۔ شوری مین حضرت علی خاص
اسی لئے محروم کئے گئے کہ اُس جناب نے سیرت شیخین کی شرط قبول نہین فرمائی
صاف کہدیا کہ ہم وہی کرینگے جو رسول کرتے تھے سنی البتہ سنت شیخین پر دلدادہ
ہین۔ شیعہ حضرت علیؑ کو خلیفہ بلا فصل منصوص من اللہ جانتے ہین۔ سنی بادل بوجہ
مجبوری چوتھا خلیفہ مانکر ظاہرا دوستی کا دم بھرتے ہین لیکن شیخین کے مقابل ہین

کچھ نہین سمجھتے ہین۔ یہی حالت ابتدا سے آجتک چلی آرہی ہے۔ حضرت علیؑ اور حضرت امام حسنؑ کی فوجون مین بھی بجز جماعت قلیل مخلصین کے سب وہی دلدادہ سیرت شیخین تھے جنکے امثال نے عثمان کو ادنی مخالفت شیخین پر واجب القتل سمجھا اور بلوہ کرکے مارڈالا۔ حضرت علیؑ کو تو سیرت شیخین پر عمل کرنے سے قطعاً نفرت تھی ان کے دل سے کب خیر خواہ ہو سکتے تھے۔ جبتک ساتھ تھے مجبوراً ساتھ تھے جب موقع ملا نکل بھاگے۔

چونکہ خادم حسین صاحب حضرت علیؑ و امام حسنؑ سے بغاوت و قتل حسینؑ کا بہتان شیعون پر کررہے ہین اور معاویہ و یزید کو محسن خاندان رسالت بنارہے ہین اور شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی لکھتے ہین کہ اہلسنت و الجماعت ہی شیعہ اولی تھے اور یہی لوگ جنگ صفین وغیرہ مین ہمراہ رکاب جناب امیرؑ تھے۔ اسلیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قتل عثمان اور جنگ جمل و صفین کے اصلی حالات بھی جن سے اکثر بیچارے اہلسنت ناواقف ہین اپنے اپنے موقع پر لکھدیے جائین تاکہ ناظرین واقعات سے واقف ہوکر بخوبی سمجھ سکین کہ حضرت علیؑ و امام حسنؑ سے بغاوت کرنے والے اور امام حسینؑ کو قتل کرنے والے شیعہ تھے یا سنی اور معاویہ و یزید خاندان رسالت کے دشمن تھے یا محسن کیونکہ اہلسنت کے یہان مثل مجالس وغیرہ کے کوئی ایسا طریقہ نہین ہے جسکے ذریعہ سے اُنکے عوام الناس کو ان باتون سے واقفیت حاصل ہو اور وہ بیچارے نیک و بد کی تمیز کرسکین۔

ابو محمد بن اعثم کوفی جو اہلسنت کا بہت بڑا ثقہ معتمد اور مشہور مورخ ہے اپنی تاریخ مین طلحہ و زبیر کا عثمان صاحب کے ساتھ ولید بن عقبہ کی نسبت سوال و جواب جسکا ذکر اوپر ہوچکا لکھنے کے بعد لکھتا ہے کہ انھون نے عثمان سے پھر پوچھا کہ معاویہ کو شام کے علاقہ پر کیون بھیجا جواب دیا کہ عمر کی راے کے مطابق مین نے عمل کیا ہے اور عمر نے بھی اُسے شام ہی مین بھیجا تھا پوچھا رسول خدا کے دوستون کو کسلیے [illegible] مصلحت کہا حالانکہ تم اُن سے بہتر نہین ہو جواب دیا کہ مین نے کچھ تکو برا

نہین کہا ہے جسکو برا کہا ہے اُسے عجز لازم نہین وہ بھی پلٹ کر جواب دیسکتا تھا
پوچھا کہ تمھین عبد اللہ بن مسعود سے کیا تعلق تھا جو اُسکی قراءت کو خراب بتایا
حالانکہ اُسنے جناب رسولخدا صلعم سے قراءت سیکھی ہے اور اُسے اسقدر کیون مارا
کہ وہ ابتک گھر مین ایسا بیہوش پڑا ہوا ہے کہ اُٹھ نہین سکتا گویا بدن مین جان نہین
عثمان نے کہا مین نے عبد اللہ بن مسعود سے جو کلمات سنے ہین تمنے نہین سنے
اُسنے یہ کہا تھا کہ کاش مین اور عثمان ایک حالت پر ہوتے کہ وہ مجھپر اور مین اُسپر
ریت ڈالتا یہانتک کہ دونون مین ایک دیگر مرجاتا جب لوگون نے اُس سے
یہ کہا کہ عثمان تجھ سے زیادہ مضبوط ہے تو اُسکی برابری نہین کرسکتا تو جواب دیا
تھا کہ اللہ تعالیٰ کافر کو مومن پر غالب نہین ہونے دیتا (خلیفہ صاحب کے
اس جواب مین اولاً یہ قابل غور ہے کہ عبد اللہ ابن مسعود نے خاص رسول
اللہ صلعم سے تعلیم قرآن پائی تھی اور اُن اصحاب مین سے تھے جنکی شان مین
حدیث کلھم عدول بیان کی جاتی ہے جبتک اُن کے نزدیک کفر ثابت نہو
کسی مومن کو کافر کیونکر کہہ سکتے ہین - ثانیاً یہ کہ اگر ابن مسعود نے عثمان صاحب
کو ایسا کہا تھا تو عثمان صاحب بھی اپنے ہی اصول کے مطابق ابن مسعود کو بھی
پلٹ کر ایسا ہی کہدیے ہوتے اسقدر مارنے کی ضرورت کیا تھی کہ کئی روز تک
بیہوش پڑے رہے آخر اُسی صدمہ سے مرگئے - ثالثاً یہ کہ طلحہ و زبیر کے اس
سوال کا کہ تمھین ابن مسعود سے کیا تعلق تھا جو اُسکی قراءت کو خراب بتایا حالانکہ
اُسنے جناب رسولخدا صلعم سے قراءت سیکھی تھی خلیفہ صاحب نے کچھ جواب ہی نہ دیا
بالکل گونگے ہوگئے ابن مسعود نے تو خلیفہ صاحب کو کافر اسی بنا پر بنایا تھا کہ خلیفہ صاحب
نے اُنکے قرآن کو جو اُنھون نے جناب رسولخدا صلعم کی تعلیم کے مطابق لکھا تھا چھینکر
جلا دیا اُنکے نزدیک خلیفہ صاحب کے ایسے فعل سے خلیفہ صاحب کا کفر ثابت تھا -
اگر عثمان صاحب سبکو ایک قراءت پر جمع کرنا چاہتے تھے تو بھی ابن مسعود ہی کی قراءت
کو ترجیح دینا چاہیے تھا کیونکہ اُنھون نے خود رسول اللہ صلعم سے تعلیم پائی تھی رسول اللہ

کی تعلیم کردہ قرأت سے بہتر کسکی قرأت ہوسکتی ہے) طلحہ اور زبیر نے پوچھا کہ تمنے
عمار یاسر رضؓ کو لاتون سے کیون مارا کہ اُسے عارضہ فتق لاحق ہوگیا۔ کہا وہ لوگون کو
میرے قتل پر آمادہ کرتا تھا (یہ بھی بالکل غلط الزام عمار یاسر رضؓ پر ہے کسی تاریخ سے
ایسا نہین پایا جاتا کہ عمار رضؓ لوگون کو خلیفہ صاحب کے قتل پر آمادہ کرتے تھے اصل
واقعہ عمار رضؓ کے مار کھانیکا تاریخ اعثم کوفی مین جسپر دیگر مورخین کا بھی اتفاق ہی
اس طرح پر لکھا ہے کہ اصحاب رسولخدا نے انجمن فراہم کرکے ایک نوشتہ اُن امورات
کا جو عثمان صاحب سے خلاف شرع اُن لوگون کے واقفیت مین صرزد ہوے تھے تیار
کرکے عمار کے ہاتھ خلیفہ صاحب کے پاس بھیجا۔ خلیفہ صاحب نے عمار کو دیکھکر پوچھا
اے ابا الیقظان کیا مجھسے تمکو کام ہے۔ عمار نے جواب دیا کہ میرا ذاتی کوئی کام نہین ہے
اصحاب رسولخدا نے جمع کرکے تمہارے واسطے اُن امور کی فہرست تیار کی ہے جو
تمنے خلاف شرع اختیار کیے ہین تاکہ تم ان کا جواب دو خلیفہ نے غصہ ہوکر نوشتہ لیا
اور چند سطرین پڑھین اور ہاتھ سے پھینکدیا عمار نے کہا یہ نوشتہ اصحاب رسولخدا نے
تحریر کیا ہے ہاتھ سے نہ پھینکیے بلکہ اچھی طرح پڑھکر جو کچھ تحریر ہے اُسپر عمل کیجیے یہ
باتین آپکی بہتری کے لیے کہتا ہون عثمان نے کہا اے سمیہ کے بیٹے تو جھوٹ بولتا
ہے۔ معلوم نہین کہ اس تقریر مین عمار کا کونسا کلمہ جھوٹ تھا جو خلیفہ صاحب نے
ایسا فرمایا۔ عمار نے کہا اسمین شک نہین کہ مین سمیہ اور یاسر کا بیٹا ہون خلیفہ
کو زیادہ غصہ آیا غلامون کو حکم دیکر عمار کو اسقدر پٹوایا کہ وہ بیہوش ہوکر زمین پر
گر پڑے پھر خود خلیفہ نے کھڑے ہوکر کئی لاتین اُسکے پیٹ اور خصیون پر ماری مین عمار
کو غش آگیا اور عارضہ فتق لاحق ہوا اور سخت صدمہ پہنچا۔ کیون مسلمانو انصاف
سے کہو تو اس غریب اپنی اصحاب رسولخدا کا جو خود بھی اصحاب کرام رسول صلعم
تھا کیا قصور تھا جو خلیفہ صاحب نے اپنے غلامون سے اسقدر پٹوایا کہ غش آگیا اور
غش کی حالت مین خود بھی اسقدر لاتین مارین کہ عمار رضؓ فتق لاحق ہوگیا۔ عمار رضؓ
نے کیا کہا تھا جسپر اسقدر خلیفہ صاحب کو غصہ آگیا خلیفہ صاحب نے تو خود کہا تھا

کہ اے سمیہ کے بیٹے تو جھوٹھ بولتا ہے اسپر عمار نے کہا کہ اس مین شک نہین کہ مین سمیہ اور یاسر کا بیٹا ہون۔ اس مین کونسی بات خلیفہ صاحب کے غصہ ہونیکی تھی۔ کیا اوس نبی کے جو مکارم اخلاق ہی کے تمام کرنے کے لیے مبعوث ہوا تھا خلیفہ کے اخلاق ایسے ہی ہونے چاہیئے حیف ہی کی صحبت کا کچھ بھی اثر نہوا سچ کہا ہے سعدی نے ؎

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

یہ عمار بن یاسر وہ بزرگ ہین جو مع اپنے والدین کے خلیفہ ثانی یعنی عمر صاحب سے بھی بہت پہلے ایمان لائے تھے۔ شاہ ولی اللہ صاحب سرور المحزون مین لکھتے ہین کہ ان لوگون مین جو سب سے پہلے مسلمان ہوئے عمار سترہوین شخص ہین کفار مکہ ان کو اور انکے والدین کو بوجہ مسلمان ہوجانیکے سخت ایذائین دیا کرتے تھے ابوجہل ملعون نے والدہ عمار کے پیٹ مین خنجر مارا کہ وہ ہلاک ہوگئین اور عمار کے باپ کو بھی شہید کیا والدین عمار ہی اول شہدائے اسلام ہین۔ یہ وہی رسول اللہ صلعم کے پیارے عمار ہین جنکی نسبت علامہ ابن عبد ربہ کی کتاب عقد الفرید جلد دوم صفحہ ۲۲۷ مین بسند حضرت ام سلمہ زوجہ نبی صلعم سے منقول ہے کہ تعمیر مسجد کیلئے جبکہ سب مہاجرین و انصار اینٹین لارہے تھے تو عثمان صاحب جو اپنے کپڑے اور آرائش جسم کا بہت خیال رکھتے تھے اینٹ اٹھاتے تو اسکو اپنے کپڑے سے علیحدہ رکھتے تھے اور جب اینٹ زمین پر گرا دیتے تو دونون ہاتھ جھاڑ ڈالتے اور اپنے کپڑے کو بھی دیکھ بھال لیتے جسپر حضرت علیؑ نے یہ اشعار ارشاد فرمایے۔

لا یستوی من یعمر المساجدا یداب فیہا راکعًا و ساجدًا

وقائمًا طورًا وطورًا قاعدا ومن یری عن التراب حائدًا

یعنی جو شخص مسجد تعمیر کرتا ہے وہ دوڑتا ہے اس مین رکوع و سجود کرتا ہوا اور کبھی قیام و قعود کرتا ہوا اسکی برابری وہ شخص نہین کرسکتا جو گرد و غبار سے اپنے کو بچاتا ہو۔ ان اشعار کو حضرت علیؑ سے سنکر عمار بھی پڑھنے لگے۔ عثمان نے اسکو سنا تو

کہا کہ اے ابن سمیہ کیا مین نہین جانتا کہ تو کسپر طنز کر رہا ہے اور اپنی چھڑی سے ڈرایا کہ زبان کو روکو نہین تو اسی سے تمھارا چہرہ بگاڑ دینگے عثمان کے اس کلام کو رسول اللہ نے بھی سُن لیا فرمایا کہ عمار بمنزلہ اُس جلد کے ہے جو میرے چشم و بینی کے درمیان ہے جو اُسکے ساتھ ایسا کریگا اُس نے میرے ساتھ کیا۔ آہ کہان تھے رسول اللہ جو آپ دیکھتے کہ عثمان صاحب نے مسند خلافت پر بیٹھکر اُس کینہ دیرینہ کو کیسا نکالا آپکے اس قول کی بھی پروا نہ کی کہ جو عمار کے ساتھ ایسا کریگا اُسنے میرے ساتھ کیا۔ یا رسول اللہ یہ وہی عمار ہین جنکا اُسی روز کے واقعہ مین آپ ہاتھ پکڑکر مسجد مین گھومتے تھے اور عمار کے چہرے سے خاک پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے ابن سمیہ تجھکو میرے اصحاب قتل نہین کرینگے بلکہ ایک فرقہ باغی تجھکو قتل کریگا۔ یا رسول اللہ بیشک آپ سچے نبی تھے آپکی یہ پیشین گوئی بھی پوری ہو گئی جس نے حق و باطل کا فیصلہ کر دیا دشمنون کو بھی اقرار کرنا پڑ گیا کہ بیشک معاویہ جسکی فوج نے عمار کو قتل کیا باغی تھا اور آپکے وصی برحق جناب علی مرتضی برحق تھے۔ الغرض طلحہ و زبیر کے پوچھنے پر کہ عمار یاسر کو لاتون سے کیون مارا اور اسقدر کیون مُوا یا کہ عارضہ فتق لاحق ہو گیا خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ وہ لوگون کو میرے قتل پر آمادہ کرتا تھا اور بہکاتا تھا کہ جس طرح ہمنے بڑے عثمان کو مار ڈالو اگر خلیفہ صاحب اپنے اس بیان مین راست گو تھے تو دو حال سے خالی نہین یا تو عمار خون بیگناہ کرانیکے درپے تھے یا اُنکے دانست مین واقعی خلیفہ صاحب واجب القتل تھے جو بیگناہ خون کرے یا کرائے وہ بے شبہہ جہنمی ہوگا اگر عمار رض نعوذ باللہ ایسے ہوتے تو رسول اُنکے حق مین عثمان کے چھڑی سے ڈرانے پر اپنے دونون آنکھون کے درمیان کی جلد کی طرف اشارہ فرماکر یہ نہ فرماتے کہ عمار رض میری اس جلد کے برابر ہے اور نہ یہ فرماتے کہ عمار کے ساتھ جو ایسا کریگا اُس نے میرے ساتھ کیا۔ اب دوسری صورت جو باقی رہگئی اُسکو ہر عاقل خود سمجھ سکتا ہے عمار یاسر کی نسبت پوچھنے کے بعد طلحہ و زبیر نے خلیفہ صاحب سے پھر پوچھا کہ بیعت

کو جو رسولخدا کا دوست تھا شہر سے نکالکر ربذہ مین کیون بھیجا کہ وہ اُسی جگہ غربت مین مرگیا جواب دیا کہ وہ اہل شام کو برگشتہ کرتا تھا اور مجھے بدنام اور میرے عیبون کو ظاہر کرتا تھا۔ اُسکے بعد زبیر نے کہا اے عثمان تمہاری یہ باتین ٹھیک نہین ہین جن باتون کو ہمنے جتلایا ہے وہ اُن امور مین سے ہے جو تمنے افعال و اقوال مختلفہ کے ضمن مین کئے ہین بہت تھوڑی ہین اور پھر جو دل چاہے کرو ہم اس بات سے ڈرتے ہین کہ مبادا زمانہ تم پر کوئی ایسا واقعہ لاے کہ تمھین اُسکی تاب و طاقت نہ ہو۔ پھر طلحہ بولے اے عثمان بنی امیہ تمکو ہلاک کر دینگے اور آل معیط تمھین دام طمع مین پھنسا رہے ہین تمکو ہمارے ساتھ رہنا چاہیے کہ ہم بھی تمھارا ساتھ دین اور اگر تم ہمارے ساتھ نہ رہوگے تو ہم تمھارے دشمنون سے ل بیٹھین گے اور تمھین اپنے افعال کی بُرائی بھلائی خاتمہ کے وقت معلوم ہوگی (خادم حسین صاحب طلحہ و زبیر کی جو آپکے عشرہ مبشرہ سے ہین ان دھمکیون کو یاد رکھیے اس کا مآلکار عنقریب ظاہر ہوا چاہتا ہے)

واقعات ایام محاصرہ کے بیان مین صاحب تاریخ اعثم کوفی لکھتے ہین کہ خلیفہ صاحب نے عبداللہ بن عامر کریز (خلیفہ صاحب کا خالہ زاد بھائی اور حاکم بصرہ تھا) اور معاویہ بن ابو سفیان کے نام مدد کے لیے خطوط لکھکر مسور کے ہاتھ بھیجا جب مسور معاویہ کے پاس خط لے گیا اور اُس نے احوال مندرجہ کو مطالعہ کرلیا تو مسور نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اتنک عثمان کو مار ڈالا ہوگا تو کس سوچ مین گیا جلدی کر کہ اس کام مین توقف کرنا نہ چاہیئے (مسور! بھلا تیرا دماغ ایسا کہان جو سمجھ سکے کہ معاویہ صاحب کس سوچ مین گئے اسوقت جو جواب ملتا ہے اسکو یاد رکھ جب معاویہ صاحب بعد قتل عثمان قصاص خون عثمان کے بہانے سے اپنی خلافت کا رنگ جمانا شروع کرین تو اسوقت کے جواب کو خیال کرنا تب تیری سمجھ مین آجائیگا کہ معاویہ صاحب کس سوچ مین تھے) معاویہ نے کہا اے مسور سچ تو یہ ہے کہ عثمان نے خلافت پانے کے بعد پہلے طریق

نیک اختیار کیا اور محض خوشنودی خلق خدا کے لئے ہر کام کرتا تھا اسلئے اللہ تعالی
بھی اُس کا مددگار رہا اور سب دوست اور ہوا خواہ بھی اُسکے متفق تھے لیکن بعد
مین اپنی حالت بدلدی اور ایسے ایسے کام کرنے شروع کئے جو شریعت کے خلاف
اور خلفائے برحق کی روش سے علیحدہ تھے اچھے قواعد اور نیک خصلتین ترک کر دین
خدا نے بھی اُس سے دولت چھین لی (سچ کہا ہے دوست دشمن میشود صائب
بوقت عاجزی با خون زخم آہوان رہ می برد صیاد را) اب مجھ معاویہ سے کیا ہو سکتا
ہے خدا کی چھینی ہوئی نعمت کو مین کس طرح واپس دلا سکتا ہون (صاف کیون
نہین کہدیتے کہ مین تو خود اس تاک مین ہون کہ کہین عثمان کا قصہ جلد تمام بھی ہو
کہ مجھکو ایک بہانہ ہاتھ لگے اور اسی خون کے بہانے سے مین اپنی خلافت کا رنگ
جماؤن) معاویہ صاحب مسور سے عاجزی سے فرماتے ہین "مین تو خود ایک
طرف علیحدہ پڑا ہون اور علاقہ شام کے سرحد کی حفاظت کر رہا ہون اور ہر طرف
سے دشمن تاک لگائے بیٹھے ہین (سب سے بڑھکر تو آپ خود تاک لگائے بیٹھے
ہین) اگر مین مدینہ چلا گیا تو اندیشہ ہے کہ دشمن چڑھ آینگے اور اس ملک کو مسلمانون
سے چھین لینگے اور اُنکے اہل و عیال کا جو حال ہوگا وہ علاوہ رہا (لیکن بعد قتل
عثمان مسلمانون ہی کے خون کا دریا بہانیکے لئے فوج گران لیکر صفین کو روانہ ہوتے
وقت یہ خیال نہ رہا) غرض معاویہ نے عثمان کی مدد نہ کی اور قاصد کے ساتھ
لیت و لعل سے پیش آتا رہا آخر اُس نے مایوس ہو کر مراجعت کی بلکہ معاویہ صاحب
کے وزیر اعظم عمرو عاص مدینہ پہنچکر لوگون کو علانیہ قتل عثمان پر تحریص کرتے
تھے اور کہتے تھے کہ خون اوس کا مباح ہے۔ دیکھو روضتہ الصفا جلد دوم صفحہ ۲۹
ایام محاصرہ کے حالات کے ضمن مین صاحب تاریخ اعثم کوفی لکھتے ہین کہ خلیفہ
نے کوٹھے پر چڑھکر اور دیوار پر سے گردن نکالکر سلام علیکم کہا لوگون نے [illegible]
سے جواب سلام دیا عثمان نے پوچھا طلحہ بھی تم لوگون مین موجود ہے (طلحہ
یہ تو پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ اگر تم ہمارے ساتھ رہوگے تو ہم تمھارے

دشمنون سے مل بیٹھینگے اور تمھین اپنے افعال کی بُرائی بھلائی خاتمے کے وقت معلوم ہوگی تب وہ کیونکر ان لوگون مین موجود نہ رہتے) طلحہ نے جواب دیا ہان مین بھی موجود ہون عثمان نے کہا سبحان اللہ مین ایسا نہ سمجھتا تھا کہ مین لوگون کو سلام کرون اور تو اُن مین ہوکر جواب سلام بھی نہ دے طلحہ نے کہا مین نے جواب سلام دیا تھا مگر تمنے نہ سنا خلیفہ نے پھر پوچھا کہ سعد وقاص اور زبیر بن عوام تم مین موجود ہین دونون نے کہا ہم موجود ہین کیا کہتے ہو۔

بی بی عائشہ صاحبہ تو پہلے ہی سے اپنی تنخواہ کی وجہ سے جو اُنکے لئے ابوبکر اور عمر نے مقرر کیا تھا اور اب عثمان نے اُسکی ادا کاری مین تساہل اختیار کر لیا تھا رنجیدہ تھین (وہ بھی قلیل مقدار نہین بلکہ بارہ ہزار سالانہ کی رقم تھی کیونکر صبر کرتین) صاحب تاریخ اعثم کوفی لکھتے ہین کہ عائشہ نے عثمان سے کہا کہ اے عثمان تونے بیت المال کو اپنا ہی مال سمجھ لیا ہے امت رسول صلعم کو تکلیف اور مصیبت کے حوالہ کر دیا ہو اپنے آپکو اور رشتہ دارون کو مسلمانون کے مال مین دخیل کر دیا ہے ہر ایک شخص کو ملکی انتظام دے رکھا ہے اللہ تعالیٰ تمکو آسمانی نعمتون سے بے نصیب اور زمینی برکتون سے محروم کرے اگر اتنی بات بھی نہ ہوتی کہ تم مسلمان سیرت رکھتے اور پانچ وقتی نماز ادا کرتے ہو تو تمھین اسی طرح ذبح کر دیا ہوتا جس طرح اونٹ کو ذبح کرتے ہین۔ عثمان نے ان باتون کے جواب مین قرآن شریف کی یہ آیہ مبارکہ پڑھی ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَةَ نُوْحٍ وَّامْرَاَةَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِيْنَ۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے اُن لوگون کے لئے جنھون نے کفر کیا مثال دی ہے کہ نوحؑ اور لوطؑ کی بیبیان دو عورتین تھین جو ہمارے دو نیک بندون کے تصرف مین تھین دونون نے خیانت کی پس نہ کفایت کی اُن دونون کو کسی شئی نے اللہ سے اور اُن دونون سے کہا گیا کہ داخل ہو تم دونون دوزخ مین داخل

ہونے والون کے ساتھ (منشا خلیفہ صاحب کا یہ تھا کہ اے عائشہ زوجہ نبی ہونے
پر گھمنڈ نہ کرو جس سورہ تحریم مین تمھاری اور حفصہ کی شان مین فقد صغت
قلوبکما وارد ہوا ہے اُسی مین جناب باری نے تم دونون کو زوجۂ نوحؑ و زوجۂ
لوطؑ سے مثال دیا ہے۔ خادم حسین صاحب شیعون کو تو آپ لوگ عبث الزام
دیتے ہین دیکھئے خود آپکے خلیفہ صاحب اور بی بی عائشہ صاحبہ ایک دوسرے کو کیسا
سمجھتے اور کیا کہتے تھے شیعون کے ایسا کہنے کو بُرا ماننا انصاف سے بعید ہی) اسکے
بعد صاحب تاریخ اعثم کوفی لکھتے ہین کہ عائشہ نے قتل عثمان مین بہت بڑی
کوشش کی اور فرمایا کرتی تھین ابتک تو حضرت مصطفےٰ صلعم کا کفن بھی میلا
نہین ہوا اور عثمان نے اُن کی شریعت کو کہنہ کر دیا ہے اے لوگو اس بڑھے ساحر کو مار ڈالو
خدا اسے مارے (بعض روایت مین ہے اقتلوا نعثلاً فانہ قد کفر اس نعثل کو
مار ڈالو یہ تو کافر ہوگیا۔ نعثل ایک یہودی کا نام تھا خلیفہ صاحب اُس سے بہت
مشابہ تھے اسی لئے اُس سے مثال دیکر فرماتی تھین کہ اس نعثل کو مار ڈالو۔ بعض کا
قول ہے کہ عثمان صاحب کا رجحان یہودیون کے مذہب کی جانب بہت تھا چنانچہ
توریت کا ترجمہ بھی عربی زبان مین کیا تھا۔ اور حدیث مین بھی آیا ہے کہ دجّال کے
ساتھی تابعین عثمان ہونگے۔ بہرکیف جس مناسبت سے ہو ام المومنین ان کو نعثل
سے مثال دیکر انکے قتل کا فتوی بے تکلف دیتی تھین) الغرض عثمان کے قتل کا پورا
بند و بست کر کے ام المومنین عازم سفر مکہ ہوئین مروان بن حکم نے حاضر ہو کر کہا کہ اے
مادر مومنان اگر تم اس سفر کو قیام سے بدلکر فساد کو مٹا دو اور عثمان کو قتل سے بچاؤ تو
اسکا ثواب [illegible] کے ثواب سے زیادہ پاؤ گی عائشہ نے کہا مین حج کی تیاری
کر چکی ہون اور حج مجھپر فرض ہوگیا ہے مروان نے تمثیلاً یہ شعر پڑھا ع حرّق قیس
علی البلاد حتی اذا اضطرمت اجذما۔ یعنی قیس نے دنیا مین آگ لگا دی اور
جب وہ آگ خوب بھڑک اوٹھی تو آپ الگ ہوگیا۔ شعر پڑھکر مروان نے کہا اب
تم عثمان کا کام تمام کر کے علیحدہ ہوتی ہو۔ عائشہ نے کہا کیا تیرا یہ خیال ہے کہ مین عثمان

کو اچھی طرح نہین سمجھ سکی خدا کی قسم میری تو یہ آرزو ہے کہ عثمان کو بورے مین بند کرکے
بجائے طوق میرے گلے مین ڈالدین اور مین اس بورے کو لیجا کر بحیرۂ اخضر
مین پھینک آؤن۔ مروان نے کہا انجام کار تمنے اپنے دل کی بات ظاہر کردی
عائشہ نے کہا ہان یہی بات ہے اسکے بعد جانب مکہ روانہ ہوگئین۔ چلتے وقت
عبداللہ بن عباسؓ بھی عائشہ کے پاس گئے۔ عائشہ نے کہا اے عبداللہ خدائے
تعالیٰ نے تجھے علم و فضل اور عقل و گویائی عطا کی ہے خبردار لوگون کو اس طاغی
یعنی عثمان کے قتل سے نہ روکنا کیونکہ یہ اپنی قوم کے لئے ایسا ہی منحوس ہے جیساکہ
جنگ بدر کے دن ابوسفیان اپنی قوم کے حق مین نحس تھا یہ کہکر سواری ہانک
دی اور عثمان کو اس کشمکش مین چھوڑ دیا اور بمقام مکہ جب یہ خبر پہنچی کہ قتل عثمان ممتاز
صحابہ کے ہاتھ سے وقوع مین آگیا تو ام المومنین نہایت شاد ہوئین اور کہا ابعدہ
اللہ بما قدمت یداہ الحمد للہ الذی قتلہ یعنی دور کیا اللہ نے اسکو بسبب
اُن ظلمون کے جو اُسکے ہاتھون سے سرزد ہوے شکر ہے اُس اللہ کا جس نے
اُسے قتل کیا تاریخ اعثم کوفی مین ہے کہ تین دن تک عثمان کی لاش کو دفن ہونے
نہ دیا ویسی ہی بے حفاظت پڑی رہی اور ایک ٹانگ کتے لے گئے۔ عبداللہ
بن سواد جو بزرگان قوم سے تھا کہتا رہا کہ مین اسے مسلمانون کے مقبرہ مین دفن نہ
ہونے دونگا وہ مسلمان نہ تھا کیونکہ یہ بات تحقیق کے ساتھ معلوم ہے کہ عثمان اپنی خلافت
کے زمانہ مین ایک دن مسجد سے گھر جاتے تھے کہ ابوسفیان آیا اور کہا یا بنی امیۃ
تلقفوھا تلقف الکرۃ فوالذی یحلف بہ ابوسفیان ما من عذاب ولا
حساب ولا جنت ولا نار ولا بعث ولا قیامۃ یعنی اے بنی امیہ اس بادشاہت
کو حاصل کرکے مضبوط پکڑو قسم اُسکی جسکی قسم ابوسفیان کھاتا ہے (اللہ کا نام نہین لیتا
ہے) نہ عذاب کوئی شئی ہے نہ حساب نہ بہشت نہ دوزخ نہ حشر نہ قیامت۔ اور عثمان
نے اُسپر حد شرع جاری کرنے اور مار ڈالنے کے عوض مسلمانون کے خزانہ عامرہ سے
اُسے دو لاکھ دینار عطا کئے۔

الغرض بسفارش حضرت علیؑ لاش کو دفن کرنیکی اجازت تو ملی لیکن مسلمانون کے مقبرہ مین دفن نہ ہونے دیا چار آدمیون نے لاش کو ایک چھوٹے سے تختہ پر اُٹھایا ایک ٹانگ تو کٹتے لیجا چکے [illegible] دوسری ٹانگ جو باقی تھی لٹکتی جاتی تھی حکیم بن حزام سے جو انمین چار آدمیون سے تھا نماز جنازہ پڑھکر بے غسل وکفن یہودیون کے مقبرہ کے متصل ایک احاطہ مین دفن کردیا۔ معاویہ نے زندگی مین تو باوجود مدد مانگنے کے مدد نہ کی لیکن اپنی خلافت کے زمانہ مین اُس احاطہ کو مقبرہ مسلمانان مین داخل کرلیا۔

واضح رہے کہ عثمان صاحب کی بہت سی باتین مثلاً تمامی بلاد و امصار کی حکومت و دولت اپنے ہی قبیلہ والون یعنی صرف بنی امیہ کے سپرد کردینا اُن کی فساقی و شرابخواری و ظلم و جور سے ستم رسیدہ رعایا کا نالان ہونا فریادیون کی فریاد کا دربار خلافت مین نہ سنا جانا بلکہ خود فریادیون اور اُنکے ایلچیون کی بے جرم و خطا سزا ہونا چراگاہون اور آبشارون کو بنی امیہ ہی کے مویشیون کے لئے مخصوص کردینا اور دوسرون کے مویشیون کو چرنے اور پانی پینے سے روکدینا بازار کی نسبت حکم عام دینا کہ جبتک بنی امیہ خرید و فروخت نہ کرلین کوئی دوسرا شخص خرید و فروخت نہ کرنے پائے سلف سے آجتک بجز عثمان صاحب کے کسی ظالم سے ظالم بادشاہ نے بھی بیچارے بے زبان مویشیون پر چراگاہ و آبشار کو بند نہ کیا ہوگا اور نہ بازار کی نسبت ایسا حکم دیا ہوگا) ابو ذر کے ایسے مقرب صحابی رسول صلعم کو جو بالا قد لاغر اندام اور نہایت ضعیف العمر کمزور اور نحیف و زار ہوگئے تھے شتر برہنہ پر سوار کرا کے ایک شخص بدخو کے ہمراہ جو اُس اونٹ کو خلیفہ کے حکم کے مطابق شب و روز ہنکاتا لایا نیند بھی نہین سونے دیتا تھا شام سے مدینہ مین اس طرح بلوانا کہ ابو ذر کی رانون کا گوشت چھل چھلکر جدا ہوگیا۔ محمد بن ابی بکر کو مصر کا حاکم مقرر کر کے روانہ کرنا اور ساتھ ہی براہ فریب خفیہ فرمان اُنکے قتل کا اپنے غلام کے ہاتھ بھیجنا اور اُس کا راہ مین پکڑا جانا از ین قبیل اور بہت سے واقعات جنکو مورخین

نے بالتفصیل لکھا ہے ہمنے اس مقدمہ مین قصداً بخیال طوالت چھوڑ دیا ہے
اور جو احسانات حضرت علیؑ نے عثمان صاحب پر کئے اور جس جس طرح اُن کی
جان بچانے کی کوشش کی یا ایام محاصرہ مین جس طرح حسینؑ نے پانی پہنچا کر
عثمان صاحب اور اُنکے گھروالون کی تشنگی بجھائی ان سب باتون کا ذکر بھی ہم
ترک کرتے گئے ہین کیونکہ ہمکو یہ دکھانا نہین ہے کہ عثمان صاحب بوجہ اپنے کردار
کے اُسکے سزاوار تھے جو اُنکے ساتھ کیا گیا اور نہ حضرت علیؑ کے احسانات کا جو اُس
جناب نے خلیفہ صاحب پر کئے جتانا مقصود ہے بلکہ خادم حسین صاحب کے اس سوال
کا جواب دینا مقصود ہے کہ قاتلان حسینؑ شیعہ تھے یا سنی۔

بعد قتل عثمان صلحا و ابرار صحابہ و اہالیان مصر و کوفہ و بصرہ جو مدینہ مین موجود تھے
تین روز یا پانچ روز یا سات روز تک علی اختلاف الروایات حضرت علی کی خدمت
مین الحاح و منت کرتے رہے کہ آپ اجازت دین کہ ہملوگ آپ سے بیعت کرین
مگر وہ جناب ان لوگون کی التماس کو قبول نہ فرماتے تھے گویا مطلب حضرت کا
یہ تھا کہ ہم تو ابتدا سے خلیفۃ اللہ ہین تمھارے بیعت کرنے یا نہ کرنے سے کیا ہوتا ہے
جو ہماری اطاعت کرتا ہے راہ صواب پاتا ہے جو نہین کرتا ہے وہ خود چاہ ضلالت
مین گرتا ہے تم ہمکو کیا خلیفہ بنانے آئے ہو اگر ویسا خلیفہ بنانا چاہتے ہو جیسا کہ اس کے
قبل خلیفۃ اللہ کو چھوڑ کر تملوگ اپنی جانب سے تین خلیفے بنا چکے اور اُسکا نتیجہ بھی
دیکھ چکے تو ویسا خلیفہ بننے کی ضرورت ہمکو نہین ہے جاؤ کسی دوسرے کو بنا لو
ویسی خلافت کے لئے سب سے زیادہ لائق طلحہ و زبیر وغیرہ ہین جنھون نے اسی
غرض سے کوشش کر کے عثمان کو قتل کرایا ہے گو اسوقت زمانہ کو پُر آشوب دیکھکر
اپنے دلی مدعا کو زبان پر نہین لاسکتے۔ حضرت علیؑ نے تعویق فرما کر ہر طرح کی حجت کو
ختم کر دیا۔ عوام کی اصطلاح مین بھی کوئی یہ نہین کہہ سکتا ہے کہ خلافت علی مرتضیٰ
مثل خلافت ابوبکر فلتۃً یعنی ناگہانی طور پر بلا علم و آگاہی اور بغیر حصول مرضی و رضامندی
عوام یا خواص مسلمانان کے انجمن صحابہ و بغیر حضوری مسجد پیغمبر صلعم خیر معروف مقام پر

دو چار متقی اشخاص سے بیعت لیکر واقع ہوئی جس سے رنگ خلافت جمالیا اور عام
مسلمانون سے کہدیا کہ اب تو جو ہونا تھا ہو چکا تمکو بھی اسی کو منظور کر لینا چاہیے تاکہ
مسلمانون مین پھوٹ نہ پڑے اور نہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ بیعت بھی بے مرضی صحابہ
اور مومنین موقنین مثل بیعت خلافت عمر واقع ہوئی کہ تا وقت وقوع سر بمہر لفافہ
بند تھی اور کسی نے نہ جانا کہ کون خلیفہ ہو رہا ہے اور ہم کسکی بیعت کر رہے ہین۔ نیز کوئی
کوئی کہہ سکتا ہے کہ اگرچہ اول شوری مین حضرت نے صرف حکم خدا اور سنت رسول
پر عمل کرنا منظور فرمایا تھا اور سیرت شیخین پر چلنے سے انکار کیا تھا جسکی وجہ سے
آپ کامیاب نہوئے اور عثمان جھٹ قبول کر کے خلیفہ بنگئے اس مرتبہ آپکو بھی پچھتا کر
اُسی شرط سیرت شیخین کو قبول کرنا پڑا بلکہ حضرت کی بے پروائی دیکھکر کسی کی یہ جرأت
بھی نہ پڑی کہ سیرت شیخین کا نام بھی زبان پر لائے طلحہ و زبیر کو بھی حضرت نے
پورا موقع دیدیا کہ جس طرح چاہین اپنا حوصلہ نکال لین اور چونکہ حضرت بوجہ ہونے
خلیفۃ اللہ بذریعہ علم موہوبہ من اللہ واقف تھے کہ طلحہ و زبیر آیندہ کیا کرنیوالے ہین
اسلئے جبتک ان لوگون پر حجت پوری طرح ختم نہ کر لی اور عہد و پیمان پیش خدا استوار
لیکر ان لوگون کو پابند بیعت نہ کر لیا کسی سے بیعت نہ لی چنانچہ تاریخ طبری مین
ہے کہ جب مصریون اور دوسرے مومنین مخلصین نے بیعت امیر المومنین علی
مین بہت مبالغہ و اصرار کیا تو حضرت نے فرمایا کہ مناسب ہے کہ پہلے اصحاب پیغمبر
آئین اور اس کام کو شروع کرین یہ سنکر لوگ اصحاب پیغمبر کے گھر گئے سب حاضر
آئے مگر طلحہ و زبیر و سعید بن زید و سعد بن وقاص و عبد اللہ
بن عمر حاضر نہ ہوئے مگر رسہ کر آدمی جانے پر کہلا بھیجا کہ آج بیعت عام ہو جائے
کل تک ہم بھی بیعت کرینگے اور وہ دن پنجشنبہ سا توان روز قتل عثمان سے تھا حضرت نے
فرمایا بہتر ہوگا کہ روز آدینہ بالکل بیعت کے لئے قرار دیا جائے اور آپنے چاہا کہ
اوٹھ کھڑے ہون لوگون نے نہ مانا اور کہا کہ کل روز آدینہ ہے ہمکو امام چاہیے
تاکہ نماز پڑھا دے حضرت علی نے فرمایا کہ طلحہ و زبیر آجائین تب یہ کام راست

دو درست ہو مالک اشتر جا کر طلحہ کو اور حکیم بن جبلہ زبیر کو حاضر لائے۔ اور
تاریخ اعثم کوفی سے پایا جاتا ہے کہ حضرت علی انھیں لوگون کے ساتھ طلحہ کے
گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ لوگ میرے پاس آئے ہین اور چاہتے
ہین کہ مجھ سے بیعت کرین مجھے ایسی خلافت یا ایسی بیعت منظور نہین ہے تم
ہاتھ بڑھاؤ کہ یہ لوگ تسے بیعت کرین طلحہ نے جواب دیا کہ اے ابوالحسن اس کام
کے لئے آپ ہی سب سے بہتر اور افضل ہین اور امت رسول کی خلافت آپ
ہی کا حق ہے کیونکہ آپ مین پہلے ہی سے بہت سی خوبیان اور فضیلتین مجتمع
ہین اور آپ حضرت رسولخدا کے نہایت ہی قریب رشتہ دار ہین۔ حضرت
علیؑ نے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ جس وقت مین اس خدمت کو قبول کر کے
انتظام شروع کرون تو مبادا تمھاری جانب سے پس و پیش اور مخالفت ظاہر
ہو طلحہ نے کہا حاشا وکلا مین خدا سے پناہ مانگتا ہون کہ مجھے آپکا گنہگار اور دشمن
نہ بنائے کیونکہ ایسا کرنے سے مین ظالم ہو جاؤنگا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کیا تو
ان باتون کا عہد و اقرار کرتا ہے اور خداے عزوجل کو اس امر کا گواہ قرار
دیتا ہے طلحہ نے کہا مین نے خدا سے عہد کر لیا ہے اور سب امور قبول کر لئے
کبھی ان باتون سے منحرف نہ ہونگا ہمیشہ آپکی مرضی کا پابند رہونگا۔

اس تقریر سے جو درمیان طلحہ اور حضرت علیؑ کے واقع ہوئی صاف ظاہر
ہے کہ حضرت صرف اسی وجہ سے کنارہ کش تھے کہ مبادا یہ لوگ بطمع دنیا مخالفت
کر کے دین مین رخنہ پیدا کرین یہی وجہ گذشتہ تین خلافتون مین بھی حضرت
حضرت کے سکوت و تحمل کی تھی اگر اسوقت حضرت سکوت و تحمل نہ فرماتے تو
یقیناً بی بی عائشہ صاحبہ اپنے باپ کے لئے کہین اس سے زیادہ کرتین جو
اپنے ابن عم طلحہ اور اپنے بہنوئی زبیر کے لئے کیں اسوقت تو اتنا بھی ہوا کہ
طلحہ و زبیر اسلام ہی کے پردہ مین لڑے ابوبکر صاحب جو جنگ احد ہی مین
لوگون کو ورغلا رہے تھے کہ قد قتل محمد فارجعوا الی ادیانکم

آیندہ بصراحت دکھایا جائیگا شاید اتنا پردہ بھی باقی نہ رہنے دیتے۔ خود رسول ص کے اس قول سے کہ اے عائشہ اگر تیری قوم قریب العہد جاہلیت نہوتی توضرور مین خانہ کعبہ کو اسی حد پر قائم کردیتا جسپر خلیل اللہ نے بنایا تھا آپ سمجھ سکتے ہیں کہ عائشہ کی قوم کی مخالفت سے کسقدر اسلام کو مضرت کا خوف تھا۔ الغرض طلحہ سے عہد و پیمان لینے کے بعد حضرت علی ع طلحہ کو لئے ہوے سب لوگون کے ساتھ زبیر کے گھر گئے اُن سے بھی یہی باتین اور اسی طرح کا عہد و پیمان ہوا جب طلحہ و زبیر امیرالمومنین علی ع کے ساتھ عہد و پیمان کر چکے اور جملہ وضیع و شریف اور مہاجر و انصار نے آپکی خلافت کے لئے سخت اصرار کیا توآپ سب کے ساتھ مسجد رسولخدا ص مین تشریف لائے اور ایک جگہ نشست فرمائی جس وقت تمام آدمی جمع ہوگئے تو مہاجر و انصار مین سے ابوالتہیم بن التیہان۔ رافع بن رفاعہ۔ مالک بن عجلان۔ ابوایوب انصاری۔ خالد بن زید۔ خزیمہ بن ثابت وغیرہم نے ایک زبان ہوکر کہا کہ اے لوگو تم جانتے ہو کہ عثمان تمسے کس طرح پیش آتا تھا اب وہ نہین رہا حضرت علی ع کے فضائل اور کرامتین اور قربت قرابت حضرت رسولخدا ص آفتاب روشن کی طرح ظاہر ہین اور جو جو علوم اور اخلاق حسنہ اور فضائل حمیدہ ذات بابرکات مین جمع ہین وہ محتاج بیان نہین ہین حلال و حرام کے متعلق باریک مسئلون اور تمہاری ہر روزہ بلکہ ہر ساعت کی ضرورتون کی واقفیت سے تم خوب آگاہ ہو اگر ہم اجرائے کار خلافت مین کسی اور شخص کو حضرت علی ع سے زیادہ بڑھا چڑھا پرہیزگار اور خدا ترس پاتے تو تمہین اُسکی بیعت کی صلاح دیتے لیکن آج دنیا بھر مین یہ نیک خصلتین آپ سے زیادہ کسی اور شخص مین موجود نہین ہین پس تمہاری کیا مصلحت ہے اور اسکے کار خلافت کو تم کیا سمجھتے ہو سب نے متفق اللفظ کہا ہم حضرت علی ع کی خلافت سے خوش ہین اور کسی دباؤ یا مجبوری سے نہین بلکہ بخوشی

خاطر ان کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرتے ہیں اور از روے یقین و بصیرت ہم اس امر کو قبول کرتے ہین نہ بسبب تردد و پشیمانی ۔ حضرت علیؑ نے فرمایا تھے جو بغیر دباؤ اور مجبوری کے دلی ارادہ اور شوق سے قبول کرنیکا ذکر کیا تو کیا محض اپنے حسن عقیدت سے ایسا کہا ہے یا منجانب حق تعالی مجھے اسکا عقدہ کھلکر کہا ہے (سبحان اللہ خلیفۃ اللہ اور امام المتقین خواہش نفسانی کو کب جائز رکھ سکتا ہے) سب نے کہا منجانب الہی آپکا حق اپنی گردنون پر واجب سمجھتے ہین ۔ دیکھے خادم حسین صاحب خلیفۃ اللہ یون اپنی حقیت کا اقرار لیتا ہے کیا آپ بھی اپنے خلفاء اماموں مین سے کسی کی نسبت ایسی نظیر پیش کر سکتے ہین اگر نہین کر سکتے تو کس منہ سے شیعونکو کہتے ہین سے

عیب اور ونکے انہون کو لگانیوالے ۔۔۔ اپنون کی کوئی صداقت نہ دکھانیوالے

اگر چشم بصیرت ہو تو آنکھین کھولکر دیکھئے ورنہ بقول سعدی سے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔۔۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ہرچند سب کہہ رہے ہین کہ ہم منجانب الہی آپکا حق اپنی گردنون پر واجب سمجھتے ہین لیکن جناب امیر المومنینؑ انکی طبایع سے واقف ہین کہ یہ سب باتین انکی زبانی ہین قلبی نہین ہین ہمکو بھی یہ اوسی طرح خلیفہ بنانا چاہتے ہین جیسا کہ سابقاً ہین گذر چکے سنت نبوی پر ابھی نہ ہونگے جیسے بھی اونھین خلفاء کی رفتار چلینگے جو اون لوگون کے مقرر کردہ تھے اور وہ غیر ممکن ہے لہذا بنظر اتمام حجت پھر بھی مہلت دیتے ہین اور فرماتے ہین ۔ تم آج تو اپنے اپنے گھر چلے جاؤ اور اس معاملہ مین مزید غور و فکر کر لو پھر کل آنا اور جس امر پر سب کی رائے قرار پائیگی انشاء اللہ اُسے عمل مین لایا جائیگا ۔ سبحان اللہ یہ ہین لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ کے مفہوم کو سمجھانے والے کجا باطمینان یہ غور و فکر کی مہلت دینا اور کجا وہ جلد بازی اور گھبراہٹ

کہ ادھر رسول ص کی آنکھ بند ہوئی اور اُدھر لاش اطہر کو بےکفن و دفن چھوڑ کر سقیفہ جا پہنچے اور جھٹ پٹ دو چار آدمیون سے بیعت لیکر خلیفہ بن بیٹھے کجا یہ غور و فکر کی ہدایت اور کجا عمر صاحب کا نام چھپا کر بند لفافہ مین انکی خلافت پر بیعت کا لیا جانا کجا یہ ارشاد کہ جس امر پر سب کی راے قرار پائیگی انشاء اللہ اُسے عمل مین لایا جائیگا اور کجا خلافت عثمان کے لئے عمر صاحب کا شوری مین وہ جابرانہ حکم کہ جو شخص عبدالرحمن بن عوف کے مقرر کردہ خلیفہ سے مخالفت کرے اوس کی گردن ماری جائے۔

صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہین کہ جب مبالغہ حد سے زیادہ گذرا تو امیرالمومنین نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ بیعت کرتے ہو تو مین حد شرع سے تجاوز نہ کرونگا اور مثل صحابہ مجھ سے وقوع مین نہ آئیگا اور فیصلہ امورات کا جمہور کی مشورت سے ہوگا اور مین ایک درم بیت المال سے اپنے واسطے نہ صرف کرونگا اور تملوگون کے مابین کسی کو ترجیح نہ دونگا (یعنی جیسا کہ عمر خلیفہ خلاف سنت رسول اللہ صلعم اقربا کو دس یا پانچ ہزار درہم دیتے تھے اور ضعفا کو سو سو درم سالانہ دیتے تھے یا کچھ بھی نہین دیتے تھے ویسا مین نہ کرونگا) بلکہ مین ہر ایک کو بنظر رحمت و عاطفت دیکھتا ہون اور احکام خدا کو بموجب کتاب اللہ و مطابق حدیث و سنت رسول اللہ صلعم جاری کرتا ہون (یعنی جیسا کہ تملوگون نے شوری مین مجھسے چاہا تھا کہ سیرت شیخین پر عمل کرنا ہوگا ویسا مین ہرگز نہ کرونگا) جب یہ باتین سب نے تسلیم کرلین تب حضرت نے فرمایا کہ اچھا تو مسجد مین چلو کہ یہ امر خفیہ طور پر طے کرنے کے لائق نہین ہے بعد اسکے سب لوگ مسجد مین گئے اور وہان علی رؤس الاشہاد بیعت واقع ہوئی اسی اثنا مین جیسا کہ تاریخ اعثم کوفی مین منقول ہے ام المومنین عائشہ بھی حج کرکے مدینہ کی طرف لوٹین جب قریب پہنچین تو عبید بن سلمہ لیثی جو ابن کلاب کے نام سے مشہور تھا استقبال کے لئے نکلا عائشہ نے

پوچھا کیا حال ہے اُس نے کہا لوگون نے عثمان کو مار ڈالا عائشہ نے کہا
پھر کیا ہوا عبید نے جواب دیا کہ سب نے حضرت علیؑ سے بیعت کر لی عائشہ
بولی کہ اے کاش آسمان زمین پر پھٹ پڑتا اور مین یہ دن نہ دیکھتی اور
یہ خبر نہ سنتی خدا کی قسم عثمان کو ظلم سے مار ڈالا اور بیجا اوس کا خون
بہا دیا واللہ عثمان کی عمر کا ایک دن علیؑ کی تمام عمر سے بہتر تھا (حیف
صد حیف رسول اللہؐ تو فرمائین ضربت علی یوم الخندق افضل من عبادة
الثقلین اور اُسکے خلاف عائشہ صاحبہ فرمائین) مین نچلی نہ بیٹھون گی ۔
جب تک عثمان کے خون کا بدلہ نہ لے لونگی ۔ عبید نے کہا تم ایسا کیون کہتی
ہو کیا تم علیؑ کی تعریفین نہ کیا کرتی تھین اور نہ کہا کرتی تھین کہ آج روے
زمین پر کوئی شخص درگاہ جناب باری مین حضرت علی ابن ابی طالب
سے زیادہ گرامی نہین ہے اب کیون اُنکی دشمن بن گئین اور کس واسطے
اُنکی خلافت سے بیزار ہو گئین کیا تمہی عثمان کے قتل کے لئے لوگون کو
ترغیب نہ دلاتی تھین کہ اس پیر کفتار کو مار ڈالو اور کیا تم نہین کہتی تھین کہ
اقتلوا نعثلا فانہ قد کفر اب کیا ہوا کہ ایسی باتین کرتی ہو ۔ عائشہ نے
کہا ہان اُس وقت ایسا ہی کہتی تھی جب سے اُسکی خبر سُن لی باز آئی اُسنے
تم سے توبہ کر لی تھی توبہ کے سبب اُسکے تمام گناہ جاتے رہے تھے
تمنے اُسے مار ڈالا خدا کی قسم مین اُسکے خون کا بدلہ لونگی اور کبھی اس
کام کو نہ بھولونگی ۔ عبید نے کہا اے ام المومنین خدا کی قسم تم اچھا نہ کروگی
امت مصطفےٰ صلعم مین فساد اور تفرقہ پیدا کروگی بڑے بڑے فساد
اُٹھ کھڑے ہو نگے اور بیشمار خون ریزیان ہونگی عائشہ نے عبید کی بات
پر ذرا توجہ نہ کی بلکہ نصف راستہ سے پلٹ کر مکہ کی راہ لی (حقیقت یہ ہے
کہ ام المومنین صاحبہ جیسا کہ تاریخ اعثم کوفی مین ہے اپنا ماہرہ بند ہونیکی
وجہ سے ناراض تھین اور یہ خیال تھا کہ عثمان قتل ہو جائے اور طلحہ

یا زبیر کو خلافت ملجائے تو من مانی مراد حاصل ہو اسی سے لیے قتل عثمان پر لوگون
برانگیختہ کرتی تھین اور خود بھی کوشان تھین جب دیکھا کہ عثمان مارے
بھی گئے اور طلحہ و زبیر خائب وخاسر ہی رہگئے بلکہ اُسپر طرہ یہ ہوا کہ خلافت
حضرت علیؑ کی طرف منتقل ہوگئی سوتاپے کی آگ دفعتاً بھڑک اُٹھی (اب
کیا خاک کسی کا سمجھانا سمجھ مین آئے) جب عائشہ نے عبید سے کہا کہ خدا کی قسم
مین ضرور خون عثمان کا بدلہ لونگی تو عبید نے برجستہ یہ اشعار انشا کرکے
پڑھے ؎

فمنکِ البداء ومنک الغیر   ومنکِ الریاح ومنک المطر

(یعنی اے باد صبا این ہمہ آوردہ تست)

وانتِ امرتِ بقتل الامام   وقلتِ لنا انہ قد کفر

(تو ہی نے قتل امام کا حکم دیا۔ اور تو ہی نے ہملوگون سے کہا وہ تو یقیناً
کافر ہوگیا) صاحب روضۃ الاحباب نے انھین دو بیتون پر اکتفا کیا ہے
مگر اور لوگون نے چند اشعار اور بھی جنکو عبید نے اُس موقع پر عائشہ کو
مخاطب کرکے پڑہے تھے لکھے ہین منجملہ اُنکے دو اشعار یہ بھی ہین ؎

فھبنا اطعناکِ فی قتلہ   وقاتلہ عندنا من امر

(ہملوگون نے تو اُسکے قتل مین تیری اطاعت کی۔ اور قاتل اُس کا
ہملوگون کے نزدیک وہی ہے جس نے حکم دیا)

ولم یسقط السقف من فوقنا   ولم ینکسف شمسنا والقمر

(نہ آسمان ہی ہملوگون کے اوپر سے گرا۔ اور نہ ہملوگ کے آفتاب وماہتاب
مین گہن لگا) صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہین کہ گویا زبان حال عثمان
نے اور مومنان سے کہا ؎

اے دردم [illegible] تو و درمان از تو   دشوار مرا از تو و آسان از تو

خادم حسین صاحب ذرا غور سے ملاحظہ فرمایئے شیخین کے بعد سے تین

خلافتین پے درپے اہلسنت کے یہان مقبولہ ہین۔ یعنی خلافت عثمان خلافت حضرت علیؑ اور خلافت امام حسنؑ۔ ان تینون مین سے کسی کو بی بی عائشہ صاحبہ نے چین سے رہنے نہ دیا۔ عثمان کو قتل کرایا۔ حضرت علیؑ سے جنگ کی۔ امام حسنؑ کے جنازہ پر تیر برسایا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر ابوبکر و عمر بھی بی بی عائشہ و بی بی حفصہ کے باپ نہوتے یا عمر صاحب ان کا بارہ ہزار سالانہ نہ مقرر کئے ہوتے تو۔ اگر حضرت علیؑ بخیال اسلام ساکت تھے۔ لیکن اسلام خاک و سیاہ ہوجاتا تو ہوجاتا بی بی عائشہ صاحبہ ہرگز ساکت نہ تھین یہی شورش آغاز ہی خلافت مین پیدا کردیتین۔ شیخین خلافت چھوڑکر بھاگتے بخیال ام المومنین ایک فرد بشر بھی ان کا آغاز خلافت مین ساتھ نہ دیتا۔ اگر بہ کمک ابوسفیان یا دیگر مخالفین اسلام لڑتے بھی تو لڑتے ہی لڑتے تیرہ برس گذرجاتا زندگی ختم ہوجاتی اُنکی خلافت کا رنگ بھی جمنے نہ پاتا۔

خیر ام المومنین عائشہ صاحبہ کا رنگ تو یہین سے معلوم ہوگیا اب ملاحظہ فرمایئے کہ طلحہ و زبیر جو خدا کو شاہد گردانکر حضرت علیؑ سے عہد و پیمان اور بیعت مین سب سے سبقت کرچکے ہین کیا رنگ لاتے ہین۔

صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہین کہ روز سیوم خلافت سے سب مسلمان جو مدینہ مین تھے حسب الطلب امیر المومنینؑ حاضر ہوئے حضرت نے عبداللہ ابن رافع کو حکم دیا کہ اُسنے پہلے بذل و عطا مہاجرین پر کی پھر نوبت انصار کی پہنچی اور بعد انصار کے ہر شخص نے فائدہ پایا اور ہر ایک کو تین تین دینار حصہ ملا۔ نہ کسی کو کسی سے کچھ زیادہ ملا نہ کم اور نہ کوئی درہم بیت المال مین باقی رہا گویا یہ تقسیم بھی معجزات حضرت علیؑ سے تھی مورخین کا اتفاق ہے کہ یہ تقسیم برابر کی جو مطابق طریقہ مرضیہ محمدیہ کے تھی صنادید قوم کو ناگوار ہوئی بنیاد تمام فتنون اور نکث بیعت اور نقض عہد اور بغاوت و خروج کی یہی عدل اور تقسیم بالتسویہ یعنی سنت رسولخدا کا اختیار کرنا اور بدعت

خلفائے ثلاثہ سے اختلاف کرتا ہے کیونکہ خلفائے ثلاثہ اپنی اپنی ذاتی مصلحتون
پر نظر رکھکر چیدہ چیدہ اشخاص کو تو مالا مال کر دیتے تھے متوسط الحال
لوگون کو بھی تھوڑا بہت دیکر ٹال دیتے تھے اور ضعفا و خستہ حال لوگونکی
جانب اعتنا بھی نہ کرتے تھے۔ اس مین شک نہین کہ جو دنیا پرست ساز و سامان
دنیاوی کے دلدادہ ہین اور سلطنت و حکومت دنیاوی کو اُن نعمتون پر
جنکو جناب باری نے عقبی کے لئے اُٹھا رکھا ہے ترجیح دیتے ہین بلکہ عقبی
کی نعمتون کو موہوم سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ نقد را بنسیہ گزاشتن کار
خردمندان نیست اُن کی نظرون مین یہی قرین مصلحت معلوم ہوگا کہ بغرض
استحکام سلطنت و حکومت اقویا کو اور ایسے لوگون کو جن سے سلطنت
مین خلل اندازی کا اندیشہ ہو بہ نسبت ضعفا اور ایسے لوگون کے
جنسے کوئی اندیشہ نہین ہے ضرور زیادہ انعام و اکرام و عطایا سے کثیر دیکر
راضی رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ سورہ حجر مین جناب باری نے قول ابلیس کی حکایت
اس طرح فرمائی ہے۔ قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ
وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ - إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ - یعنی جب ابلیس
اپنے کو خلیفۃ اللہ پر ترجیح دینے کے سبب راندۂ بارگاہ رب المغرت ہوگیا
تو اُس نے مہلت مانگی جبکہ وقت معلوم تک کی مہلت ملگئی تو وہ ملعون بول
اوٹھا کہ اے میرے پروردگار بسبب اُس چیز کے کہ جسکی وجہ سے تو نے
مجھے گمراہ قرار دیا تو سہی کہ مین بھی دنیا مین (ساز و سامان زندگی) اُن
سبھون کو عمدہ کر دکھاؤن بجز اُن مین سے تیرے بندگان مخلصین کے (کیونکہ
تیرے بندگان مخلصین میرے دام مین پھنسنے والے نہین ہین) تب جو لوگ
دام ابلیس مین پھنسے ہوئے ہین وہ کیونکر ساز و سامان زندگی کے دلدادہ
و حکومت و سلطنت دنیاوی کے فریفتہ نہ ہون اور وہ انھین چیزون کے
استحکام کی جانب اپنی تمام ہمت کو صرف کرنا مقتضائے عقل اور اصل اصول

سیاست قرار نہ دین۔ لیکن جو لوگ عبادک المخلصین کے مصداق ہین اُنکی
نظرون مین یہ سب ساز و سامان و سلطنت و حکومت دنیاوی جنکو ابلیس نے
زینت دے رکھا ہے محض ہیچ و پوچ ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ جناب باری نے
فرما دیا ہے زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا وَ یَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بقرہ ع ۲۵ (یعنی اُن کے لئے
جنھون نے کفر اختیار کیا دنیا کی زندگی خوب اچھی کر دکھائی گئی ہے اور وہ
لوگ ایمان لانیوالون سے مسخراپن کرتے ہین حالانکہ وہی لوگ جنھون نے
پرہیزگاری اختیار کی ہے اُن سے بالا ہونگے بروز قیامت) منقول ہے
کہ جب جناب رسولخدا فتح خیبر سے واپس آئے تو حضرت کی بعض ازواج
نے کہا کہ جو کچھ آپکو ملا ہے ہم لوگون کو دیدیجئے آنحضرت نے فرمایا کہ مین نے
تو اُسے مسلمانون پر حکم خدا کے مطابق تقسیم کر دیا اسپر وہ غصہ سے بولین کہ کیا
تم یہ سمجھتے ہو کہ اگر تم ہمکو طلاق دیدوگے تو ہمکو کوئی دوسرا شوہر نہ ملیگا یہ سنکر
حضرت کو بہت رنج ہوا حتی کہ آپ کنارہ کش ہو کر اُنیس روز تک مشربہ ام
ابراہیم یعنی ماریہ مادر حضرت ابراہیم کے گھر مین رہے اور یہ آیت نازل ہوئی
یا ایُّھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا
فتعالین امتعکن واُسرحکن سراحاً جمیلاً۔ (اے نبی اپنی بیبیون سے
کہدو کہ اگر تم دنیاوی زندگی اور اُسکی آرایش و زینت کی خواہان ہو تو آؤ
مین تملوگون کو کچھ ساز و سامان دیدون اور بعنوان شائستہ سے رخصت
کردون) ہان جب رسول کا زمانہ منقضی ہو گیا تو عمر صاحب نے البتہ اپنی
دختر بی بی حفصہ اور دختر ابوبکر بی بی عائشہ کی تنخواہین بارہ بارہ ہزار مقرر
کردین یہ نہ سمجھے کہ مال دنیا بُری شی ہے تمام فسادات اسی سے ناشی ہوتے
ہین چنانچہ اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب عثمان صاحب خلیفہ ہوے تو اُنھون نے
اپنی ساری عنایت بنی امیہ کی جانب مبذول کر دی بی بی عائشہ نے جب

دیکھا کہ بیت المال کا سارا خزانہ بنی امیہ تصرف کر رہے ہین میرا مشاہرہ بھی نہین ملتا بگڑ گئین اقتلوا نعثلاً فانہ قد کفر کا فتوی جاری کر دیا اور آخر قتل کرا ہی دیا۔ الغرض صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہین کہ تقسیم کے وقت سب سے پہلے سہل بن حنیف نے یہ بات کہی اور شرارت شروع کی کہ یا امیر المومنین آپنے میرے آزاد کردہ غلام کو آج تقسیم مین میرے برابر کر دیا اسی وقت عبد اللہ ابن زبیر نے کہ اپنے باپ کی طرف مخاطب اور طلحہ کی طرف بھی دیکھتا تھا کہا کہ مین تو کل ہی علیؓ کی باتون سے سمجھ گیا تھا کہ ان سے فراخی اور وسعت نہ حاصل ہوگی اور سعید بن عاص نے بھی زید بن ثابت سے اسی بات کا اشارہ کیا (خادم حسین صاحب دیکھئے یہ لوگ حضرت علی کو خلیفۃ اللہ جیسے کہ شیعہ سمجھتے ہین نہین سمجھتے تھے تو حضرت کی تقسیم بالسویہ پر جو بتا سی رسول تھی معترض نہ ہوتے لیکن انکی عادت شیخین کی خلافت سے بگڑ گئی تھی) عبد اللہ بن رافع جو تقسیم کنندہ تھا ان باتون کو سنکر سعید اور عبد اللہ ابن زبیر سے بولا ان اللہ یقول فی کتابہ ولکن اکثرھم للحق کارھون ۔ (اللہ تعالی اپنی کتاب مین فرماتا ہے کہ اکثر ان مین حق سے کراہت ہی کرنے والے ہین) دوسرے روز طلحہ و زبیر مسجد مین حاضر ہوے اور حضرت علیؑ سے کچھ کہنے کے لئے بیٹھ گئے اُسی وقت مروان اور سعید اور عبد اللہ ابن زبیر بھی دروازہ سے آئے اور اُنکے پہلو مین بیٹھ گئے بعد اُنکے ایک اور گروہ قریش کا آیا اور اُس جماعت کے ساتھ بیٹھ گیا اور آپس مین چپکے چپکے باتین کرتے رہے اور بطور مخفی اپنا بھید آپس مین کہتے تھے اُسی وقت عبد اللہ بن عمر خطاب بھی آئے اور حضرت علیؓ سے کہا انی لک ناصح ان بیعتک لم یرض بھا کلھم فلو نظرت لدینک ورددت الامر شوری بین المسلمین (یعنی مین آپکو آگاہ کرتا ہون کہ سب لوگ آپکی بیعت سے خوش نہین ہین اگر آپکی نظر اپنے دین پر ہے یعنی اگر آپ چاہتے ہین کہ یہ لوگ آپکے دین مین

رخنہ نہ ڈالین تو اس امر کو پھر شوریٰ مین مسلمانون کے سپرد کر دیجیے) جناب امیر علیہ السّلام نے عبد اللہ ابن عمر سے فرمایا۔ ویلک وھل ماکان عن طلب منی لہ الم یبلغک صنیعھم فقم عنی یا احمق ما انت وھذا الکلام (افسوس ہے تیرے حال پر اے ابن عمر کیا میری جانب سے اسکے لیے درخواست کی گئی تھی؟ کیا تو نے جوش وخروش اور کد وکوشش لوگون کی نہین دیکھی۔ اُٹھ میرے پاس سے اے احمق۔ تو کیا ہے جو تجھسے یہ کلام کرتا ہو) دیکھیے یہی عبد اللہ ابن عمر ہین جو عثمان کو یہ صلاح دیتے تھے کہ تم اسلام مین اس بُری رسم کو نہ جاری ہونے دو کہ مسلمان جب کسی خلیفہ سے ناراض ہون تو اُسے علیحدہ کرین اور کسی اور شخص کو اُسکی جگہ قائم کردین اللہ تعالیٰ نے تمھارے بدن پر جو لباس موزون کردیا ہے اُسے نہ اُتارو پہنے رہو۔ اور آج حضرت علیؑ سے جو خلیفہ وقت ہین اسکے برعکس کہنے آئے ہین کہ اس امر کو پھر شوریٰ مین سپرد کردیجیے۔ عثمان تو عثمان یہی عبد اللہ ابن عمر تھا حسب منشاء اپنے پدر بزرگوار کے کہ بنی امیہ کو فروغ دینا چاہیے معاویہ اور بعد قاتل حسینؑ فرزند رسول الثقلین۔ کی بیعت بھی بکمال طوع و رغبت کرچکا تھا جبکہ مدینہ کے لوگون نے بعد شہادت امام حسینؑ بیعت یزید کو توڑ دیا تو انکو بہت ناگوار ہوا اور سبکو نصیحت کرتے پھرتے تھے کہ یزید کی بیعت سے انحراف نہ کرو اُسکی بیعت (نعوذ باللہ) خدا اور رسولؐ کی بیعت ہے۔ یہ نہ سمجھیے گا کہ صرف حضرت علیؑ نے انکو احمق کہکر خطاب فرمایا تھا بلکہ اس صفت مین یہ ایسے مشہور تھے کہ یزید نے بھی اپنے خط مین جو انشاء اللہ آیندہ اس کتاب مین اپنے موقع پر نقل کیا جائیگا ان کو یا احمق کرکے لکھا تھا۔

روضۃ الاحباب مین منقول ہے کہ جب طلحہ و زبیر وغیرہ کا آمادہ مخالفت ہونا شایع و مشہور ہوا تو جناب امیر المومنینؑ نے طلحہ و زبیر کو طلب فرماکر پوچھا کہ مین تمکو خدا کی قسم دیتا ہون کہ آیا تم از روے اطاعت اور بہ طلب

میرے پاس نہین آئے تھے اور مجھکو خلافت کی دعوت نہین کی تھی حالانکہ مجھکو
ایسی خلافت سے بڑی کراہت تھی اُنھون نے کہا کہ آپنے سچ فرمایا حضرت
نے پھر پوچھا کہ آیا ایسا نہین ہے کہ تمنے مجھسے بیعت کی اور عہد و میثاق مضبوط
کیا بغیر اسکے کہ کوئی بات بجبر کرائی گئی ہو اُنھون نے کہا درست ہے آپنے
فرمایا کہ پھر یہ کیا بات ہے کہ تمھاری خبرین میرے پاس پہنچتی ہین اور کیا ہوا
ہے کہ تمھارا حال دگرگون ہو رہا ہے انھون نے کہا ہمنے آپکے ساتھ بیعت اسلیے
کی تھی کہ بغیر صلاح و مشورہ ہمارے کوئی امر فیصل نہو اور بے اطلاع
ہمارے کوئی حکم جاری نہ کیا جائے آپنے ہمکو فراموش کیا اور کالعدم سمجھا حالانکہ
آپ جانتے ہین کہ ہمکو اور دونپر فضیلت ہے آپنے اس کا کچھ خیال نہ کیا اور
ہمکو ہمارے مرتبہ سے گرادیا اور بے اطلاع و آگاہی ہمارے مال کو تقسیم کیا اور
احکام جاری فرمائے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا خدا کی طرف رجوع کرو تاکہ خدا
تمکو معاف کردے تمنے ترک مشورت اور تقسیم بالسویہ کو کہ بہت کم تھی ناپسند
کیا اور میرے احسانات کی نیکیان کچھ نہ سمجھین اُنکو پس پشت ڈالدیا کہ وہ بہت
تھین بتاؤ کس وقت تمکو تمھارے حق سے محروم کیا یا تمپر کوئی ظلم روا رکھا
انھون نے جواب دیا کہ معاذ اللہ پھر پوچھا حضرت نے کہ آیا مسلمانون کے درمیان
کوئی امر حادث ہوا یا کسی شخص کا حق ثابت ہوا اور مین نے اُس امر کو اُس سے
باز رکھا اُنھون نے جواب دیا معاذ اللہ حضرت نے فرمایا کہ قسم بخدا کہ مجھکو ایسی
خلافت کی رغبت نہین ہے تمھین نے مجھے بلایا اور یہ کام میرے سپرد کیا اور
مین نے بروے کتاب اور سنت رسول عمل کیا اس کام مین تمھارے اور
دوسرون کی صلاح و صواب دید کی کیا حاجت ہے وہ کون امر ہے کہ
مجھسے پوشیدہ ہے کہ دوسرے شخص کی مشورت واجب ہوا اور بذل و
عطا مین مین نے مسلمانون کے درمیان جو مساوات کی ہے یہ ایک امر تازہ
نہین بلکہ مین نے رسول صلعم کی اقتدا کی ہے یہ کیا ہے کہ تم میرے

ساتھ کرتے ہو اور تمکو میری اطاعت سے کراہت کیون ہے انھون نے کہا
کہ تقسیم اموال مین آپنے سنت عمر ابن خطاب کو چھوڑ دیا اور ہمکو اُن لوگون کے
برابر جانا کہ جو ہمارے امثال و اقران نہین ہین حالانکہ خدا تعالی نے اس
مال کو ہماری تلوار اور نیزون سے مسلمانون کے قبضہ مین پہنچایا۔ حضرت
علی فرمایا کہ بہت لوگ اسلام مین تمسے پہلے ہوگئے کہ اونھون نے تیغ و نیزہ
سے نصرت اسلام کی اور رسولخدا نے اُن کو بوجہ سبقت اسلام و جہاد بانیزہ
و شمشیر تقسیم اموال مین دوسرون پر فضیلت نہین دی مگر یہ کہ خدا بروز جزا
ہر ایک کو حصہ اُسکا دیگا اور اُس شخص کو کہ جس نے سبقت اسلام مین کی
جہاد اپنے اوپر گوارہ کی اُسپر بہت زیادہ رحمت فرمائیگا تمھارے واسطے
میرے پاس اور دوسرے کے پاس کچھ نہین ہے اور میرے تم شریک نہین
ہوسکتے لیکن اگر خلاف احکام و سنت کوئی کام ہو تو تمھارے مشورت کی ضرورت
ہو اور تمھارے ساتھ مین مشورت کام کرون مگر تم خلافت مین میرے شریک
نہین ہو لیکن غنائم مین میرے شریک رہو۔ مین اپنے ان دونون فرزندون
حسنؑ اور حسینؑ کو نہ تم پر نہ ایک غلام حبشی ہی بریدہ پر برتری اور ترجیح
دونگا اگرچہ وہ ایک درہم یا کمتر ایک درہم سے ہو۔

دیکھئے خادم حسین صاحب بوجہ خلافت ثلاثہ جنھون نے دیگر مسلمانون کے
مقابل مین اپنے عہد مین اپنے عزیزون اور ہواخواہون کو مالا مال کردیا تھا
ان دنیا پرستون مین یہ نخوت شیطانی پیدا ہوگئی ہے کہ اب تقسیم بالسویہ سخت
ناگوار ہے معترض ہین کہ ہمکو اور غلام کو برابر کردیا حضرت علیؑ ثواب عاقبت
یاد دلاتے ہین اور فرماتے ہین کہ تقسیم مال مین ہم حسینؑ کو ایک غلام پر ترجیح نہ دینگے
مگر اِن کی سمجھ مین نہین آتا۔

سبحان اللہ ہمارے رسول مقبول کی پیشین گوئیان کسقدر راست تھین اب
معلوم ہوا کہ آنحضرت جو حضرت علی کی شان مین فرمایا کرتے تھے یا علی

بعنوان بالسویہ وہ انھین واقعات آیندہ کی جانب اشارہ تھا اگر غور کیجئے
تو یہی تقسیم بالسویہ دلیل ہین اس امر کی ہر کہ جناب علی مرتضی بیشک امام برحق
اور وصی مطلق رسولخدا کے تھے اور ہرگز جاہ و ثروت دنیاوی کے خواہان
نہ تھے بلکہ محض انتظام دین و ملت اور ہدایت امت کو مدنظر رکھتے تھے ۔
سچے نائب اپنے منیب کے قول کو سچا کرنے والے ایسے ہوتے ہین) جملہ اہل
تاریخ کا اتفاق ہے کہ جب امام برحق اور خلیفہ مطلق نے تقسیم اموال بیت
المال مین اقویا کو ضعفا پر ترجیح نہ دی اور سنت پیغمبر صلعم کو جسے خلفائے
سابق نے ترک کر کے بدعت ترجیح اقویا جاری کی تھی از سر نو زندہ کیا تو وہ
حضرات جو اموال بیت المال کو اپنے لئے مخصوص سمجھتے تھے اور حقوق ضعفا
کو بیدریغ چکہ رہے تھے سخت ناراض ہوئے اور شہر و بیرونجات کے لوگون کا
بہکا کر مخالفت وصی مصطفےٰ پر برانگیختہ کرنا شروع کیا خصوصاً طلحہ و زبیر نے کثرت
حرص مال دنیا سے امام برحق کی مخالفت پر کمر ہمت باندھی اور منافقین بلاد
و امصار سے طریقہ رسل و رسائل شروع کیا جب معاویہ کو اسکی خبر ہوئی تو
اُس نے بھی دندان طمع دراز کرنے اور خاندان رسالت کے ساتھ اپنے کینہ
دیرینہ کے نکالنے کا موقع پا کر چاہا کہ کسی حیلہ و فریب سے آتش عناد و مخالفت
کو طلحہ و زبیر کے دلون مین تیز کر دے زبیر کو خفیہ ایک نامہ لکھا جس مین فریب
دیا کہ مین نے تمھاری خلافت کے واسطے بیعت لی ہے اور طلحہ کو تمھارا ولیعہد
بنایا ہے جس طرح ممکن ہو بہت جلد تم دونون شہر کوفہ اور بصرہ پر مسلط ہو جاؤ
اور اس مکتوب مین زبیر کو بخطاب امیر المومنین لکھا تھا زبیر بمجرد پڑہنے نامہ معاویہ
کے دام تزویر مین گرفتار ہو کر مارے خوشی کے پھول گئے اور طمع امارت نے
اُنکے دیدۂ بصیرت کو ایسا اندھا کر دیا کہ نیک و بد نہ پہچان سکے یہ بھی نہ سمجھے
کہ مینے کون سے حقوق معاویہ پر ثابت کئے ہین کہ اُس سے متوقع ایسی معاونت
کے ہونگے ۔ نہ یہ خیال کیا کہ جب معاویہ نے عثمان کا ساتھ نہ دیا تو ان کا ساتھ

کب دینے والا ہے۔ درحقیقت یہ چال معاویہ نے اُسی اصول پر کی تھی جس اصول پر سانپ کے مارنیکے لئے دشمن کو بھیجتے ہین معاویہ کا یہ افسون طلحہ و زبیر کے دل پر کارگر ہوگیا۔ ان لوگون نے فوراً محمد بن طلحہ کی معرفت جناب امیرؑ کے پاس بہراہ فریب یہ پیغام بھیجا کہ اگر آپ کوفہ و بصرہ کی حکومت ہمکو دیدین تو ہم آپ سے راضی ہوجاتے ہین۔ غرض یہ تھی کہ اسی ذریعہ سے کوفہ اور بصرہ پر جیساکہ معاویہ نے لکھا ہے مسلط ہوجائین۔ مگر حیدر کرار واقف اسرار ربانی نے انکار کیا۔ جبکہ طلحہ و زبیر نے جان لیا کہ حضرت علیؑ انکو حکومت کوفہ و بصرہ نہ دینگے چندروز خاموش بیٹھ رہے۔ اسی اثنا مین جناب امیرؑ اپنے عمال کو معین فرماکر مختلف علاقجات پر روانہ فرمائے سب عمال اپنے اپنے مقصد پر فائز ہوئے لیکن ابوموسیٰ اشعری نے جو عثمان کی جانب سے حاکم کوفہ تھا ایک لشکر اہل کوفہ کا تیار کرکے راہ مین بھیجا کہ عامل جدید کو داخل شہر نہ ہونے دین اور معاویہ نے بھی شام مین ایسا ہی کیا (کیون خادم حسین صاحب انھین اہل کوفہ کو آپ شیعیان علی کہتے ہین بتائیے کہ اگر یہہ لوگ شیعہ ہوتے تو حضرت علیؑ کی خلافت کی خوشی مین اُس جناب کے عامل کا خیر مقدم کرتے یا مزاحمت) اس طرف طلحہ و زبیر بھی مکہ پہنچکر بی بی عائشہ صاحبہ سے ملحق ہوئے اور وہان باعانت عبداللہ بن کریز و سعید بن العاص و یعلی بن منیہ جو عثمان کی جانب سے بصرہ اور کوفہ و یمن کے عامل تھے ایک لشکر گران آراستہ کرکے عازم بصرہ ہوئے۔

صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہین کہ مغیرہ بن شعبہ ان دنون مکہ مین تھا طلحہ و زبیر اُسکو بتکلف اپنے لشکر کے ہمراہ باہر لائے جب ایک منزل آئے اُس نے خلوت مین طلحہ سے پوچھا کہ اس لڑائی مین کہ جو تمکو درپیش ہے اگر تم غالب ہوگے تو متصدی منصب خلافت کون ہوگا طلحہ نے کہا مین یا زبیر جسکو مسلمان اختیار کرین مغیرہ نے کہا یہ رائے اچھی نہین ہے کیونکہ

دو لڑکے عثمان کے ابان و ولید تمھارے پاس موجود ہین مناسب یہ
ہے کہ انھین دونون مین سے ایک کو خلیفہ بناؤ اسلیئے کہ تمھارا دعوی ہے
کہ وہ خلیفہ ناحق مقتول ہوا اور تم اُسکے خون کے طالب ہو تمکو اس مین غور
کرنا چاہیئے تاکہ لوگ یہ نہ سمجھین کہ تمھین تلاش منصب خلافت مین اس امر
کے مرتکب ہوے ہو لہذا یہ کام تمھارے لائق نہین ہے اسی طرح سعید بن
العاص ایک شتر بختی پر سوار لشکر عائشہ مین آیا لوگون نے اُس کا اعزاز کیا
بعد اسکے اونٹ سے نیچے اوترکر ایک کمان پر تکیہ کیا اور عائشہ کے
پاس جاکر بعد سلام کہا اے ام المومنین کہان کا ارادہ ہے عائشہ نے کہا
کہ بصرہ کو جاتی ہون سعید نے پوچھا کہ بصرہ مین جاکر کیا کام کروگی عائشہ
نے کہا اس واسطے جاتی ہون کہ مسلمانون کے درمیان اصلاح کرون
اور قاتلان عثمان کو دیکھون اور اُن سے قصاص لون - سعید نے کہا کہ یہ
جماعت جو تمھارے ساتھ ہے یہی تو قاتلان عثمان ہین اور یہ دونون آدمی
طلحہ و زبیر باعث و ساعی قتل عثمان اور اپنے واسطے خواہان خلافت
تھے جب مقصد ان کا حاصل نہ ہوا تو اب کہتے ہین کہ ہم خون کو خون سے اور
توبہ کو گڑگڑانے سے دھوتے ہین - اور مغیرہ بن شعبہ نے بھی لشکر مین کھڑے
ہوکر کہا کہ اے لوگو اگرچہ تم نے اپنی مان (عائشہ) کے ساتھ اپنے مقام سے
باہر نکلکر اُسکی اطاعت مین قدم رکھا ہے پھر جاؤ کہ تمھارے اور اُسکے حق
مین یہی بہتر ہے اور اگر تمھارا خروج واسطے قہر و غضب قاتلان اور اُن
سے انتقام لینے کے لئے ہے تو یہ خوب جان لو کہ قاتلان عثمان بجز تمھارے
ہی پیشوا اور رہنما کے دوسرے نہین ہین (سعید ابن العاص اور مغیرہ بن
شعبہ دونون بنی امیہ اور عثمان قرابتمندان قریبی سے تھے اسلیئے اُن کو غرض
تھا کہ انھین لوگون نے تو بطمع خلافت عثمان کو قتل کیا جب اُس طرح خلافت
نہ ملی تو اب طلب خون عثمان کے بہانہ سے خلافت پہ قبضہ کرنا چاہتے ہین

حالانکہ خود عثمان کے دو بیٹے ابان و ولید موجود ہین یہ کیسا غضب ہو رہا ہے۔

یہ لوگ چاہتے تھے کہ خاندان بنی امیہ سے خلافت جس سے یہ لوگ حظ سلطنت اوٹھا رہے تھے باہر نہ جانے پائے) بی بی عائشہ صاحبہ کا لشکر ایک چشمہ پر پھونچا جہان ایک گانون آباد تھا تو صاحب تاریخ اعثم کوفی لکھتے ہین کہ کتے اُس گانون کے عائشہ کی صورت دیکھکر بھونکنے لگے عائشہ نے رہبر سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے راہبر نے کہا کہ اس ندی کو حواب کہتے ہین عائشہ نے جب نام حواب کا سنا حضرت صلعم کی نصیحت اُن کے دل مین گذری مکرر کہا کہ مجھکو یہان سے پھیر لیچلو کہ مین نے رسول صلعم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے گویا مین اپنی عورتون مین سے ایک عورت کو دیکھتا ہون کہ سگان حواب اُسپر بھونکین گے اور وہ عورت تباہ کار اور اہل بغی و فساد مین شریک ہوگی اے حمیرا تو خدا سے ڈر اس بات سے کہ وہ عورت تو ہی ہو لہذا میرا جانا اس راہ مین اس حدیث سے منع ہے اور تہدید و وعید کہ اُسکے مضمون سے عیان ہے باعث ارادۂ رجوع ہے بعد اسکے طلحہ بھی حاضر ہوے اور زبیر کے ساتھ دیر تک باتین کین پھر دونون نے کہا کہ اس راہ نما نے اس بات کے کہنے مین غلطی کی ہے نام اس موضع کا حواب نہین ہے۔ بی بی عائشہ صاحبہ کی تسکین نہین ہوتی تھی اور یہی کہتی تھین کہ مین لوٹ جاؤنگی حضرت صلعم نے عورتون کو لشکر کشی اور جنگ کرنیکی اجازت نہین دی ہے طلحہ و زبیر مجبور ہو گئے اور ایک آدمی بھیجکر عبداللہ ابن زبیر کو کہ مقدمہ لشکر تھا بلایا اور صورت حال اُس سے کہی اور یہ کہا کہ جلد عائشہ سے کہو کہ دیکھو حضرت علیؑ جلد اس راہ سے پھنچنے والے ہین یہان سے چلنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ ہم علیؑ کے ہاتھ مین گرفتار ہو جائین عبداللہ عائشہ کے پاس آیا اور اُنکو

جناب امیر کے پہنچنے سے بہت ڈرایا اور ذہن نشین کیا اور ستر آدمی مشائخ سپاہ اور اور لوگون کو جو عمر رسیدہ اور اُس گانون کے باشندے تھے رشوت سے فریفتہ کیا کہ وہ لوگ عائشہ کے پاس حاضر آئے اور اُنھون نے جھوٹی گواہی دی کہ یہ جگہ حواب نہین ہے (دیکھیے خادم حسین صاحب بمقابل نذر نہ قرآن کی قدر رہی نہ حدیث کی نہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی پرواہ کی اور نہ الراشی والمرتشی کلاهما فی النار کی) القصہ جب یہ لوگ قریب بصرہ پہنچے تو عبداللہ ابن عامر کریز کو شہر مین بھیجا اُس نے شہر مین جاکر اپنے سردارون کو اپنے پاس جمع کیا اور دوسرے روز ہودج عائشہ کو پشت اشتر عسکر نام پر باندھا اور عائشہ کو اُسپر سوار کرکے گرد اُنکے سپاہ کو ترتیب دیا اور میمنہ ومیسرہ درست کرکے بہ حشمت تمام شہر مین لائے اور ایک جگہ کہ حزبیہ اُس کا نام اور میدان وسیع تھا ہودج عائشہ کو سپاہ کے سامنے اُتارا طلحہ داہنے اور زبیر بائین جانب کھڑے ہوگئے اور لشکر کی صف بندی کی۔ اُس طرف سے عثمان بن حنیف نے (جو حضرت علیؑ کی جانب سے عامل بصرہ تھا) دارالامارۃ سے نکلکر برابر عائشہ کے صف باندھی اور بصرہ کے لوگ جمع ہوکر آگے آگے لشکر کے چلے جاتے تھے کہ دیکھین کیا نتیجہ ہوتا ہے اسکے بعد طلحہ نے ابتدائے کلام کرکے کہا کہ اے لوگو تم فضیلت عثمان سے آگاہ ہو تمنے دیکھا ہے کہ خلیفہ بحق تھے قوم نے اُن کو ناحق قتل کیا تمکو واجب ہے کہ خدا کو تم خوشنود کرو۔ اور اُنکے قاتلون کو نیست ونابود کردو ہان اے لوگو غیرت وحمیت کو نہ چھوڑو اور خون خلیفہ خدا کو حدر نہ کرو طلحہ جب کہہ چکے تو زبیر نے بھی ایسا ہی کہا اور عائشہ نے بھی ایسی ہی باتین کین تب حارثہ بن قدامہ السعدی نے فریاد کی کہ اے ام المومنین قسم ہے خدا کی کہ قتل عثمان رسولخدا کے نزدیک آسان

ہے اُس سے کہ تمنے ہتک حرمت پیغمبر کی اور اس شتر ملعون پر سوار
ہوکر اپنی بے پردگی کی اور دو لشکروں کے درمیان برملا تم کھڑی
ہوئین آخر کہو تو یہ کیسا کام ہے اور تم علی مرتضی کے ساتھ بیہودہ و ناداجب
جنگ کرتی ہو ہان اے مادر مسلمین اپنی شرم کا پاس کرو اور عزت
پیغمبر کو برباد نہ کرو۔ اے ام المومنین تمنے گھر سے باہر نکلکر فرمان خدا
و رسول کو لات ماردی اب بھی چلی جاؤ۔ اور اپنے کئے سے پشیمان ہوکر
خدا سے مغفرت طلب کرو اور اگر تمکو بجبر لوگون نے گھر سے باہر نکالا اور شہر
بشہر سپاہ کے ساتھ لئے پھرتے ہین تاکہ وہ تمھاری حشمت و حرمت سے
عزت و دولت حاصل کرین تو ہمکو بتاؤ اور ہمسے کہو کہ ہم اُن سے لڑین اور
پھر تمکو اُسی جگہ لیجا کر پردہ مین بٹھادین اور اُسی وقت ایک جوان بنی
سعد نے فریاد کی کہ یا طلحہ و یا زبیر تم اپنے کو اصحاب پیغمبر کہتے ہو اور آنحضرت
کا مطیع و موافق شمار کرتے ہو قسم خدا کی تمنے پیغمبر سے بدی کی اور اُنکا
حق برباد کردیا اور اُنکی عزت پست کردی اپنی عورتون کو پردہ مین بٹھایا
اور زن پیغمبر کو ہزارہا آدمیون مین علانیہ رکھا مجھکو بتاؤ کہ اگر پیغمبر صلعم زندہ
ہوتے تو اجازت دیتے کہ اُن کی زوجہ اس صورت سے باہر نکلے یہ
باتین سنکر کسی شخص نے اُسکو کچھ جواب نہ دیا۔

خلاصہ یہ کہ سپاہ عثمان بن حنیف اور لشکر طاغی کے مابین جنگ شروع
ہو گئی جب جنگ مین کئی روز گذر گئے تو طلحہ و زبیر کو اندیشہ ہوا کہ اگر ہم کام
بصرہ کا تمام نہین کرتے ہین تو بہت جلد علی بن ابی طالب پہنچ جائینگے اُس
وقت بڑی دشواری ہوگی یہ خیال کر کے اُنھون نے تدبیر شب خون کرنیکی
سوچی (اُس وقت تک مسلمان ایسی شرمناک اور بزدلانہ دغابازی سے
واقف نہ تھے اسلیئے عثمان کو وہم بھی نہ تھا کہ شب کو ایسا معاملہ پیش آئیگا
وہ اور اُسکے لشکر والے اپنے گھرون مین مطمئن سوئے ہوئے تھے) نصف

شب کو طلحہ و زبیر نے اپنا لشکر لیکر عثمان بن حنیف پر تاخت کی اول حجمل سرا پر کیا اور چالیس آدمی محافظون مین سے قتل کئے عثمان کو گرفتار کرکے کوشک سے باہر لائے بعدہ دارالامارہ پر حملہ کرکے چار سو چالیس مسلمانون کی گردن ماری اور بیت المال پر اپنا پہرہ بٹھا کر اپنی جگہ واپس گئے۔ (کیون خادم حسین صاحب کیا آپ کوئی ثبوت اس امر کا دے سکتے ہین کہ یہ چار سو چالیس آدمی قاتلان عثمان تھے۔ آخر کس بنا پر اس طرح شب خون مارکر ان کا قتل کرنا جائز تھا اور یہ لوگ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ کے مصداق کیون نہ سمجھے جاینگے کیا ایسے لوگون کو عشرہ مبشرہ مین شمار کرنے سے تکذیب خدا و رسول کی نہین ہوتی ہے) دوسرے روز بصرہ کو بالکل خراب و برباد کردیا اور تمامی شہر پر اپنا قبضہ کرلیا اور چاہا کہ عثمان بن حنیف کا بھی سر کاٹ لین۔ عائشہ نے کہا کہ عثمان مرد ضعیف ہے اور اصحاب رسول صلعم سے ہے اسکو قتل کرنا نہ چاہیئے تب بموجب فرمان طلحہ و زبیر اُسکی ڈاڑھی موچھ اور سر کے بال ایک ایک کرکے اُکھاڑ لئے گئے حتی کہ بھنوین بھی باقی نہ رہنے پائین بعدہ اُسکو چھوڑ دیا کہ جہان چاہے چلا جائے (کیا خوب اصحاب رسول سے ہونیکی رعایت کی گئی۔ اسکے مطلب تو یہی ہوئے کہ اصحاب رسول کو قتل کرنا تو نہین چاہیئے لیکن اُنکے ساتھ ایسا سلوک کرنا جائز ہے) اسکے بعد دروازۂ بیت المال کھولدیا اور لوگون کو روپیہ دیکر مسجد مین جمع کرکے علیؑ مرتضیٰ سے لڑنے کیلئے بیعت لینی شروع کی۔ اُس وقت حکیم جو تمام بصرہ مین باعتبار شجاعت مردانگی اپنا نظیر نہین رکھتا تھا اپنے عزیز و اقارب اور گروہ بنی عبد القیس کے ساتھ مسجد مین آیا اور فریاد کی کہ اے طلحہ و زبیر تمنے بیعت علیؑ کو توڑ دیا اور درگاہ خدائے عز و جل مین گنہگار ہوئے اور خاندان پیغمبر کو بے حرمت کیا اور زوجۂ رسول خدا کو لشکر کے ساتھ شہر بشہر پھرایا اسپر بھی تم

سیر نہوے اب مسلمانون کو مثل اپنے کا فرو مرتد بنانا چاہتے ہو چونکہ حکیم کی
ایک جماعت عظیم تھی مسجد مین کوئی اُسپر ہاتھ نہ ڈال سکا جب مسجد سے باہر
نکلا تو طلحہ و زبیر نے اپنے تابعین کو حکم دیا کہ حکیم کے ساتھ دغا کرین جنگ عظیم
واقع ہوئی بہت لوگ مارے گئے بالآخر حکیم اپنے بھائیون اور فرزندون
سمیت کہ سب ستر آدمی تھے شہید ہوگیا اُسکے قبیلہ کے بقیہ لوگ بھاگ کر
بصرہ سے نکل گئے۔ اور بصرہ طلحہ و زبیر کے لئے خالصہ ہوگیا۔
دیکھئے خادم حسین صاحب بصرہ مین بھی ایک قبیلہ کل ستر آدمیون کا شیعیان
علیؑ سے تھا جو یون ختم کردیا گیا۔
اسکے بعد عائشہ نے ابوموسی اشعری کو جو عہد عثمان سے اُس وقت تک حاکم
کوفہ تھا لکھا کہ اہل کوفہ کو اطاعت حضرت علیؑ سے باز رکھ اور اُس جناب
کی خدمت مین اُن لوگون کو نہ جانے دے (یہ وہی ابوموسی اشعری ہے
جسکو اہل کوفہ نے اپنی خواہش سے عثمان کو خط لکھکر اپنا حاکم مقرر کرایا
تھا اور جب حضرت علیؑ نے اپنے عامل کو بھیجا تو ابوموسی اپنا لشکر لیکر اُس
سے مقابل ہوا اور اُسکو داخل شہر نہ ہونے دیا اسی کی جانب منسوب
ہونے کی وجہ سے اہلسنت والجماعت آجتک اشاعرہ کہلاتے ہین)
الغرض ابوموسی تو پہلے ہی سے مخالفت جناب امیرؑ پر کمر بستہ تھا اور اہل
کوفہ کو آمادہ کر رہا تھا بی بی عائشہ صاحبہ کا خط پاکر اور بھی تیز ہوگیا جب
اسکی خبر جناب امیرؑ کو معلوم ہوئی تو حضرت نے اپنے فرزند جگر بند امام حسنؑ
کو کوفہ کی جانب روانہ فرمایا اور عمار یاسر و زید بن صوحان و چند دیگر
معزز اصحاب کو ہمراہ کردیا اور اہل کوفہ کو ایک خط اس مضمون کا لکھا
کہ اے باشندگان کوفہ یہ دو باتین ہین اور اس سے زیادہ نہین یا تو مین
ظالم ہون یا مظلوم یا مین نے طریق طغیان اختیار کیا ہے یا لوگون نے
مجھپر براہ طغیان شورش کی ہے اب تم میرے پاس حاضر ہو اگر

ہین نیکو کار اور راہ راست پر ہون توتم میری پیروی کرو ورنہ مین تمھاری رضا پر کام کرونگا دیکھون خادم حسین صاحب آپ انھین کو فیون کو شیعہ بتاتے ہین جو حضرت علیؑ کے حالات سے واقف بھی نہین ہین اور زیر سایہ خلفائے ثلاثہ پرورش پائے ہین) جب حضرت امام حسنؑ مع اصحاب کوفہ مین پہنچے تو لوگون نے آپکے گرد ایک انجمن بزرگ قائم کی ابو موسی اشعری بھی حاضر ہوا امام حسنؑ نے ایک خطبہ نہایت فصیح و بلیغ ارشاد فرمایا جس مین بعد حمد و نعت فضائل و حقوق جناب علی مرتضیٰؑ کو اظہار فرماکر کلمات ہدایت آمیز کے ساتھ حق کی جانب دعوت کی ابو موسیٰ اشعری کو خوف ہوا کہ مبادا لوگ حضرت علیؑ کی طرف چلے جائین اُٹھکر منبر پر گیا اور پکارا کہ ہان اے لوگو خدا سے ڈرو سلاح جنگ کھول ڈالو اور اپنے بھائیون کے ساتھ حرب نہ کرو اے اہل کوفہ تم میری بات سنو تم اصل عرب اور ملجائے مضطرین اور پناہ خائفین ہو تمکو علیؑ ابن ابی طالبؑ اسلیئے طلب کرتے ہین کہ اپنی مان ام المومنین عائشہ سے لڑو اور طلحہ و زبیر جو حواری رسول ہین اور اُن مسلمانون کے ساتھ جو اُنکے ہمراہ آئے ہین جنگ کرو مین بہ نسبت تمھارے اس فتنہ سے زیادہ واقف ہون اور تمکو خوف دلاتا ہون کہ مبادا تم اس جنگ مین ہلاک ہو (یہ حرکت ابو موسی اشعری کی بعینہ ویسی ہی تھی جیسی کہ ابو لہب نے اُسوقت کی تھی کہ جب جناب رسولخدا صلعم نے آیہ وانذر عشیرتک کے نازل ہونے پر اپنے اہل عشیرہ کو دعوت کے لیے جمع فرمایا تھا جس طرح جناب رسولخداؐ پر الزام سحر لگاکر اُس ملعون نے اُس صحبت کو بہم کردیا اوسی طرح اسنے بھی اپنی فقرہ بازی سے اس صحبت کو برہم کردیا (خادم حسین صاحب ذرا اپنے مرشد ابو موسی کی جنکی آنکھون مین حضرت علیؑ کی خلافت کھٹک رہی ہے ان حرکتون کو یاد رکھئے گا یہی ابو موسی ایکروز حضرت علیؑ اور معاویہ کے درمیان خواہ مخواہ ثالث بنائے جائینگے

دوسرے روز پھر مسجد مین اُسی طرح مجمع ہوا اور جناب امام حسنؑ نے
خطبہ فصیح و بلیغ اور کلمات ہدایت آمیز فرماکر لوگون کو حق کی جانب
دعوت کی ابو موسیٰ پھر منبر پر چڑھ گیا اور کہا ایہا الناس تم فتنہ مین نہ پڑو
اور اپنے بھائیون سے نہ لڑو یہ خط حضرت عائشہ کا موجود ہے کہ مجھکو
بھیجا ہے اور مجھکو گھر مین بیٹھنے کا حکم دیا ہے تم بھی بیٹھ رہو اور اپنا
نقصان نہ کرو تب زید بن صوحان اُٹھے اور کہا کہ اے لوگو یہ خط
عائشہ کا ہے کہ خاص مجھکو لکھا ہے اور یہ دوسرا کوفہ کے لوگون کے لیئے بھیجا
ہے اس خط کو پڑھو اور خوب غور کرو رسول صلعم نے اُسکو حکم دیا ہے کہ اپنے
گھر مین بیٹھی رہے اور باہر نہ نکلے اور ہمکو حکم دیا ہے کہ ہم باہر نکلین اور دشمنان
دین کے ساتھ جہاد کرین مگر عائشہ نے اپنا کام ہمارے لئے مقرر کیا
اور ہمارا کام خود اختیار کرتی ہین اُن کو چاہیئے کہ وہ گھر مین بیٹھین اور چرخہ
کاتین نہ یہ کہ اونٹ پر ہودج باندھکر لشکر کے ساتھ پھرین۔ اُسی وقت
عبد خیر نے بھی اُٹھکر کہا کہ اے ابو موسیٰ مجھکو بتا کہ آیا طلحہ و زبیر نے علیؑ سے
بیعت کی یا سرتابی اُس نے کہا کہ بیعت کی پھر کہا کہ آیا حضرت علیؑ سے کوئی
ایسی بات ظہور مین آئی کہ موجب نقض بیعت ہو کہا کہ مین نہین جانتا عبد خیر
نے کہا بیٹھا رہ تجھکو معلوم ہو جائیگا اور بہت زیادہ باتین نہ کر چپ رہ کہ
وساوس شیطانی اور ہواے نفسانی نے تجھکو مغلوب کر دیا ہے امام
حسنؑ نے کہا اے ابو موسیٰ آخر تو کس سبب سے لوگون کو ہماری نصرت
سے منع کرتا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ ہمنے بجز اصلاح و درستی حال لوگون
کے اور خواہش نہین کی ہے اور امیر المومنین کو کسی طرح کی ممانعت
سے خوف نہ ہوگا۔ ابو موسیٰ نے کہا بابی انت و امی المستشار موتمن (یعنی
فدا ہون میرے باپ اور مان آپ پر جس سے مشورہ کیا جائے اُس کو
چاہیئے کہ صلاح نیک دے عمارؓ نے اُسپر اعتراض کیا کہ تو حق و باطل

اور نیک و بد کو کیا جانے پیغمبر صلعم نے مثل تیرے کسی سے مشورہ نہین لیا۔ الغرض ہرچند حضرت امام حسنؑ و عمار یاسر و دیگر اصحاب موقنین بارہا سمجھا یا کئے لیکن ابو موسیٰ اپنی شرارت سے باز نہ آیا اور اہل کوفہ تو زیادہ تر وہی لوگ تھے جنکو سعد بن وقاص نے عمر ابن خطاب کے عہد مین وہان بسایا تھا۔

صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہین کہ جب جناب امیر المومنین کو معلوم ہوا کہ اہل کوفہ ابو موسیٰ کی جھوٹھی باتون سے فریب مین پڑے ہین اور باہر نکلنے اور کام کرنے سے توقف و تامل کرتے ہین تو حضرت نے مالک اشتر کو طلب کرکے فرمایا کہ مین نے تمھاری سفارش سے ابو موسیٰ کو عہدہ حکومت سے معزول نہ کیا بحال رکھا اب یہ تمھارے ذمہ ہے کہ تم وہان جاؤ اور اُس کے شر کو دفع کرو۔ چنانچہ بحکم جناب امیر المومنینؑ اشتر کوفہ مین پہنچے اور بزور شجاعت ابو موسیٰ سے دار الامارۃ کو خالی کرایا۔

اس محاربہ جمل مین اخیار صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت علیؑ کی جانب تھے اور اُن لوگون نے مذمت عائشہ و طلحہ و زبیر مین اشعار نظم کئے ہین چنانچہ ابو الہیثم بن التیہان جو غازیان بدر سے تھے اُنکے اشعار یہ ہین ؎

قل للزبیر و قل لطلحۃ اننا	نحن الذین شعارنا الانصار
نحن الذین رات قریش فعلنا	یوم القلیب اولئک الکفار
کنا شعار نبینا و دثاره	یفدیه منا الروح والابصار
ان الوصی امامنا و لیّنا	برح الخفاء و باحت الاسرار

زیاد بن لبید انصاری فرماتے ہین ؎

کیف تری الانصار فی یوم الکلب	انا اناس لا نبالی من عطب
ولا نبالی فی الوصی من غضب	وانما الانصار جد لا لعب
هذا علیٌّ وابن عبد المطلب	ننصره الیوم علی من قد کذب

من یکسب البغی فبئس ما اکتسب

حجر بن کندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ؎

یا ربّنا سلّم لنا علیّاً　سلّم لنا المبارک المضیّا
المومن الموحد التقیّا　واحفظہ ربّی واحفظ النبیا
لا اخطل الرای ولا غویّاً　بل ہادیًا موفّقاً مہدیا
فیہ فقد کان لہ ولیّا　ثمّ ارتضاہ بعدہ وصیّاً

خزیمہ بن ثابت انصاری بدری ذوشہادتین فرماتے ہیں ؎

اعایش خلّی عن علیّ وعیبہ　بما لیس فیہ انما انت والدہ
وصی رسول اللہ من دون اہلہ　وانت علی ما کان من ذالک شاہدہ
وحسبک منہ بعض ما تعلمینہ　ویکفیک لو لم تعلمی غیر واحدہ
اذا قیل ماذا عبت رمیتہ　بخذل بن عفان وما تلک آیدہ
ولیس سماء اللہ قاطرۃ دماً　لذالک وما الارض الفضاء بمائدہ

ابن بدیل ورقا الخزاعی فرماتے ہیں ؎

یا قوم للخطۃ العظمی التی حدثت　حرب الوصیّ وللحرب من اسدی
الفاصل الحکم بالتقوی اذا ضربت　تلک القبائل اخماساً لاسداس

زجر بن قیس الجعفی فرماتے ہیں ؎

اضربکم حتی تقرّوا لعلی　خیر قریش کلہا بعد النبی
من زانہ اللہ وسماہ الوصی　ان الولی حافظ الولی

کتب تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ جنگ جمل میں اہل حق کبھی یا منصور کبھی یا محمد اور کبھی حم لا ینصرون کا نعرہ بلند کرتے تھے اور کبھی کہتے تھے اللھم انصرنا علی قوم الناکثین اور اہل باطل یا آل ثارات العثمان ۔ کا نعرہ لگاتے تھے چونکہ طلحہ و زبیر و بی بی عائشہ وغیرہ بخوبی واقف تھے کہ حقیقتاً دوستداران اہلبیت بہت قلیل ہیں از عراق تا شام زیادہ تر

ایسے لوگون سے بھرا ہوا ہے جو بمقابل خلفائے ثلاثہ جناب رسولخدا کا بھی پاس
کرنیوالے نہین ہین قصاص خون عثمان کا فقرہ گڑھا گیا اور اوسکا جھوٹھا اور
برعکس ہے چنانچہ دیکھا آپنے کہ جنگ جمل مین جب جناب علی مرتضیٰؑ کے لشکر مین نعرہ
یا محمد بلند ہوتا تھا تو طلحہ و زبیر و بی بی عائشہ کے لشکر مین بمقابلہ یا محمد
یا آل ثارات العثمان کا نعرہ لگایا جاتا تھا برطبق اسکے معاویہ نے بھی خون
عثمان ہی کے بہانہ سے جناب امیرالمومنینؑ کے ساتھ جنگ کی کربلا مین بھی
ابن زیاد نے پیروان ثلاثہ کو فریب دینے کے لئے اسی کو حیلہ قرار دیکر ابن سعد
کو لکھا تھا فاذا قرءت کتابی فامرہ بنزل علی حکمی فان اطاع والا
امنعہ من شرب الماء فانی حللتہ علی الیھود والنصاریٰ وحرمتہ
علیہ وعلی اھلبیتہ فحل بین الحسین (علیہ السلام) واصحابہ
وبین الماء فلایذوقوا منہ قطرۃ کما صنع بالتقی النقی عثمان
امیرالمومنین مظلوماً (یعنی اے پسر سعد جس وقت میرا خط تو پڑھے تو
چاہیے کہ امام حسینؑ کو حکم دے کہ میری اطاعت کرین ورنہ اُنپر پانی بند کرین
اِنے یہود و نصاریٰ پر پانی کو حلال کیا لیکن حسین اور اہلبیت حسینؑ پر حرام کیا
تو حائل ہوجا درمیان فرات اور درمیان حسینؑ و اصحاب حسینؑ کے کہ اُس مین
سے ایک قطرہ نہ پینے پائین جیسا کہ مظلوم اور متقی امیرالمومنین عثمان کے ساتھ
کیا گیا) جب دریائے فرات پر پہرے بٹھا دیے گئے اور اطفال حسینؑ شدت
تشنگی سے جان بلب ہوئے تو امام حسینؑ نے کنوئے کھدوائے اسکی بھی خبر
ابن زیاد کو لگ گئی جسپر اُس نے پھر عمر سعد کو لکھا امّا بعد بلغنی ان الحسین
(علیہ السلام) یحفر الآبار و یصیب الماء فیشرب ھو واصحابہ فانظر
اذا ورد علیک کتابی فامنعھم من حفر الآبار ما استطعت وضیق
علیھم ولا تدعھم یذوقوا الماء وافعل بھم کما فعلوا بالزکی عثمان
(یعنی مجھکو خبر ملی ہے کہ امام حسینؑ کنوے کھدوا کر خود بھی پانی پیتے ہین اور

الزام حضرت علیؑ اور شیعیان علی پر لگایا گیا۔

اپنے اصحاب کو بھی پلاتے ہین پس دیکھ جس وقت میرا یہ خط تیرے پاس
پہنچے اُن کو کنوے کھودنے سے روک دے اور جہانتک تجھسے ممکن ہو اُپر
پانی کی تنگی کر اُن کو پانی نہ پینے دے ان لوگون کے ساتھ ویسا ہی کر جیسا کہ
ان لوگون عثمان ذکی کے ساتھ کیا تھا) آہ آہ یہ حسینؑ وہی حسینؑ ہین جنکی
شان ہین جناب رسولخدا صلعم لحمہٗ لحمی ودمہٗ دمی اور حسینؑ منی
وانا من الحسین فرمایا کرتے تھے چنانچہ آپکے امام بخاری ترمذی۔ احمد
حاکم۔ ابن ماجہ۔ ابونعیم اور ابن اثیر باتفاق لکھتے ہین قال رسول اللہ
حسینؑ منی وانا من حسین احب اللہ من یحب الحسین حسین
سبط من الاسباط لیکن خون عثمان کے فقرہ نے ہوا اوران ثلاثہ مین وہ
جوش پیدا کر دیا اور ایسا اندھا کر دیا کہ جناب رسولخدا صلعم کے گوشت وخون
کی مطلقاً پرواہ نہ کی بھلا بتائے تو خادم حسین صاحب اُن بہتر شہیدون مین
سے جن پر پانی بند کیا گیا اور جن کا خون مین کربلا پر تین دن کی بھوکھ پیاس
مین بہایا گیا جن مین حضرت علی اصغر شیر خوار بھی داخل ہین کون شخص
خون عثمان مین شریک تھا یا کس نے عثمان پر پانی بند کیا تھا۔ ہائے
ہائے اس شیر خوار بچہ کو تو حضرت امام حسینؑ نے فوج یزید کے سامنے
زمین پر رکھدیا تھا کہ ہم علیحدہ ہو جاتے ہین تم خود اسکو ایک گھونٹ پانی
پلادو اُس کا جواب آپکے سادس الاسلام کے بیٹے یعنی عمر سعد نے
حرملہ سے اقطع کلام الحسین کہکر تیر سہ شعبہ سے دلوایا۔ ہائے اس
چھ مہینہ کے بچہ کا کیا قصور تھا ایسا ظلم کس شریعت مین روا ہے؟ اور
گھاٹ روکنے والے تو خاص اسحق بن اشعث آپکے خلیفہ اول ابوبکر صاحب
کے بھانجے تھے۔ اگر بی بی عائشہ اُس وقت زندہ ہوتین تو جس طرح
عبداللہ ابن زبیر کا ساتھ دیکر جنگ جمل مین لشکر کی کمانڈر ان چیف
بنی تھین اور حضرت علیؑ سے لڑین پھر مدینہ مین امام حسنؑ کے جنازہ پر

تیر باراں گرائی عجب نہین کہ کربلا مین بھی اشعث کے بیٹون کا ساتھ دیتین۔ المختصر اب تو آپکو معلوم ہوگیا کہ جو اشقیا معرکۂ کربلا مین حاضر تھے وہ سب کے سب مطیع یزید۔ ابن زیاد کے ہمراہی۔ طلبگاران خون عثمان پیروان خلفائے ثلثہ تھے جنکو سنی کہتے ہین۔ کوئی اُن مین دین علیؑ پر نہ تھا۔ سب دشمنان دین علیؑ تھے۔ دیکھو روضۃ الصفا خط امام حسینؑ بنام معاویہ جس سے صاف ظاہر ہے کہ قبیلہ حضرمین کے لوگ خاص اسی وجہ سے قتل کرڈالے گئے کہ وہ لوگ دین علیؑ اور طریقہ علیؑ پر تھے اور معاویہ نے حکم عام دے رکھا تھا کہ عموماً جو شخص طریقہ علیؑ پر پایا جائے اُسکو قتل کرڈالو اور اُسکے امثال کو نہ چھوڑو۔ دیکھئے آپکے بہتان کا دندان شکن جواب خود جناب امام حسینؑ سبط رسول الثقلین کے اُس رجز سے جو حضرت نے عین معرکۂ کربلا مین بمقابلہ فوج اشقیا ارشاد فرمایا تھا ہوجاتا ہے۔ مقتل ابو مخنف مین ہے۔ حضرت ارشاد فرماتے ہین ؎

انا ابن علی المطہر من آل ہاشم ۔۔۔ کفانی بہذا مفخرا حین افخر

وجدی رسول اللہ اکرم من مشیٰ ۔۔۔ ونحن سراج اللہ فی الارض یزہر

وفاطمۃ امی سلالۃ احمد ۔۔۔ وعمی یدعی ذالجناحین جعفر

وفینا کتاب اللہ انزل صادقاً ۔۔۔ وفینا الہدی والوحی بالخیر یذکر

وشیعتنا فی الناس اکرم شیعہ ۔۔۔ ومبغضنا یوم القیامۃ یحشر

خادم حسین صاحب اب اپنے سوال کو کہ قاتلان حسینؑ شیعہ تھے یا سنی اور حضرت کے اس ارشاد کو۔

وشیعتنا فی الناس اکرم شیعۃ ۔۔۔ ومبغضنا یوم القیامۃ یحشر

آنکھ کھولکر ملاحظہ فرمایئے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؞ چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

قولہ سوال نمبر ۲۔ انھون نے امام کو کیون شہید کرنا تھا۔ یہ بات تو

بالکل سمجھ مین نہین آسکتی کہ شیعہ علیؑ و شیعہ حسنؑ ہو کر امام حسین علیہ السلام کو اُنھون نے شہید کر دیا ہو؟

جواب ۔ اے صاحب وہ واقعی شیعہ تھے اور اسی وجہ سے امیر معاویہ اور یزید کی خلافت ان کی آنکھون مین کھٹکتی تھی انھون نے خلافت پانے کی لالچ مین ہی امیر معاویہ کی زندگی مین عموماً اور انکے فوت ہو جانے پر خاصکر امام حسینؓ کو بارہ ہزار خط لکھے اور بیشمار قاصد روانہ کئے کہ آپ کوفہ تشریف لائیے ہم آپکی امداد کے لئے حاضر ہین جسپر امام نے کسیقدر دور اندیشی سے کام لیکر اپنے چچا زاد بھائی مسلم کو کوفہ مین بھیجا تھا کہ کوفیون کے اخلاص اور جوش کو تصدیق کر کے اطلاع دین اس سازش کی اطلاع یزید کو بھی ہو گئی اس نے ابن زیاد کو کوفہ کا گورنر کر کے بھیجا تھا کہ کوفیون کو بغاوت سے روکے مسلمؓ کے ہاتھ پر ۲۰ ہزار کوفی بیعت کر چکے تھے ۔ اور مسلم نے امام حسینؓ کو کوفہ چلے آنے کے واسطے تسلی بخش طور پر عریضہ لکھدیا تھا ابن زیاد جب کوفہ مین آیا اور کوفیون کو ڈرایا دھمکایا تو بزدل کوفی سب کے سب بیعت امام سے منحرف ہو گئے ابن زیاد نے پہلے تو انہی کوفیون کے ہاتھ سے مسلمؑ کو نہایت بیکسی سے شہید کرادیا پھر امام حسینؓ کو جو اس وقت مکہ معظمہ سے روانہ ہو کر کوفہ کے نزدیک آ گئے تھے گرفتار کرنے کے واسطے انہی کوفیون کو مقرر کیا ۔ امام سے کہا گیا کہ یا تو یزید کی بیعت منظور فرمائی یا ابن زیاد کے پاس کوفہ چلئے لیکن امام عالیمقام نے دونون باتون سے صاف انکار فرمایا شیعہ راویون نے لکھا ہے کہ میدان کربلا مین مخالفین کی تعداد اسی ہزار تھی اور یہ سب کوفی تھے نہ ان مین کوئی شامی تھا نہ حجازی اور یہ لوگ خود ہی امام کو بلانے والے تھے اور خود ہی کمال بے شرمی سے امام کو شہید کرنے

کے واسطے کمربستہ ہوکر جمع ہوگئے تھے آخر جس بے رحمی اور بیدردی
سے انھون نے امام حسینؑ اور نوجوانان اہلبیت کو کربلا مین شہید
کرکے خاندان نبوت کی بڑہتی ہوئی امیدون پر ہمیشہ کے واسطے
پانی پھیردیا اس کی بابت کسی لکھنوی یا ملتانی مرثیہ خوان سے جاکر
دریافت کرلو اور یہی نہین کہ ان کوفی شیعون نے امام حسینؑ کے
تشنہ حلقوم پر خنجر پھیرا بلکہ امام حسنؑ علیہ السّلام کی عزت اور جان
ومال کے غارت کرنے مین بھی دریغ نہ کیا اور وہ صرف اسی بات
پر کہ وہ کیون امیر معاویہ سے پچاس ہزار سالانہ تنخواہ پر صلح کرلینے
اور بیعت پر راضی ہوگئے اور شیعیان علیؑ ہمیشہ اُن سے ناراض
رہے تا آخر اُنھون نے کوفہ کی سکونت ترک کرکے دوبارہ مدینہ
منورہ مین آکر پناہ لی اور یون اُن ظالمون کے ہاتھ سے اپنی جان
بچائی۔ ان کمبختون کی بیوفائی کا سراغ یہین آکر ختم نہین ہوتا بلکہ
یہی لوگ ہین جنھون نے جناب علیؑ کا دم بھی ناک مین کردیا۔
شیعہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ حضرت علیؓ ان شیعون کی بیوفائیون
سے تنگدل ہوکر مرجانے کی آرزو فرمایا کرتے تھے۔ امیر معاویہ کے
مقابلہ مین جو کمزور فیصلہ جناب نے منظور فرمایا وہ انھی بیوفاؤن کی
بزدلی اور دورنگی کی وجہ سے فرمایا اسپر بھی بہت سے شیعہ جناب
علیؑ کی جماعت سے خارج ہوگئے ان کا نام خارجی رکھا گیا۔ ابن ملجم
قاتل شیر خدا بھی پہلے شیعہ تھا اور پھر انھی خارجیون کا ساتھی بنگیا
تھا اس تقریر سے ثابت ہوگیا کہ اہلبیت کے دشمن اہلسنت نہین ہین
بلکہ قدیمی شیعہ ہی اہلبیت کے قدیمی دشمن ہین بقول ہمہ از ماست
انچہ برماست۔

اقول آپ لکھتے ہین کہ کربلا مین مخالفین کی تعداد اسّی ہزار تھی اور

سب کوفی تھے نہ ان مین کوئی شامی تھا نہ حجازی ۔ لیکن آپکے پیر مرشد
شاہ عبد العزیز دہلوی جو آپ سے کہین زیادہ محقق ہین اپنے تحفہ
اثنا عشریہ مین لکھتے ہین کہ ”اشقیاے شام و عراق نے موافق کہنے
یزید پلید اور تحریص رئیس اہل بغض و فساد ابن زیاد کے امام ہمام کو
کربلا مین شہید کیا۔ سب جانتے ہین کہ شام کے مشہور پہلوانون مین ازرق
شامی اور اُسکے چارون بیٹے بھی تھے جو حضرت قاسم ابن حسنؑ کے
ہاتھ سے فی النار ہوے ۔ آپ تعداد فوج اسّی ہزار لکھتے ہین ۔ اور محمد اکرام
الدین صاحب حنفی اپنے رسالہ سعادت الکونین کے صفحہ ۱۸ مین لکھتے
ہین کہ منجملہ قاتلان حسینؑ کے ارکان دولت و اعیان ملک و ملت یزید
اڑتالیس ہزار پانچ سو چونسٹھ آدمی تھے جن مین خاصکر عمر بن سعد
اور اُسکے پسر حفص اور شمر ذی الجوشن ۔ حر بن حجاج ۔ قیس بن
اشعث (ابوبکر صاحب کا بھانجہ) خولی بن یزید اصبحی ۔ سنان بن انس
اشجعی ۔ عبد اللہ بن قیس خولانی ۔ حکیم بن الطفیل ۔ یزید بن مالک
مسحج بن صواحب ۔ حرملہ بن کاہل کا نام لکھا ہے ۔ ایسے صاحبان
اقتدار و حشمت کے ساتھ کم از کم فی کس ایک آدمی لامحالہ ہوگا ۔
انھین لوگون کی تعداد حساب سے سنتا نوے ہزار سے اوپر ہوئی
یعنی خود یزید کے اعیان ملک و ملت ہی کی تعداد اسّی ہزار سے
بھی سترہ ہزار بڑھ گئی ۔ اب تو آپکو معلوم ہوگیا کہ وہ سب یزیدی تھے
کوئی دوسرا نہ تھا ۔ دوسرون کو شامل کرنا آپکی عقل کا قصور ہے
اگرچہ آپکی ساری تلبیس کی دھجیان اُنھین واقعات سے جو اس کتاب
مین آپکے یہان کی معتبر اور مستند کتب تاریخ سے اوپر لکھے گئے ہین
اڑ گئین اور عاقلون کی تشفی کے لئے وہی کافی ہے لیکن مبادا آپ
فرماوین کہ تمنے ہمارے فلان نمبر کے سوال و جواب کو چھوڑ دیا لہٰذا

ہم آپکے ہر نمبر کے سوال و جواب کو لکھکر آپکے ہر استدلال کا جواب انشاء اللہ آپ ہی کے بذات مین علیحدہ علیحدہ دیتے دیتے ہین۔
آپ تحریر فرماتے ہین کہ "اسے صاحب وہ واقعی شیعہ تھے اور اسی وجہ سے امیر معاویہ اور یزید کی خلافت ان کی آنکھون مین کھٹکتی تھی انھون نے خلافت پانے کی ہی لالچ مین ایسا ایسا کیا" اگر آپکی دانست مین یہی دلیل شیعہ ہونیکی ہے تو آپکی اس دلیل کے مصداق پہلے آپکے طلحہ و زبیر قرار پائینگے۔ کیونکہ معاویہ اور یزید تو بنی امیہ کے دوسرے اور تیسرے خلیفہ تھے سب سے پہلے خلیفہ بنی امیہ مین عثمان صاحب تھے اُن کی خلافت جس طرح طلحہ و زبیر کی آنکھون مین کھٹکتی تھی اور خلافت پانیکی ہی لالچ مین اُنھون نے جو کچھ کیا آپکے یہان کی معتبر اور مستند تاریخ کی کتابون سے اوپر مقدمہ مین بصراحت مذکور ہو چکا۔ اب آپ خود کسی سنی عالم سے جاکر پوچھ لیجیے کہ طلحہ و زبیر جنکی آنکھون مین بنی امیہ کی حکومت و خلافت کھٹکتی تھی اور جنھون نے خلافت پانے کی ہی لالچ مین بنی امیہ کے اول خلیفہ عثمان صاحب کو اس ذلت و خواری سے قتل کرایا شیعہ تھے یا سنی حضرت امام حسینؑ کی خدمت مین بارہ ہزار خطوط اور بیشمار قاصد بھیجنا بھی کہ آپ کوفہ تشریف لائیے ہم آپکی امداد کے لئے حاضر ہین کوفیون کے شیعہ ہونے کی دلیل نہین ہو سکتا ہے کیونکہ جب ابوبکر صاحب خلیفہ ہوئے تھے تو آپکے امیر معاویہ کے باپ ابوسفیان نے بھی جناب علی مرتضیٰ کی خدمت مین حاضر ہو کر کہا تھا کہ اگر تم چاہو تو قسم خدا کی اس جنگل کو سوار اور پیادون سے بھر دون۔ تو کیا آپ اپنے امیر معاویہ کے باپ ابوسفیان کو اُسکے ایسے وعدہ کی بنا پر جسپر وہ قسم بھی کھاتا ہے شیعہ کہہ سکتے ہین؟ کوفیون نے جو حضرت مسلم سے بیعت

کر کے نکث بیعت کی اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ وہ سب آپ ہی
کے پیشوایان طلحہ وزبیر کے پیرو تھے چنانچہ اسی کتاب کے مقدمہ مین ہم
آپ ہی کے یہان کی کتب تاریخ اعثم کوفی و روضۃ الاحباب سے
بالتصریح دکھا چکے اگر اُس سے تشفی نہ ہوئی ہو تو اپنے یہان کی اور
بھی مستند کتابین مثل مروج الذہب مسعودی مستقصی کتاب الاوائل
ابو ہلال العسکری۔ تاریخ ابو الفدا۔ تاریخ طبری۔ درر السمطین۔ ازالۃ
الخفا شاہ ولی اللہ دہلوی۔ تاریخ الخلفا سیوطی۔ حیوۃ الحیوان دمیری
سیرۃ المحمدیہ مولوی کرامت علی دہلوی۔ تاریخ خمیس۔ غرض جس کتاب میں
جنگ جمل کا ذکر ہو اُٹھا کر دیکھ لیجئے تو آپکو معلوم ہو جائیگا کہ سب سے
پہلے حضرت علیؑ کی بیعت کرنے والے اور پھر بیعت سے منحرف ہو کر
بغاوت کا جھنڈا بلند کرنے والے وہی طلحہ وزبیر تھے جنکو آپلوگ
اصحاب کبار بلکہ اصحاب بدر بلکہ عشرۂ مبشرہ سے شمار کرتے ہین وہی
طلحہ جو آپکے خلیفہ اول ابو بکر صاحب کے بھتیجے اور وہی زبیر جو ابوبکر
صاحب کے داماد تھے اور اُن مین سب سے زیادہ شعلۂ بغاوت
کو بھڑکانے والے عبد اللہ بن زبیر ابو بکر صاحب کے نواسہ تھے جو اپنی
خالہ حضرت عائشہ ام المومنین دختر بلند اختر ابو بکر صاحب کو بھی جن کی
آنکھوں مین حضرت علی کی خلافت کھٹکتی تھی اُس لشکر بغاوت اثر کا
کمینڈر یس انچیف بنا کر مردون کے مقابل مین لڑانے کے لئے لیگئے
تھے نہ حکم خدا قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ کی پروا کی اور نہ قول رسولؐ حربک
حربی یا علی کی۔ یہی لڑائی جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے
پھر جنگ صفین مین معاویہ سے سازش کر کے لشکر حضرت علیؑ مین
بغاوت پھیلانے والے خارجیوں کے سرغنہ بھی ابو بکر صاحب کے
بہنوئی اشعث بن قیس تھے جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے تھے

بعدہ اسیر ہوکر ابوبکر صاحب کے پاس آئے تو ابوبکر صاحب نے اپنی بہن کا نکاح اُن سے کردیا (دیکھو اسد الغابہ صفحہ ۱۴۰)
قتل جناب علی مرتضیٰ مین بھی ابن ملجم کے ساتھ یہی اشعث بن قیس جنکی آنکھون مین حضرت علی کی خلافت کھٹکتی تھی ابوبکر صاحب کے بہنوئی تھے جو ابن ملجم کو تاکید کر رہے تھے کہ اے پسر ملجم اپنے ارادہ کے پورا کرنے مین جلدی کر مبادا صبح کی روشنی تجھے رسوا کردے (دیکھو تاریخ اعثم کوفی) اور یزید سے نکاح کرنیکی طمع مین باغواے معاویہ حضرت امام حسنؑ کو زہر سے شہید کرنے والی بھی جعدہ بنت ابوبکر صاحب ہی کی بھانجی تھین (دیکھو استیعاب ابن عبدالبر مکی صفحہ ۱۴۴ و تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی) پھر خچر پر سوار ہوکر حضرت امام حسنؑ کے جنازہ پر تیرباران کرنے والی بھی وہی حضرت عائشہ دختر ابوبکر تھین اور حضرت امام حسینؑ کو خط لکھکر کوفہ کی جانب بلانیوالون مین بھی قیس بن اشعث ابوبکر صاحب ہی کے بھانجے تھے چنانچہ بروز عاشورا کربلا مین جس وقت حضرت امام حسینؑ لشکر یزید کے مقابل مین کھڑے ہوکر بنظر اتمام حجت خطبہ فرما رہے تھے تو اثنائے خطبہ مین حضرت نے باآواز بلند پکار کر فرمایا کہ اے شبث ابن ربعی اے حجار بن الحر اے قیس بن اشعث اے یزید ابن الحارث کیا وہ لوگ تمھین نہین ہو جنھون نے مجھکو متواتر خطوط طلب لکھے تھے (دیکھو تاریخ طبری) حضرت مسلمؑ کی گرفتاری کے لئے جو فوج ابن زیاد نے بھیجی تھی اُسکے سردار بھی محمد اشعث ابوبکر صاحب ہی کے دوسرے بھانجے تھے جو خود اپنے قبیلہ قیس سے مع سپاہیون کو اور بروایت روضۃ الصفا (جلد سوم صفحہ ۱۵۵) تین ہزار اپنے خاص ملازمین کو ہمراہ لیکر مسلمؑ مظلوم کو گرفتار کرنے گئے تھے ہانی ابن عروہ کو جنھون نے حضرت مسلمؑ کو اپنے گھر

مین پناہ دی تھی دغابازی سے ابن زیاد کے پاس لاکر قتل کرانے والے بھی یہی محمد ابن اشعث ابوبکر صاحب کے بھانجے تھے اور جب ہانی کی گرفتاری کی خبر سنکر حضرت مسلمؑ نے ہانی کو چھوڑانے کیلئے دارالامارۃ کا محاصرہ کیا تو یہی محمد ابن اشعث ابوبکر صاحب کے بھانجے اور کثیر بن شہاب و شبث ابن ربعی و حجار ابجار و شمر ذی الجوشن کہ یہ سب کے سب اعیان ملک وملت یزید اور ایسے رؤساء کوفہ سے تھے کہ جن مین صرف محمد ابن اشعث کے خاص ملازمین تین ہزار تھے کوٹھے پر چڑھکر مردمان کوفہ کو خوف دلایا کہ شام سے فوج آتی ہے اپنے کو ہلاکت مین نہ ڈالو اپنے اہل وعیال پر رحم کرو اسی خوف سے سب بھاگ گئے صرف ۳۰ یا بقولے ۱۰ نفر باقی رہ گئے کہ وہ بھی مسجد سے بھاگ گئے (روضۃ الصفا صفحہ ۵۰۵) کربلا مین حضرت امام حسینؑ پر پانی بند کرنے کے لئے جو فوج گھاٹ پر تعنات تھی اُسکے سردار بھی اسحاق بن اشعث ابوبکر صاحب کے بھانجے ہی تھے۔ اب تو آپکو معلوم ہوگیا کہ یہ سب جنکو آپ قدیمی شیعہ بنا رہے ہین اور جنکو کمبخت بیوفا بزدل اور دشمنان اہلبیت کہہ رہے ہین آپکے خلیفہ اول ابوبکر صاحب ہی کی ذریات سے تھے۔ اور سب سنی تھے۔ اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست۔ اگر پھر انکو شیعہ کہئے گا تو ضرور رہے کہ جو عقیدہ شیعون کا ابوبکر صاحب کے بارہ مین ہے وہی عقیدہ ام المومنین حضرت عائشہ وطلحہ وزبیر (جو آپکے عشرہ مبشرہ سے ہین) وعبداللہ ابن زبیر (جو آپکے خلفائے اثنا عشر سے ہین) واشعث وغیرہ کا بھی ہو۔ دیکھئے شیعون کو چڑھانے اور یزید ومعاویہ کی طرفداری کرنے سے آپکی جان کس عذاب مین پڑگئی۔

اب خود یزید نے جو عبداللہ ابن عمر کو خط لکھا تھا ذرا اسکو بھی ملاحظہ فرمایئے تاریخ بلاذری صفحہ ۳۲ مین ہے۔ لمّا قتل ذبیح اللہ الحسین بن علی

کتب عبداللہ بن عمر الی یزید بن معویہ امّا بعد فقد عظمت الرزیة وجلّت المصیبة وحدث فی الاسلام حدث عظیم ولا یوم کیوم الحسین فکتب الیہ یزید اما بعد یا احمق فانا جئنا الی بیوت مجددة وفرش ممهدة وسائدة منضدة فقاتلنا عنّا فان یکن الحق لغیرنا فابوک اول من سنّ هذا وابتز واستاثر بالحق علی اهله ومن ههنا قیل قتل الحسین یوم السقیفة وقیل قتل ایضاً باسیاف ذالک البغی اول سهلها اصیب علیٌ الا بسیف ابن ملجم۔

یعنی جب ذبیح اللہ حسینؑ ابن علیؑ شہید ہو گئے تو عبداللہ ابن عمر نے یزید ابن معویہ کو لکھا کہ یہ تو مصیبت عظیم واقع ہوئی اور اسلام مین بڑا بھاری حادثہ حادث ہوا کوئی دن مثل یوم قتل حسینؑ کے نہین ہے۔ یزید نے جواب مین اُسکو لکھا کہ اے احمق ہم تو ایسے مکان مین آے جو آرائشون سے آراستہ ہے اور فرش بچھے ہوے ہین اور بلند تکیئے لگے ہین پھر ہلوگون نے قتال کیا پس اگر حق ہمارے غیر کی جانب ہی تو اول وہ شخص جس نے ایسے ظلم کی سنت جاری کی تیرا باپ تھا کہ صاحب حق سے چھین لیا۔ اسی سے کہا گیا ہے کہ امام حسینؑ بروز سقیفہ ہی قتل ہو گئے اور وہ حضرت ایسی ہی بغاوتون مین سیوف سے شہید ہوے پہلا وار جسنے اس امر کو سہل کر دیا حضرت علیؑ پر ابن ملجم کی تیغ سے پڑا۔

یزید کے اس مجمل خط کی شرح یہ ہے کہ جناب رسولخداؐ نے کبھی کوئی بیت المال قائم نہین کیا جو رقم حضرت کے پاس آتی اُسکو فوراً آنحضرتؐ مسلمانون پر تقسیم کر دیا کرتے تاکہ جملہ مومنین مین اخوت اور مساوات قائم رہے کیونکہ مال ہی بغض وحسد کا باعث ہوتا ہے

اور اسی کی طمع مین لوگ حق کو چھوڑ کر ناحق کا ساتھ دیتے ہین۔ اس نکتہ کو اصحاب شورۂ سقیفہ بھی جنکی آنکھون مین اقتدار خاندان رسول کھٹکتا تھا بدتون خدمت رسول مین رہکر خوب سمجھ چکے تھے لہذا اُنھون نے اپنی خلافت کی پائداری اور بمقابل حکومت خاندان نبوت کو پست و ذلیل دیکھنے کی غرض سے اسکے خلاف روش اختیار کی چنانچہ مولوی شبلی صاحب اپنے الفاروق مین لکھتے ہین کہ بیت المال یا خزانہ کا صیغہ بھی حضرت عمر کی ذات سے وجود مین آیا۔ (جناب رسولخدا کے زمانہ مین نہ تھا) آنحضرتؐ کے زمانہ مین سب سے آخر رقم جو وصول ہوئی وہ بحرین کا خراج تھا جسکی تعداد آٹھ لاکھ درہم تھی لیکن آنحضرتؐ نے یہ کل ایک ہی جلسہ مین تقسیم کردی ۱۵ھ مین بزمانہ خلافت عمر پانچ لاکھ کی رقم آئی تو عمر صاحب نے حاضرین سے پوچھا کہ آپ لوگ کی کیا رائے ہے حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جو رقم آئے وہ سال بسال تقسیم کردی جائے جیسا کہ رسولخدا تقسیم کردیتے تھے خزانہ مین جمع نہ رکھی جائے عثمان نے اس رائے کی مخالفت کی ولید بن ہشام نے کہا مین نے سلاطین شام کے یہان دیکھا ہے کہ خزانہ و دفتر کا جُدا جدا محکمہ قائم ہے عمر نے اس رائے کو پسند کیا اور اُس رقم کو داخل بیت المال کیا۔ اس بیت المال کی بدولت چند ہی روز مین یہ لوگ ایسے متمول ہو گئے کہ جب حضرت عمر مرے تو اُنکے متروکہ سے اُنکے ایک وارث نے اپنا حصہ ایک لاکھ پر بیچا جسکا شاہد خود اُن کا غلام نافع ہے (دیکھو فتح الباری مطبوعہ مصر جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۹) اور عثمان صاحب کے داماد عبدالرحمن بن عوف کی نسبت شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثناعشری مین لکھتے ہین کہ مال فراوان گذاشتہ بود کہ بعد از ادائے دیون وتنفیذ وصایائے او چون ترکہ او را تقسیم نمودند

قمن مال باقی اش بچہار زن اور سید منجملہ آن چہار یک را زیادہ بر
ہشتاد ہزار درہم درحصہ میرسید چون اورا در مرض مطلقہ نمودہ بود
تمام حصہ اش نداوند برہشتاد ہزار درہم حصہ نمودند یہ صورت مالداری
کی تھی کہ تمام دیون کے ادا کرنے اور تعمیل وصایا کے بعد جو بچا اُسکے
آٹھوین حصہ کو چار بیبیون پر تقسیم کرنے سے ایک بی بی کو جسنے مطلقہ
ہونیکی وجہ سے پورا حصہ نہین پایا تو بھی اسّی ہزار درہم ملا - زبیر کے
حال مین لکھا ہے کہ بصرہ اور کوفہ اور مصر اور اسکندریہ مین انکی املاک
بہت تھی اور دوسری جگہ بھی مکانات وزمین ہائے مزروعہ تھین اور
جب وہ مارے گئے تو پچاس ہزار دینار زرمسکوک کے اُنکے گھر مین
موجود تھے اور ہزار گھوڑے اور ہزار کنیز اور غلام تھے - اور طلحہ کی
املاک وجائداد کوفہ ومدینہ مین اندازہ شمار سے زیادہ تھی اور دوسری
جگہ بھی اُنکے مکانات بہت مضبوط گچ وغیرہ اور ساکھو کی لکڑی سے
بنے تھے اور اُنکے غلہ کی قیمت کہ عراق مین تھا ایک دن مین ہزار دینار
آتی تھی - یہ ثروت ودولت ان لوگون کو صرف بیت المال اور عمر
صاحب کی تدبیر کی بدولت حاصل ہوئی تھی ورنہ مکہ معظمہ سے تو ہنگ
لاڈلے ہجرت کرکے مدینہ مین آئے تھے رسول صلعم کے پاس جو رقم
آتی تھی اُسکو آنحضرت جملہ مسلمانان پر بحصہ مساوی تقسیم کردیتے تھے
اُس سے اسقدر ثروت [illegible] حاصل ہوتی یہی وجہ تھی کہ طلحہ وزبیر
کی نظرون مین حضرت علیؑ کی خلافت کھٹکی اور حضرت سے ناراض
ہوکر کہا کہ تقسیم اموال بیت المال مین تمنے عمر کی سنت کو چھوڑدیا ہرچند
جناب امیر فرماتے رہے کہ مین نے سنت رسول اللہ پر عمل کیا ہے
ان لوگون کا ملال دفع نہوا - نیز اسی کھٹکہ سے کہ مبادا حضرت علیؑ
خلیفہ ہوجائین عمر صاحب نے اپنے بعد چھ شخصون یعنی حضرت علیؑ

وعثمان وزبیر وطلحہ وسعد وقاص وعبدالرحمن بن عوف کو خلافت کے لیئے نامزد کرکے یہ شرط لگائی تھی کہ ان میں سے جو شخص سیرت شیخین پر عمل کرنا قبول کرے وہی انھین چھ اشخاص کی کمیٹی سے مطابق غلبہ رائے خلیفہ مقرر کیا جاے اور غلبہ رائے اس جانب سمجھا جائیگا جس طرف عبدالرحمن بن عوف ہون اور جو شخص عبدالرحمن کے مقرر کئے ہوے خلیفہ سے مخالفت کرے وہ قتل کیا جاے اگرچہ مخالفت ایک شخص ہو یا دو یا تین (دیکھو روضۃ الاحباب روضۃ الصفا تاریخ طبری فتوح اعثم کوفی کامل ابن اثیر وغیرہ)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ شوریٰ محض نمایشی لوگون کے دکھانے کے لئے تھا دراصل عثمان کو خلیفہ بنانا اور بصورت اختلاف حضرت علیؑ کو قتل کرانا مقصود تھا۔ کیونکہ عبدالرحمن اپنے سسر عثمان کو چھوڑ کر حضرت علیؑ کی طرف تو ہو نہین سکتے تھے اور سعد بن ابی وقاص عبدالرحمن کے چچیرے بھائی تھے وہ بھی خلاف عبدالرحمن کے نہین کرسکتے تھے خصوصًا جبکہ حضرت علیؑ ایسے بیت المال کے کہ جسکی بدولت ان لوگون کو یہ ثروت حاصل ہوئی تھی خلاف تھے اور یہ بات بھی معلوم تھی کہ حضرت علیؑ بجز حکم خدا اور سیرت رسولخدا پر عمل کرنے کے اور کبھی کسی کی سیرت پر عمل کرنیوالی شرط ہرگز قبول نفرمائینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت علیؑ نے اس شرط کو قبول نہین فرمایا عثمان صاحب کے لئے تو یہ بات بدی ہوئی تھی وہ جھٹ قبول کرکے خلیفہ بن گئے۔ دراصل سیرت شیخین کا معنی بجز صیغہ مال کے اور کچھ نہ تھا۔ روزہ نماز حج جہاد وغیرہ مین حکم خدا و سیرت رسولؐ پر عمل کرنے سے کچھ مضائقہ نہ تھا اسکے لیئے کیون کوئی حضرت علیؑ کے خلاف ہوتا لیکن کٹھن تو یہ تھا کہ صیغہ مال

مین حکم خدا وسیرت رسول پر عمل کرنے سے وہ مزا جو عمر صاحب کے وقت سے حاصل ہوا تھا جاتا رہیگا۔ اگر بیت المال نہ ہوتا اور وہی طریقہ تقسیم جو رسولخداؐ کا تھا جاری رہتا تو کوئی شخص خاندان رسول کو چھوڑکر ایسی خلافت کی جانب توجہ نہ کرتا مگر یہ بیت المال اور اُس سے بیش قرار مشاہرہ وعطایائے کثیرہ کا ملنا حضرت علیؑ کی خلافت کو کب قبول کرنے دیتا ہے۔ اللہ اللہ کیا کیا صورتین حضرت علیؑ کے حرمان حق کی پیدا کی گئین۔ ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) رسولخداؐ نے جو قلم و دوات وصیت نامہ لکھنے کے لئے طلب کیا اُسکو روکدیا حالانکہ اُنکی طرح ابوبکر سے حالت مرض مین باوجود اسکے کہ اُنپر غشی طاری تھی اپنے لئے وصیت نامہ لکھوالینا جائز رکھا۔

(۲) باین خیال کہ حضرت علیؑ تو لاش رسول کو بے گور وکفن تنہا چھوڑکر سقیفہ بنی ساعدہ مین جو بفاصلہ بعید ہے آنہ سکینگے ہملوگ اپنا کام نکال لیگے اودہر رسول کی آنکھ بند ہوئی اور اُدہر سقیفہ مین جا پہونچے اور ابوبکر صاحب کو خلیفہ بنالیا۔

(۳) حضرت علیؑ نے جو قرآن جناب رسولخداؐ کے سامنے مطابق تنزیل مرتب کیا تھا اُسکو قبول نہ کرنا اور اہلبیت کی منزلت کو ہمیشہ گھٹائے رکھنا خاص اصول سیاست سے عمر صاحب کے تھا اور اس سنت عمری پر تمام خلفائے بنی امیہ وبنی عباس بنظر استحکام اپنی اپنی خلافت کے چلے ہے۔

(۴) جس عنوان سے ابوبکر صاحب کو خلیفہ مقرر کیا بعد استقلال خلافت ابوبکرؓ اُسکو شر قرار دیا اور کہا کہ اب جو ایسا کریگا اُسکی گردن ماری جائیگی حالانکہ وہی خلافت خود عمر صاحب کی خلافت کا ماخذ ہے۔

(۵) باغ فدک چھینکر اور خمس سے محروم کرکے اہلبیت کو بالکل محتاج
بنا دیا کہ عوام کی نظرون مین حقیر رہین۔

(۶) اُس شرعی تقسیم کو جو رسول ص کے وقت مین جاری تھی بند کرکے
بیت المال قائم کیا تاکہ بوجہ مال طمع کا نہ سب اسی خلافت کی طرف
منہمک رہین کوئی خاندان رسالت کی طرف رخ نہ کرے۔

(۷) اپنے عمال اور مخصوصین کی تنخواہین مستقر مقرر کین کہ خاندان
رسالت اُن کی نظرون مین حقیر ہو جائے اور کبھی وہ لوگ خلافت علیؑ
کو پسند نہ کرین کیونکہ حضرت علیؑ خلیفہ ہو نگے تو ہرگز اس بند وبست کو
قائم نہ رکھینگے قدم بقدم رسول ص کے چلینگے اور شریعت رسول کو پھر
زندہ کرینگے۔

(۸) تمام ملکون مین اپنے ہی اختیاری اشخاص مقرر کیے کسی بنی ہاشم
کو کسی امارت پر مقرر نہین کیا۔ تاکہ ان لوگون کو کسی قسم کا اقتدار یا لوگون
سے ارتباط حاصل نہ ہونے پائے۔

(۹) بنی امیہ کی قوتون کو جسے رسول نے دس برس مین توڑا تھا اپنے عہد
مین بڑھا دیا۔

(۱۰) بمقابل حضرت علیؑ پانچ اور شخصون کے دماغ مین ڈالدیا کہ تم بھی
مستحق وقابل خلافت کے ہو خلافت رسول کسی خاص شخص سے
خصوصیت نہین رکھتی ہے۔

یہ ایسا بندوبست تھا کہ عثمان کے وقت تک حضرت علیؑ کی جانب
کوئی مائل نہ ہوا۔ بعد قتل عثمان جب مسلمانون نے حضرت علیؑ کی خلافت
کو تسلیم کیا تو حضرت نے اُسکے تیسرے روز (جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا) سب
مسلمانون کو جو مدینہ مین تھے طلب فرماکر بالکل خزانہ مطابق دستور جناب
رسو لخدا م تقسیم کرا دیا ہر ایک کو تین تین دینار حصہ ملا نہ کسیکو زیادہ نہ کم

نہ کوئی محروم رہا اور نہ کوئی درہم بیت المال مین باقی رہا۔
(دیکھو روضۃ الاحباب وغیرہ) مورخین کا اتفاق ہے کہ یہ عدل صنادید
قوم کے دلون مین کھٹکا یعنی ناگوار گذرا اور یہی باعث بغاوت ہوا۔
طلحہ و زبیر و عبداللہ بن عمر و سعید بن عاص و مروان وغیرہ نے
سازش شروع کی حضرت سے منحرف ہو گئے مکہ پہنچکر بی بی عائشہ
کو ہمراہ لیا کیونکہ وہ بھی بیت المال سے بارہ ہزار درہم مشاہرہ پاتی
تھین وہان سے بصرہ پہنچکر بغاوت کا جھنڈا بلند کیا جنگ جمل مین باغیون
کو شکست ہوئی۔ طلحہ و زبیر مارے گئے بی بی عائشہ نے معاویہ کے
پاس شام جانے کا قصد کیا لیکن جناب امیرؑ نے انکو حراست مین رکھکر
باحترام شائستہ مدینہ پہنچوا دیا۔ ہنوز حضرت دم نہ لینے پائے تھے کہ معاویہ
سے مقابلہ شروع ہو گیا معاویہ صاحب تو برابر دیکھتے آتے تھے کہ
سقیفہ والی داؤ (جسکی جانب یزید نے اپنے خط مین اشارہ کیا ہے) لہ جانے
کے بعد نصوص خدا اور رسولؐ کا لحاظ حضرت علیؑ کے بارہ مین بالکل اوٹھ
گیا ہے صرف عیاری اور بیت المال کی بدولت خلافت خاندان رسالت
سے نکلکر دست بدست پھر رہی ہے۔ جب طلحہ و زبیر ایسے بے حقیقت
اشخاص بھی اسکے امیدوار بناکر حضرت علیؑ کے مقابل مین کھڑے
کر دئے گئے تو معاویہ صاحب جو ان لوگون سے بدرجہا قوت و شوکت
و دولت و عیاری مین بڑھے چڑھے تھے کیون باز رہتے عثمان صاحب
کی خلافت کی بدولت تمام بنی امیہ کا دور دورہ ہو گیا تھا یہ خود شام کے
ایسے زرخیز ملک کے خودسر بادشاہ تھے اب انکا بھی موقع آگیا کہ
خلافت پر بھی قبضہ کرکے تمامی بلاد اسلام کے بادشاہ بن جائین اور
جملہ مسلمانان کو اپنا حلقہ بگوش کر لین۔ جنگ مین تو معاویہ صاحب
حضرت علیؑ سے سر بر نہ ہو سکے لیکن اشعث بن قیس یعنی ابوبکر صاحب

کے بہنوئی کی سازش اور عمر ابن عاص کی عیاری کی بدولت اپنے مقصد مین کامیاب ہو گئے (دیکھو تاریخ اعثم کوفی) پھر اپنے آخر عہد مین اسی بیت المال اور عیاری کی بدولت یزید کی بیعت کا حلقہ بھی عام مسلمانون کی گردن مین ڈالدیا اور عبد اللہ بن عمر صاحب نے تو خود بکمال رغبت اُس حلقہ سے اپنے کو محلّی فرمایا۔ الغرض خلافت کو خاندان رسالت سے حکمت عملی کے ساتھ نکالنے اور بیت المال سے اُسکی تقویت کرنیکے موجد عبد اللہ ابن عمر صاحب کے باپ ہی تھے جنکی آنکھون مین خاندان نبوت کی عظمت اور بنی ہاشم کا وقار کھٹکتا تھا اسی جانب یزید نے اپنے خط مین جو عبد اللہ ابن عمر کو اُن کے جواب مین لکھا تھا اشارہ کیا تھا۔ اب یہان سے ہم پھر اپنے سابق سلسلۂ کلام کی جانب رجوع کر کے خادم حسین صاحب کا جواب دیتے ہین۔

ہان صاحب یہ تو آپکو معلوم ہو چکا کہ وہ لوگ جنکو آپ قدیمی شیعہ بنا رہے ہین اور جنکو کمبخت بیوفا بزدل اور دشمنان اہلبیت کہہ رہے ہین وہ آپکے خلیفہ اول کی ذریات سے پکے سنی تھے اور یزید نے تو اور بھی غضب ڈھایا کہ اپنے خط مین بمصداق خون شہدا تمام برگردن اوست سارا الزام عبد اللہ ابن عمر صاحب کے باپ ہی کے سر تھوپ دیا کہ جو آپکے خلیفہ ثانی تھے۔ رہے کوفی ان کی نسبت بھی اوپر دکھایا جاچکا ہے کہ کوفہ ابتداءً محض ایک اسلامی فوجی چھاؤنی تھا سعد ابن وقاص نے (جسکا بیٹا عمر ابن سعد یزیدی فوج کا سالار لشکر اور قتل امام حسینؑ کا بیڑا اوٹھا کر کربلا گیا تھا) عمر ابن خطاب کے عہد خلافت مین شہر کے طریقہ پر اپنے ہی جیسے لوگون سے آباد کیا تھا اور وہ لوگ ابو موسیٰ اشعری کے (جسکی جانب منسوب ہونیکی وجہ سے اہلسنت والجماعت اشاعرہ کہلاتے ہین) ایسے معتقد تھے کہ بجز اُسکے کسی دوسرے کی حکومت پسند ہی نہین

کرتے تھے اور عثمان صاحب کو مجبور کر کے اُسکو حاکم کوفہ مقرر کرایا تھا اور
یہ ابو موسیٰ حضرت علیؑ کا ایسا دشمن تھا کہ حضرت کے عامل کو کوفہ مین
داخل ہونے نہ دیا۔ ہرچند امام حسنؑ و عمار یاسرؓ و دیگر اصحاب کبار اہل
کوفہ کو سمجھا کر اپنے ہمراہ حضرت علیؑ کے پاس لانا چاہتے تھے یہ نہ آنے
دیتا تھا جب اشتر کے ایسا سرکوب شخص آیا تو ابو موسیٰ کا ہوش بھی ٹھنڈھا
ہوگیا اور کوفہ سے بھی بارہ ہزار ایک آدمی اشتر کے ہمراہ جناب امیرؑ کی
خدمت مین گئے۔ آپ ہی کے یہان کی معتبر تاریخ کی کتابون سے یہ بھی
ثابت کیا جا چکا کہ کربلا مین جتنے کوفی قتل امام حسینؑ کے لئے جمع ہوئے
تھے اُن کا دعوی یہ تھا کہ عثمان خلیفہ ناحق قتل ہوئے اُنکے خون کا عوض
لینا چاہیئے۔ ان سب کے علاوہ آپ خود لکھتے ہین کہ یزید نے ابن زیاد
کو کوفہ کا گورنر کر کے بھیجا تھا کہ کوفیون کو بغاوت سے روکے جس سے
صاف ظاہر ہے کہ قبل بغاوت وہ لوگ یزید و معاویہ کی بیعت و اطاعت
مین تھے ورنہ لفظ بغاوت صادق نہ آئیگا۔ اسی فقرہ کے بعد آپ یہ بھی
تحریر فرماتے ہین کہ مسلم کے ہاتھ پر ۱۸ ہزار کوفی بیعت کر چکے تھے اس سے
بھی ثابت ہے کہ حضرت مسلم کے کوفہ مین داخل ہونے کے قبل وہ لوگ حضرت
امام حسینؑ کی بیعت مین نہ تھے۔ پھر آپ لکھتے ہین کہ ابن زیاد جب کوفہ
مین آیا اور کوفیون کو ڈرایا دھمکایا تو بزدل کوفی سہم گئے سب بیعت
امام سے منحرف ہوگئے۔ ابن زیاد نے پہلے تو انہی کوفیون کے ہاتھ سے
مسلم کو نہایت بیکسی سے شہید کرا دیا پھر امام حسینؑ کو جو اُس وقت مکہ معظمہ
سے روانہ ہو کر کوفہ کے نزدیک آ گئے تھے گرفتار کرینکے واسطے انہی
کوفیون کو مقرر کیا۔

ایسے انحراف کے بعد بھی شاید آپ ہی کی ایسی فہم والا آدمی اُنکو شیعہ
کہے تو کہے صاحبان عقل تو نہین کہہ سکتے۔ بھلا بتایئے تو اگر کوئی شخص

دین اسلام سے منحرف ہو کر نصرانی ہو جائے تو بھی آپ اوسکو مسلمان ہی کہینگے؟

حضرت مسلمؑ سے بیعت کرنیوالے کوفیون کی مثال ویسی ہی ہے جیسا کہ ابو سفیان تھا تو دائمی بیدین لیکن ابو بکر صاحب کے خلیفہ ہونے پر اُن کی خلافت کو ناحق سمجھکر چند منٹ کے لیے حضرت علیؑ کے ساتھ اپنا اخلاص ظاہر کرنے آیا اور کہنے لگا کہ یا حضرت اگر کہیئے تو اس میدان کو سوار و پیادون سے آپکی اعانت مین بھر دون جب حضرت نے اعتنا نہ کی تو جاکر حضرت علیؑ کی مخالفت مین شیخین سے جنکو بر سر ناحق سمجھتا تھا اونھین سے ملگیا۔ تو کیا اس چند منٹ کے اظہار اخلاص کی بنا پر آپ کہہ سکتے ہین کہ ابو سفیان اور اوسکے تابعین شیعہ تھے؟ دیکھئے مومنون کی تعریف مین جناب باری فرماتا ہے انما المومنون الذین اٰمنوا باللّٰہ و رسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللّٰہ اولئک ھم الصادقون۔ لفظ انما سے حصر کر دیا ہے یعنی بجز اسکے نہین ہے کہ مومن وہی لوگ ہین جو ایمان لائے ساتھ اللہ اور اُسکے رسول کے پھر کبھی شک نہین کیا اور جہاد کیا ساتھ اموال اور جانون اپنی کے راہ خدا مین یہی لوگ سچے ہین یعنی ذرا شک کیا اور مومنیت سے خارج ہو گئے لیکن جس طرح صلح حدیبیہ کے وقت رسالت مین شک کرنے والے کو باوجود شک کرنیکے خلاف حکم خدا آپ مومن بلکہ خلیفہ ثانی مانتے ہین اُسی طرح کوفیون کو بھی باوجودیکہ پکے سنی تھے صرف تھوڑی دیر کے لئے منافقانہ طور پر بیعت کی اور پھر فوراً منحرف ہو گئے آپ شیعہ ہی کہے جاتے ہین۔

اچھا بتایئے تو بہت سے اصحاب رسولؐ سے منحرف ہو کر مرتد ہو گئے تو کیا پھر بھی آپ اُن کا شمار اصحاب رسول ہی مین کیجئے گا اور اُنکے

انحراف کی وجہ سے اصحاب باوفا کو بھی ملزم ٹھرائیگا۔ ابن ملجم پکا سنی
تھا اور قاتل شیر خدا جب اوسکو آپ شیعہ کہتے ہین تو مسیلمہ کذاب
جو پہلے اصحاب رسول سے تھا اور جس نے آنحضرتؐ کو قتل بھی نہین
کیا صرف رسالت مین حصہ دارہونیکا مدعی ہوا تھا جسکی تاویل آپکے
اصول کے مطابق جیسا کہ آیندہ ظاہر ہوگا ملکی معاملات مین کشمکش سے
کی جاسکتی ہے کیون صحابیت سے خارج کیا جائیگا؟ کوفی منافقون نے
مہمان بلاکر بیشک بڑی بیوفائی کی لیکن اپنے ہی یہان کی تاریخ کی
کتابون سے سراغ لگائیگا تو آپکو معلوم ہوجائیگا کہ ایسی بیوفائیون کا
سبق اُن کو رسول ہی کے اصحاب منافقین سے ملا تھا جو اپنا جوش اور
ولولہ دکھاکر رسول کو کفار کے مقابل مین جہاد کرانیکے لئے لیجاتے تھے
اور عین موقع پر آنحضرت کو نرغہ کفار مین تنہا چھوڑکر چلدیا کرتے تھے۔
صرف حضرت علیؑ یا دو چار اور بنی ہاشم آنحضرت کے پاس رہ جاتے
تھے۔ اگر علی سا ناخدا بجانب خدا اُس رسول کا ہر معرکہ مین سینہ سپر
نہ ہوتا تو اسلام کا جہاز کب نہ ڈوب گیا ہوتا۔ عمر صاحب کی یہ فضیلت
ثابت کرینگے کہ عمر ہی صاحب کے مشورہ کے مطابق قرآن بھی نازل
ہوا کرتا تھا اہسنت کہتے ہین کہ عمر ہی صاحب نے جناب رسولخداؐ کو غزوہ
بدر کے لئے خروج کرنے کا مشورہ دیا تھا جپر آیہ کریمہ کما اخرجک من
بیتک الخ نازل ہوا لیکن افسوس رسولؐ کو قلیل التعداد مسلمانون
کے ساتھ انبوہ کثیر کے مقابلہ مین کھڑا کرکے خود پہلو تہی کرگئے اور یہ عذر کیا
کہ ابوجہل ماموں لڑنے کو آئے تھے ماموں صاحب کے خلاف کفار
سے کیونکر لڑتے۔ کیا یہ بیوفائی نہین تھی؟ اور غزوۂ احد کی حالت تو خود
عمر صاحب فخریہ بیان کرتے ہین کہ مین مثل بزکوہی کے اُچھلتا ہوا پہاڑ پر بھاگا
جاتا تھا۔ (دیکھو تفسیر درمنثور سیوطی تحت آیہ کریمہ اذ تصعدون ولاتلون

علی احد والرسول یدعوکم فی اخریٰکم ۔ آل عمران ع ۱۶ ۔
یعنی یاد کرو اُس وقت کو جب تم چڑھے جاتے تھے پہاڑ پر اور نہ مڑ کے
دیکھتے تھے کسی کی طرف حالانکہ رسول تمکو پیچھے سے پکار رہا تھا) عثمان
صاحب تو ایسا غائب ہوئے کہ تین دن کے بعد پھر انکی صورت مدینہ
ہی مین نظر آئی (دیکھو مدارج النبوۃ شاہ عبدالحق دہلوی) ابوبکر صاحب
خود تو بھاگ ہی جاتے تھے دوسرون کو بھی یہ پکار کر کہتے جاتے تھے
کہ محمد قتل ہوگئے اپنے سابق دین پر پلٹ جاؤ جیسکے شاہد خود عمر صاحب
ہین چنانچہ مسند احمد بن حنبل مین ہے کہ حضرت علی نے واقعہ احد کے
بارہ مین عمر صاحب سے پوچھا کہ الست صاحب المنادی قتل محمد فارجعوا
الی ادیانکم (یعنی کیا تو ہی ایسی ندا بلند کرنے والا نہ تھا کہ محمد قتل ہوگئے
تم لوگ اپنے اپنے دینون کی طرف پلٹ جاؤ) تو عمر صاحب نے جواب
دیا کہ بہ تحقیق ایسی صدا ابوبکر نے بلند کی تھی ۔
جنگ خندق مین عمرو ابن عبدود کا رعب جیسا عمر صاحب پر چھایا تھا
معارج النبوۃ روضۃ الصفا وغیرہ صدہا کتب تاریخ سے ظاہر ہے جنگ
خیبر مین ایک بار ابوبکر صاحب کو اور دو بار عمر صاحب کو علم دیکر مع فوج
بھیجا گیا لیکن دونون صاحبون نے ہر بار فرار اختیار کیا بھاگتے ہوئے
وقت عمر صاحب فوج والون پر اور فوج والے عمر صاحب پر بزدلی
کا الزام لگاتے تھے (دیکھو ازالۃ الخفاء و تاریخ طبری و مستدرک حاکم
و مدارج النبوۃ وغیرہ) اور جنگ حنین کی حالت تو خود صحیح بخاری
مین ابوقتادہ کی زبانی اس طرح مرقوم ہے انهزم المسلمون و
انهزمت معهم فاذا بعمر بن خطاب فی الناس فقلت
له ما شان الناس قال امر الله یعنی قتادہ ناقل ہے کہ مسلمان
بھاگے اور اُنکے ساتھ مین بھی بھاگا اتنے مین دیکھا کہ عمر بن خطاب صاحب

بھی اُن لوگون مین تھے مین نے اُن سے پوچھا کہ یہ کیا حال ہوا لوگون کا
عمر صاحب نے جواب دیا کہ یہی حکم خدا تھا۔ کیون خادم حسین صاحب اب تو
آپکو معلوم ہوا کہ کونی منافقین نے بیوفائی اور بزدلی مین آپکے اصحاب
ثلثہ ہی کی پیروی کی تھی اب آپ ہی بتایئے کہ سنی ہی پیروان اصحاب
ثلثہ ہین یا نہین۔ لیکن جب آپ ایسے لوگون کو اصحاب بلکہ خلفائے راشدین
سمجھتے ہین تو بیوفا کوفیون کو بھی جو واقعی سنی تھے شیعہ کہنا آپ سے کوئی
جائے تعجب نہین ہے۔ دیکھیئے آپکے امیر معاویہ صاحب ہی جنکی حمایت مین
آپنے یہ مضمون لکھا ہے بعد فتح مکہ طوعًا و کرہًا اسلام قبول کرکے ظاہرًا زمرہ اصحاب
رسول مین داخل ہوئے تھے اور ہنوز آپلوگ اُن کو زمرہ اصحاب مین شمار
کرتے ہین لیکن خود جناب رسولخدا نے بعلم غیب اُنکو باغی قرار دیا ہے اور
بوجہ بغاوت اُنکو زمرہ اصحاب سے خارج فرمایا ہے چنانچہ اس حدیث کو
عقد الفرید جلد دوم صفحہ ۲۲۷ علامہ ابن عبد ربہ سے آپکے سوال و جواب
ملا کی تردید مین اوس مقام پر جہان عثمان نے عمار کو مارنے کو دھمکایا
تھا لکھ چکے ہین اوسی حدیث کے خاتمہ پر علامہ موصوف لکھتے ہین۔
جب صفین مین عمار قتل کیئے گئے اور اس حدیث کو عبد اللہ بن عمرو بن
عاص نے بیان کیا تو معاویہ نے کہا کہ اُنھین لوگون نے اُسکو قتل کیا ہے
کیونکہ اُنھین (یعنی حضرت علیؑ نے) اُسکو قتل کی جانب بھیجا تھا جب
یہ خبر حضرت علیؑ کو پہنچی تو آپنے فرمایا کہ تب تو اس طرح حمزہ کو بھی ہمین لوگون
نے قتل کیا کیونکہ اُنکو بھی ہمین لوگون نے بھیجا تھا۔
وفی الجامع الصغیر ویح عمار تقتله الفئة الباغیة یدعوهم الی الجنة
ویدعونه الی النار وهذا کالنص الصریح فی المعنی الصحیح المتبادر
من البغی المطلق - یعنی ہائے عمار کو فئہ باغیہ قتل کریگا عمار تو اُنکو جنت
کی طرف بلاتا ہوگا اور وہ لوگ اُسکو جہنم کی طرف بلاتے ہونگے۔

ملا علی قاری ۔ لکھتے ہین کہ اسکی تاویل مین معاویہ کہتا تھا انما قتله علی وفئته حیث حمله الی القتال وصار سببا لقتله فی المآل فقیل له فی الجواب فاذن قاتل حمزة هو النبیؐ حیث کان باعثاً له علی ذالك والله سبحانه تعالی حیث امر المومنین بقتال المشرکین ۔ یعنی عمار کو علیؑ اور اُنکے لشکر نے قتل کیا کیونکہ اُنھین نے اُسکو قتال کے لئے بھیجا تھا جسکا مآل یہ ہوا کہ عمارؓ قتل ہوئے اسکا جواب معویہ کو یہ دیا گیا کہ تب تو حمزہ کے قاتل رسول ہی ہوئے کیونکہ حضرت ہی نے اُنکو جنگ کے لئے بھیجا تھا اور خود خدا تعالی قاتل مومنین ٹھیرا جو اُنکو حکم جہاد مشرکین دیا ۔ دیکھئے خادم حسین صاحب چونکہ مخبر صادق نے جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ پوری ہوگئی واقعی معاویہ نے جناب امیر المومنین خلیفہ خاتم المرسلین سے بغاوت کی اور اُسی کی فوج نے عمارؓ کو شہید کیا لہذا وہ زمرۂ اصحاب رسول سے خارج ہوگیا باغی اور جہنمی قرار پایا اُس کی حیثیت باعتبار صحابیت مسیلمہ کذاب سے زیادہ نہین ہوسکتی جس طرح مسیلمہ کذاب نے جناب رسولخدا سے باغی ہوکر دعوی رسالت کیا اُسی طرح معویہ نے جناب علیؑ مرتضی سے بغاوت کرکے مدعی خلافت ہوا اب اُسکو اصحاب رسول مین شمار کرتے ہے تکذیب رسولخدا ہوتی ہے اسی طرح آپ ایسے لوگون کو بھی جنھون نے حضرت علیؑ سے بغاوت کی نماز مین شہید کیا حضرت امام حسنؑ کو ستایا زہر دلوایا اور دیا حضرت امام حسینؑ کو شہید کیا شیعہ کہے جاتے ہین یہ کیسی معقلی ہے ۔ دیکھئے سورۂ قصص مین حضرت موسی کے قصہ مین جناب باری فرماتا ہے هذا من شیعته وهذا من عدوه لیکن آپ عدو کو شیعہ کہکر قرآن کی تکذیب کررہے ہین ۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ جانتے ہی نہین کہ شیعہ کسکو کہتے ہین اور لفظ شیعہ کا کیا معنی ہے جب نہین جانتے تھے تو مضمون نویسی کا حوصلہ ہی کیون کیا کم سے کم پہلے کوئی لغت کی کتاب تو دیکھ لئے ہوتے جس سے آپ کو

لفظ شیعہ کا معنی تو معلوم ہو جاتا۔ کبھی قاموس کا نام سنا ہے؟ یہ ایک السی مشہور کتاب لغت کی ہے جسکو معمولی لکھے پڑھے اشخاص بھی جانتے ہین دیکھیے قاموس جلد ۲ صفحہ ۵۲۴ مین ہے شیعۃ الرجل بالکسر اتباعہ وانصارہ والفرقۃ علی حدۃ و یقع علی الواحد والاثنین والجمع والمذکر والمونث وقد غلب ھذا الاسم علی کل من یتولی علیاً واھلبیتہ حتی صار اسماً لھم خاصاً یعنی کسی شخص کا شیعہ اُس گروہ کو کہتے ہین جو اُس شخص کا اتباع اور نصرت کرے (مخالفت یا بغاوت کرنیوالون کو شیعہ نہین کہتے ہین) لفظ شیعہ واحد و تثنیہ و جمع و مذکر و مونث سب کے لئے آتا ہے اور تحقیق کہ غالب ہوگیا ہے یہ اسم جملہ اُن اشخاص کے لیے جو حضرت علیؑ اور اُنکے اہلبیت علیہم السّلام کو دوست رکھتے ہین یہانتک کہ یہ اُنھین لوگون کا خاص نام ہوگیا ہے۔ مگر آپ اب دشمنان علیؑ و دشمنان اہلبیت علیہم السّلام کا نام شیعہ رکھکر نئی لغت ایجاد کرنا چاہتے ہین۔ اچھا قاموس کو جانے دیجیے وہ عربی مین ہے شاید آپکی سمجھ مین نہ آئے صراح کو دیکھیے شیعۃ الرّجل بالکسر اتباع و انصار مرد و ہوا داران اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہم۔ منتخب اللغات مین ہے۔ شیعۃ بالکسر اتباع و انصار و گروہ علحدہ و سر خود و غالب شدہ است در عرف این اسم بر جمعے کہ دوست دارند علی بن ابیطالبؑ و فرزندان اورا و مشایعت و متابعت ایشان کنند در واحد و کثیر استعمال یافتہ ابن اثیر نہایہ مین جو خاص علم حدیث کی لغت ہے لکھتے ہین وقد غلب ھذا الاسم علی من یزعم انہ یتولّی علیاً واھلبیتہ علیہ وعلیھم السّلام حتی صار لھم اسماً خاصاً فاذا قیل فلانٌ من الشیعۃ عرف انہ منھم وفی مذھب الشیعۃ کذا ای عندھم۔ یعنی تحقیق کہ شیعہ خاص نام اُن لوگون کا ہوگیا ہے جو اپنے کو دوستدار علیؑ و اہلبیت علیہم السّلام سمجھتے ہین جب کہا جائیگا کہ فلان شخص شیعہ ہے تو اس سے

یہی سمجھا جایگا کہ اُنھین لوگون مین سے ہے اور مذہب شیعہ مین بھی ایسا ہی ہے یعنی اُن لوگون کے نزدیک بھی اسکا یہی معنی ہے۔

شرح مواقف صفحہ ۶۲۴ مین ہے الشیعۃ ای الذین شایعوا علیاً بعد رسول اللہ بالنص اما جلیاً واما خفیا واعتقدوا ان الامامۃ لاتخرج منہ وعن اولادہ وان خرجت فامّا بظلمٍ یکون من غیرھم واماّ بتقیۃٍ منہ اومن اولادہ۔ یعنی شیعہ وہ لوگ ہین جنھون نے اطاعت وپیروی کی حضرت علیؑ کی بعد رسول اللہؐ کے بالنص خواہ وہ نص جلی ہو یا خفی اور اُن لوگونؐ کا عقیدہ ہے کہ امامت نہین نکل سکتی ہے حضرت علیؑ یا اُنکی اولاد سے اور اگر نکلی تو یا تو دوسرون کے ظلم سے نکلی یا بہ تقیہ۔ شرح مواقف والے نے الذین شایعوا علیاً لکھا ہے لہذا صحاح جوہری باب العین فصل الشین مین شایع کا معنی بھی ملاحظہ کر لیجیے تاکہ آپکو شبہہ نہ باقی رہے۔

وشیعۃ الرجل اتباعہ وانصارہ یقال شایعہ کما یقال والاہ من الولی وتشیع الرجل ای ادعی دعوی الشیعۃ وتشایع القوم امرھم واحد یتبع بعضھم رای بعضھم فھم شیع وقولہ عزوجل کما فعل باشیاعھم من قبل ای بامثالھم من الشیع الماضیہ۔

اس سے معلوم ہوگیا کہ شیعہ اتباع اور انصار کو کہتے ہین نہ کہ مخالفین اور دشمنان کو اور شایعہ کا معنی والاہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اس زمانہ کے شیعہ بھی بوجہ ہونے امثال شیعیان ماضیہ کے جو دوستداران علیؑ سے تھے شیعہ کہے جاتے ہین یعنی جو اُنکے اعتقادات حضرت علیؑ و اُنکی اولاد و امجاد کے بارہ مین تھے وہی ابنکے بھی ہین۔

خیر لفظ شیعہ کے لغوی اور اصطلاحی دونون معنی آپکو معلوم ہوچکے اب شیعیان علیؑ کے فضائل مین جو حدیثین وارد ہوئی ہین اُن مین سے

بھی مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ فرمایئے اسعاف الراغبین صفحہ ۱۵۲ مین ہے
واخرج الطبرانی ان علیًا قال ان خلیلی صلعم قال یا علی انک
ستقدم علی اللہ انت وشیعتک راضین ومرضین ویقدم
اعداؤک غضبًا مقمحین ۔ طبرانی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہین
کہ فرمایا حضرت علیؓ نے کہ میرے خلیل رسول اللہ صلعم نے ارشاد کیا کہ اے
علیؓ تم اور تمھارے شیعہ پیش خدا ایسی حالت مین جاؤگے کہ تملوگ خدا
سے راضی رہوگے اور خدا تملوگون سے راضی ہوگا اور تمھارے دشمن
پیش خدا مغضوب اور مقمحین ہوکر جاوینگے ۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہوگیا
کہ دشمنان علیؓ کو شیعہ نہین کہہ سکتے انکو شیعہ کہنے سے یا شیعونکو دشمنان
علیؓ کہنے سے تکذیب رسول ہوتی ہے ۔ پھر معجم طبرانی مین ہے عن ابن
عباس قال قال رسول اللہ صلعم یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفًا
بغیر حساب فقال علیؑ من ھم یا رسول اللہ قال شیعتک وانت
امامھم ۔ یعنی ابن عباس کہتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ میری امت سے
ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے داخل جنت ہونگے حضرت علیؓ نے پوچھا کہ یا
رسول اللہ وہ کون لوگ ہین ارشاد ہوا کہ وہ تمھارے شیعہ ہین اور تم
اُنکے امام ہو سبحان اللہ ؎

علیؑ امام من است ومنم غلام علیؑ ہزار جان گرامی فدائے نام علیؑ

آپکے امام مناوی کنوز الحقایق فی حدیث خیر الخلایق مین یہ حدیث لکھی ہے
یا علی انت وشیعتک تردون الحوض ۔ یعنی فرمایا رسولخدا نے اے
علیؓ تم اور شیعہ تمھارے حوض کوثر پر وارد ہونگے ۔ ایضًا فیہ علیؑ وشیعتہ
ھم الفائزون یوم القیامۃ ۔ یعنی علیؓ اور اُنکے شیعہ یہی لوگ رستگار
ہونگے بروز قیامت ۔ ان دونون حدیثون کو دیلمی نے بھی لکھا ہے ۔
کیون صاحب کیا ان حدیثون مین یہ صاف اشارہ نہین اُنھین دشمنان علیؓ اور

دشمنان اہلبیت علیہم السلام کے حق میں رسولخدا ص نے ارشاد فرمائی ہیں جب
آپ شیعہ بنا رہے ہیں؟ اگر شیعہ ہی دشمنان اہلبیت ہوتے تو کبھی ممکن تھا کہ
مخبر صادق اُنکے حق میں ایسی بشارتیں اپنی زبان معجزبیان پر جاری فرماتے
کیا آپ رسول اللہ کو بھی مخبر صادق نہیں مانتے ہیں - یاد رکھیئے کہ باوجود
دعوۂ اسلام کوئی شخص شیعیان علیؑ پر حرف نہیں لا سکتا ہے ہاں خارج
از اسلام ہو کر جو جی چاہیے کہئے کیونکہ اُس وقت آپکو تکذیب خدا و رسول
کی پروا نہیں رہیگی لیکن مسلمان ہونے کا دعوی کر کے تو آپ ایسا نہیں
کر سکتے ہیں -

اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ جو دین جناب رسولخدا کا تھا وہی دین
حضرت علیؑ کا تھا کیونکہ حضرت علیؑ پیدا ہوئے تو خدا کے گھر میں آنکھ کھولی تو پہلے رسول
خدا کا چہرہ دیکھا پرورش پائی تو آغوش رسالت میں ہوش سنبھالنے پر تعلیم
و تربیت پاتے رہے تو رسول اللہ ص سے اور یہ سلسلۂ تعلیم و تربیت کا جبتک
رسول اللہ ص زندہ رہے برابر جاری رہا حتی کہ رسولؐ نے انا مدینۃ العلم
و علی بابھا کی سند بھی عطا فرمائی لہذا ہر صاحب عقل یہی کہیگا کہ حضرت
علیؑ کا فطرۃً وہی دین تھا جو رسول اللہ ص کا تھا اور قرآن سے ثابت ہے کہ
عہد رسول میں مسلمانوں کے صرف دو فرقے تھے مومنین اور منافقین
مومنین کی شناخت حب علیؑ سے اور منافقین کی شناخت بغض علی
سے ہوتی تھی چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں
حبّ علیٍ آیۃ الایمان و بغض علی علامۃ النفاق - یعنی علی کی
دوستی ایمان کی نشانی ہے اور علیؑ کا بغض نفاق کی علامت ہے
صحیح ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۳ میں ہے - عن علیٍّ قال لقد عھد الیّ
النبیّ الامی انہ لا یحبک الا مومنٌ ولا یبغضک الا منافق - یعنی
حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ بتحقیق عہد فرمایا مجھسے رسول اللہ صلعم نے کہ نہ

دوست رکھیگا تجھکو مگر مومن اور نہ بغض رکھیگا تجھسے مگر منافق ۔ یہ حدیث
صحیح مسلم مین بھی ہے ۔ اور اسکو طبرانی نے بھی لکھا ہے ۔ احمد بن حنبل اپنی کتاب
مناقب مین لکھتے ہین من ابغض اهل البیت فهو منافق ۔ اس حدیث
کو دیلمی نے بھی لکھا ہے اور دیلمی نے یہ بھی لکھا ہے لایحب علیًا الامومن
ولایبغضہ الامنافق ۔ یعنی نہین دوست رکھتا ہے علیؑ کو مگر مومن اور
نہین بغض رکھتا ہے علیؑ سے مگر منافق اور کتب لغت واحادیث مندرجہ
بالا سے یہ بھی بخوبی ثابت ہوچکا کہ اتباع والضار و موالیان و دوستداران
حضرت علیؑ ہی شیعہ کہلاتے ہین یہ اُن لوگون کا خاص نام ہی ہو گیا ہے
حتیٰ کہ جب کسی کو شیعہ کہینگے تو اس سے یہی سمجھا جائیگا کہ یہ دوستداران
علیؑ و اہلبیت علیہم السّلام سے ہے لہذا کتب لغت واحادیث فضائل
شیعہ مذکورۂ بالا کو قرآن و حدیث لایحب علیًا الامومن کو ملا کر دیکھنے
سے ہر عاقل یہی سمجھیگا کہ ابتدائے نزول قرآن سے آجتک مومنین
سے مراد شیعہ ہی ہین اور وہی دین رسول دین علیؑ پر کہ جو دین واحد
و بر حق ہے قائم ہین اور اب بھی بموجب حدیث نبوی یہی شیعہ دوستداران
علی و اہلبیت علیہم السّلام مین شمار کئے جائینگے کیونکہ مشکوۃ شریف کے
باب الحب فی اللہ ومن اللہ فصل اول مین بروایت صحیحین ابن
مسعود سے مروی ہے عن ابن مسعود قال جاء رجل الی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ کیف تقول فی رجل
احبّ قومًا ولم یلحق بهم فقال المرء مع من احبّ متفق علیہ
ابوذرہ قال یارسول اللہ الرّجل یحبّ القوم ولا یستطیع ان
یعمل کعملهم فقال یا اباذر انت مع من احببت فاعادها ابوذر
فاعادها رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ۔
یعنی ابن مسعود کہتے ہین کہ ایک شخص نبی صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور

عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا فرماتے ہین آپ اُس شخص کے باب مین
کہ دوست رکھا اُس نے ایک قوم کو اور اُن سے ملحق نہین ہوا حضرت
نے فرمایا کہ وہ شخص اُن کے ساتھ ہوگا جنہین اُس نے دوست رکھا
یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ ابوذر نے عرض کی یا رسول اللہ اور وہ شخص
جو دوست رکھتا ہو ایک قوم کو مگر اُنکے ایسا عمل نہین کر سکتا حضرت نے
فرمایا اے ابوذر تو اُسی کے ساتھ ہوگا جسکو تو دوست رکھتا ہے ابوذر
نے اپنے سوال کا اعادہ کیا تو حضرت نے بھی اپنے اُسی جواب کا اعادہ
فرمایا اور ربیع الابرار زمخشری مین ہے عن انس قال رایت صحابۃ
رسول اللہ فرحوا بشیٔ لم ارھم فرحوا بشیٔ اشد منہ قال رجل
یا رسول اللہ الرجل یحب الرجل علی العمل الخیر ولا یعمل مثلہ
فقال المرء مع من احب ۔ یعنی انس بیان کرتے ہین کہ مینے صحابہ رسول اللہ
کو ایک بات سے ایسا خوش پایا کہ اُس سے زیادہ خوش کسی بات سے
ہوتے کبھی نہین دیکھا (وہ بات یہ تھی) کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول
اللہ ص ایک شخص ایک شخص کو بوجہ اُسکے عمل خیر کے دوست رکھتا ہے
لیکن خود مثل اُسکے عمل نہین کرتا ہے۔ (ایسے شخص کے باب مین آپ
کیا فرماتے ہین) ارشاد ہوا کہ آدمی اُسکے ہمراہ ہوگا جسے اُس نے دوست
رکھا پس ان احادیث کے بموجب ہر زمانہ کے کل شیعہ جو حضرت
علیؑ و اہلبیت علیہم السّلام کو اور اُنکے اتباع و انصار و موالیان کو
دوست رکھتے ہین گو اعمال مین مثل اُنکے کامل نہ ہون اُنھین کے
ساتھ ہونگے۔

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ مسلمانون کا دوسرا فرقہ جسکو قرآن مین منافقین
سے جناب باری نے تعبیر کیا ہے۔ اور جسکی شناخت حسب فرمودۂ رسول
بغض علیؑ سے ہوتی ہے وہ کب اور کس نام سے معروف ہوا۔

اور یہ بھی دکھایا جا چکا ہے کہ بعد قتل عثمان جب لوگون نے جناب علی مرتضیٰ سے بیعت کی اور اُس قاسم بالسویٰ نے تقسیم مال بیت المال مین سنت رسول اللہ کو جسے عمر صاحب نے بدلدیا تھا زندہ فرمایا تو طلحہ وزبیر وبی بی عائشہ وغیرہ نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا مسلمانون کے دو نون فرقے ظاہر بظاہر علیحدہ ہوگئے۔

ایک تو وہی جنکو جناب باری نے قرآن مین مومنین کا خطاب دیا ہے کہ وہ بقول رسول اتباع والضار و موالیان حضرت علیؑ ہین جنکو رسول نے خطاب شیعہ کا دیا۔ دوسرے گروہ لوگ جو حضرت علیؑ سے بغض رکھنے والے بقول رسولؐ منافقین تھے جنکی مذمت سے قرآن مملو ہے باغیون کی جماعت مین داخل ہوئے اور حضرت علیؑ سے لڑکر یا بیوفائی کرکے بغض و نفاق کا ثبوت بھی دیدیا۔ اگرچہ یہ فرقہ بھی جیساکہ قرآن واحادیث سے ثابت ہے ابتدا ہی سے موجود تھا لیکن خلفائے ثلاثہ کے زمانہ تک اسکو کوئی خاص لقب نصیب نہ ہوا جب معاویہ نے اُس سنہ کا نام جس مین اُسکی بیعت بعد ترک حکومت حضرت امام حسنؑ واقع ہوئی عام الجماعت رکھا اور جس سنہ مین حضرت علی وصی نبیؐ کی شان مین کلمات ناشائستہ کا خطبون مین منبر پر کہا جانا سنت قرار دیا اُسکا نام عام السنت رکھا تو اسی بنا پر اس فرقہ نے اپنا نام اہلسنت والجماعت رکھا۔ چنانچہ ابن عبد ربہ جو اہلسنت کے مشہور عالم ہین اپنی کتاب العقد مین لکھتے ہین کہ لما صالح الحسن معاویة سمی ذالک العام عام الجماعت یعنی جب حضرت امام حسنؑ نے صلح کی معاویہ نے اُس سنہ کا نام سنہ جماعت رکھا اور علامہ یحیی بن الحسن القرشی منہاج التحقیق مین لکھتے ہین کہ ان معاویة حین سب علیًا سمی ذالک العام عام السنة

یعنی جس سال معویہ نے سب علیؑ کی سنت جاری کیا اُس سال کا نام سنہ

سنت رکھا۔ حسن سہیلی نے بھی کتاب انوار البدایہ مین اسی تحریر کا اعادہ کیا ہے اور شیخ عسکری بھی کتاب الرواج مین لکھتے ہین ان معاویۃ سمی ذلک العام عام السنۃ ۔ یعنی اس سال کا نام نے سنہ سنت رکھا۔ خلاصہ یہ کہ السنت والجماعت معاویہ کے دو سال کے نامون سے مرکب ہے جو یادگار بیعت معاویہ و اجرائے سنت دشنام بحق علی وصی نبی رکھا گیا ہے کہئے آپ تو معلوم ہوگیا کہ شیعہ اُنھین لوگون کو کہتے ہین جنکو قرآن مین جناب باری نے لفظ مومنین سے تعبیر فرمایا ہے اور بقول رسول مومنین کی علامت محبت علیؑ و اہلبیت علیہم السّلام ہے اور شیعہ بھی اُسی کو کہتے ہین جو دوستدار علیؑ و اہلبیت علیہم السّلام ہو اور اُن کا جنتی ہونا قرآن و احادیث سے ثابت ہے حتی کہ اگر اعمال مین قاصر بھی ہون تو بھی بموجب حدیث نبوی جو اوپر آپکی مشکوۃ شریف اور ربیع الابرار زمخشری سے نقل کی گئی بوجہ محبت اُنھین حضرات کے ساتھ ہونگے اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ وہی منافقین جنکی مذمت سے قرآن مملو ہے اور جنکی علامت بقول رسول بغض علیؑ ہے بسبب اتباع معاویہ جسکا منافق و دشمن علیؑ و دشمن اہلبیت علیہم السّلام ہونا اظہر من الشمس ہے اُسی کی بیعت و اجرائے سنت سب علیؑ کی یادگار یعنی اہلسنت والجماعت کہلانے لگے۔ انھین کو سنی بھی کہتے ہین۔ اور اوس خط سے جو حضرت امام حسنؑ نے معاویہ کو لکھا تھا یہ بھی ثابت ہے کہ معاویہ ایسا دشمن دین علیؑ تھا کہ اوس نے حکم عام دے رکھا تھا کہ عموماً جو شخص دین علیؑ پر پایا جائے اوسکو قتل کر ڈالو۔ تب لامحالہ اہلسنت والجماعت بھی جنکا گروہ معاویہ سے ہونا خود اُنکے نام سے ظاہر ہے دشمن دین علی یعنی دشمن دین خدا ہوئے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے تحفہ مین لکھتے ہین کہ فرقہ سنی کا سابق مین لقب شیعہ تھا لیکن جب اسکی شاخ در شاخ ہو کر بہت سے فرقے پیدا ہوگئے تو

تو اس خوف ہے کہ حق و باطل ایک صورت کے نہ ہو جائین فرقہ سنیہ نے
اس لقب کو اپنے حق مین ناپسند کیا اور اہلسنت والجماعت اپنا لقب قرار دیا
اگر یہی وجہ ہے کہ اسلام مین تہتر فرقے ہوگئے جنمین بقول رسولؐ صرف ایک
فرقہ ناجی ہے بقیہ کل جہنمی ہین تب سنیون کو لازم ہے کہ اپنے کو مسلمان
بھی نہ کہین کیونکہ وہی خرابی اسمین بھی ہے اور اب اہلسنت والجماعت
کے لقب کو بھی ترک کرکے کوئی دوسرا لقب اختیار کرین اسلئے کہ اہلسنت و
الجماعت مین پھر اور بہت سے فرقے مثل حنفی ۔ صوفی ۔ وہابی ۔ اہلحدیث
اہل فقہ ۔ اہل قرآن ۔ معتزلہ ۔ جبریہ ۔ قدریہ وغیرہ وغیرہ پیدا ہوگئے ہین اور
وہ سب اپنے کو اہلسنت والجماعت اور سنی ہی کہتے ہین فی الحال بھی
مسلمانون مین سنیون ہی کے زمرہ سے مرزا احمد قادیانی نے دعوۂ نبوت کیا
اور لاکھون سنی اوسکے مرید ہوگئے کہ منجملہ اونکے خادم حسین صاحب ایک
آپ بھی ہین تو کیا فرقہ قادیانی کی قباحت اعتقادی و عملی کی وجہ سے سنیت
لکو الاسلام دینا ۔ برا اعتقاد رکھنے والے مسلمان مذہب اسلام کا نام بدل
سکتے ہین لا واللہ ۔ مسلمانون کے تہتر فرقون مین کون فرقہ ناجی ہے اسکو
بھی رسول نے متعدد حدیثون مین جن مین سے بعض اوپر منقول ہو چکین
بتا دیا کہ وہ شیعیان علیؑ ہین اور تمام دنیا جانتی ہے کہ شیعیان علیؑ سے
مراد یہی فرقہ مشہور و معروف ہے جو ابتدا سے آجتک شیعہ ہی کہلاتے
رہے اگر کوئی گمراہ فرقہ اپنے کو شیعہ علیؑ کے نام سے موسوم کرنے والا ہوتا
تو ہرگز رسول اللہ شیعیان علیؑ کو جنتی نہ فرماتے بلکہ جس نام سے وہ فرقہ
جنتی ہوتا اوسی نام سے ارشاد فرماتے ۔ رسول کو تو اس خطاب کی ایسی
قدر تھی کہ بار بار حضرت علیؑ کو مخاطب کرکے کہ یا علی انت و شیعتک
بشارت جنت و کوثر و رضوان الٰہی کی دیتے تھے اوسکے برعکس سنیون
نے رسول کے بعد اس خطاب کو حقیر سمجھکر اور اوس سے نفرت کرکے

اپنے لئے خطاب اہلسنت والجماعت بیادگار اجرائے سنت سب علیؑ معاویہ کی خوشامدین دربار معاویہ سے حاصل کیا۔ لیکن اب تو نہ معاویہ کی سلطنت باقی ہے نہ یزید کی بلکہ بنی امیہ کا نام ونشان تک باقی نہین بقول سیلو مارہین اوس خاندان سے جو سالہا سال عظیم الشان سلطنت پر متصرف رہا ایک آدمی بھی اگرچہ گمنام ہی ہو نظر نہین آتا اور اگر اتفاقاً کہین نظر بھی آئے تو حد درجہ کا مطعون ہے یہانتک کہ اپنے حسب ونسب کو بھی مخفی رکھتا ہے لیکن آپلوگ معاویہ کے ایسے دالہ و شیفتہ ہین کہ ہنوز اس خطاب اہلسنت والجماعت کو عطیہ معاویہ جانکر اپنے گلے کا ہار بنائے بیٹھے ہین۔

عموماً تین سبب نام اور طور وطریقہ کے بدلنے کے ہوتے ہین جرم ؏ شرم ؏ اور خوف جان۔ سنی حضرت علی اور حسنین علیہم السلام سے بغاوت کر کے مجرم ہوئے بیوفائی کر کے مبتلائے شرم ہوئے معاویہ وغیرہ کی ڈر سے کہ اگر اپنے کو شیعہ کہینگے تو مثل شیعیان علیؑ قتل کئے جائینگے خوف زدہ ہوئے اسلئے اُنکو اپنا نام اور طور وطریقہ بدلنا پڑا۔ حتی کہ رسول پر درود بھیجنے مین بھی آل کو ترک کر دیا۔ نماز مین تو البتہ مجبوراً اللھم صل علی محمد وآل محمد کہہ لیتے ہین کیونکہ بغیر اسکے نماز ہی نہین ہو سکتی۔ لیکن لکھنے مین یا بولنے مین کبھی آپ لوگون کے قلم یا زبان سے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین نکلتا ہے جب نکلتا ہے تو صلی اللہ علیہ وسلم حالانکہ آپکے صحیح بخاری کی حدیث سے ثابت ہے کہ جس درود مین آل نہ شریک کئے جائین وہ دم بریدہ ہے اور رسول نے منع فرمایا ہے کہ ہم پر دم بریدہ درود نہ بھیجو۔ شیعون نے نہ کبھی بغاوت کی کہ مجرم ہوتے نہ بیوفائی کی کہ محجوب ہوتے اور جان کی بھی پروا نہ تھی اسلئے اُنھون نے ارشاد جناب باری دضیت لکم الاسلام دینا اور حدیث نبوی یاعلی انت مستقد [illegible] علی اللہ [illegible]

وشیعتک راضیین ومرضیین وتقدام اعدائک غضباً مقمحین پر
یقین کامل رکھکر نہ اپنا طور وطریقہ بدلا نہ نام۔ الغرض لغت واحادیث و
واقعات تاریخی مذکورۂ بالا وتحقیق شاہ عبد العزیز دہلوی سے بخوبی ثابت ہو گیا
کہ جملہ قاتلان حسینؑ یعنی یزید وابن زیاد اور وہ کمبخت بزدل کوفی جنھون نے
ابن زیاد کے حکم سے حضرت مسلمؑ کو کوفہ مین اور حضرت امام حسینؑ کو کربلا مین
بظلم وستم شہید کیا اور وہ لوگ بھی جنھون نے حضرت علیؑ سے بغاوت
کی حضرت امام حسنؑ پر ظلم کیا اور اُس معصوم کو زہر دغا سے شہید کیا دیگر ابن
ملجم جس نے شیر خدا کو نماز مین شہید کیا سب کے سب سنی تھے۔ کوئی مسلمان
صاحب عقل اُنکو شیعہ نہین کہہ سکتا کیونکہ اُنکو شیعہ کہنے سے تکذیب خدا
و رسول کی ہوتی ہے سہ

ہم نیک وبد حضور کو سمجھائے جاتے ہین
مانین نہ مانین آپکو اختیار ہے

قولہ سوال نمبر ۳۔ یہ باتین ہم نے پہلے کسی مولوی یا مجتہد کی زبانی نہین سُنی
مگر فرض کرلیا کہ درست ہین لیکن امیر معاویہ اور یزید بھی تو دشمن اہلبیت
تھے اُن کا کیا حال؟

اقول اپنے منہ سے جیسا چاہیے خود سوال کیجئے اور خود جواب دیجئے
بقول شخصے خود کوزہ وخود کوزہ گر وخود گل کوزہ۔ کوئی شیعہ تو اس
مقام پر آپ سے ایسا سوال نہ کرتا بلکہ آپکے اول ہی سوال کا دندان
شکن جواب دیکر ایسا سوال کرتا کہ آپ مبہوت ہو جاتے اور یہ سب مسخراپن
بھول جاتے۔ مثال کے لئے ہمارا ہی یہ سوال کافی ہے کہ بتایئے طالبان
قصاص عثمان کو شیعہ کہینگے یا سنی۔ اور طلحہ وزبیر جو آپکے عشرہ مبشرہ سے
تھے اور بی بی عائشہ وعبد اللہ ابن زبیر وغیرہ جو ذریات آپکے خلیفہ اول
ابوبکر صاحب کے تھے اور جنکا باغی اور دشمنان علیؑ ودشمنان اہلبیت
علیہم السلام ہونا کتب اہلسنت والجماعت سے ثابت ہے شیعہ تھے یا سنی۔

قولہ جواب - اول تو دشمنون کی شکایت وہ لوگ کرسکتے ہین جنکے اپنے دوست اور اپنے قریبی نزدیکی خیرخواہ اور جان نثار ہون جب اپنے نام لیواہی دشمن جان ہون تو دشمنون کی شکایت کیا ہ

اقول تعجب ہے کہ آپ خود اپنے گڑھے ہوے سوال کا بھی جواب نہین دیسکتے - سوال تو آپ یہ کرتے ہین "کہ امیر معاویہ اور یزید بھی تو دشمن اہل بیت تھے اُن کا کیا حال ہ" جسکا دو ہی جواب صاحبان عقل کے نزدیک ہوسکتا ہے یا تو یہ قبول کیا جاے کہ جو سب دشمنان اہلبیت کا حال ہوگا وہی اُن کا بھی حال ہوگا یا یہ ثابت کیا جاے کہ یہ دونون دشمنان اہلبیت نہین تھے - یہ کیسا مہمل جواب ہے کہ اول تو دشمنون کی شکایت وہ لوگ کرسکتے ہین جنکے اپنے دوست اور اپنے قریبی نزدیکی خیرخواہ اور جان نثار ہون جب اپنے نام لیواہی دشمن جان ہون تو دشمنون کی کیا شکایت خادم حسین صاحب ظلم ہر حالت مین قبیح ہے ظلم کرنیوالے چاہے قریبی ہون یا اغیار - ہان قریبی کا ظلم البتہ قبیح تر ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ؎

نانا کا کلمہ پڑھ کے نواسہ کو مارا ہے

اور اسی بنا پر بی بی عائشہ صاحبہ کا ظلم بہ نسبت ظلم اغیار کے قبیح تر سمجھا جاتا ہے کیونکہ اگر دینی حیثیت سے دیکھئے تو زوجہ نبی ہوکر اُسی نبی کے ایک وصی سے مثل مردون کے فوج باغی کی کیمندرس الجیفت بنکر لڑین اور دوسرے وصی کے جنازہ پر تیر بارانی کرائی اور دنیاوی حیثیت سے خوشدامن ہوکر داماد سے لڑین اور نانی ہوکر نواسہ کے جنازہ پر تیر بارانی کرائی اگرچہ سوتیلی ہی خوشدامن اور نانی سہی - لیکن اس سے یہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ اگر قریبی لوگ ظلم کرین تو اغیار اپنے ظلم کے الزام سے بری ہوجاینگے یا اُس مظلوم کو اُن مظالم کی نسبت جو اُسپر اغیار کے ہاتھون سے واقع ہوے شکایت کرنیکا حق باقی نہ رہیگا - آپکے اصول کے مطابق تو خدا اور رسول

پر اعتراض لازم آتا ہے کیونکہ قرآن مین ہزارہا مقام پر یہود و نصاریٰ و دیگر کفار و مشرکین کی شکایتین بھری ہین آپکے خیال کے مطابق اُن کے بہی خواہان بھی کہہ سکتے ہین کہ جب آنحضرتؐ کے چچا ابولہب نے آنحضرتؐ کی رسالت کو نہ مانا اور کافر کا کافر ہی رہا تو دوسرون کی کیا شکایت جب آنحضرتؐ کے نام لیوا اصحاب خصوصاً عمر صاحب جو یارون مین سب سے زیادہ نامبردار ہین آنحضرتؐ کی رسالت مین شک کرتے تھے تو دوسرون کی کیا شکایت؟ دیکھو تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ قصہ صلح حدیبیہ وکان اصحٰب النبی لا یشکون فی الفتح لرویاء الرسول اللہ فلما راوا الصلح دخلھم من ذلک امر عظیم حتی کادوا یھلکون۔ یعنے صحابہ کو آنحضرتؐ کے خواب سے یقین تھا کہ اس مرتبہ ضرور فتح ہو گی جب دیکھا کہ صلح ہو گئی تو اُنکے دلون مین بہت بڑا شک پیدا ہو گیا جو مبطل ایمان ہے کیونکہ جناب باری فرماتا ہے انما المومنون الذین اٰمنوا باللہ و رسولہ ثم لم یرتابوا۔ اور عمر صاحب تو اپنے شک کو خود اپنی زبان سے بقسم بیان کرتے ہین دیکھو تاریخ خمیس جلد دوم صفحہ ۲۵ و روی عن عمر انہ قال واللہ ما شککت منذ اسلمت الا یومئذ۔ مسند احمد ابن حنبل سے اوپر دکھایا جا چکا کہ واقعہ احد مین ابوبکر صاحب پکارتے پھرتے تھے کہ قد قتل محمد فارجعوا الی ادیانکم۔ پس جب ابوبکر صاحب کے ایسا یار غار مسلمانون کو اس طرح مرتد ہو جانے کے لئے اغوا کرے جسکے شاہد خود عمر صاحب ہین تو دیگر مرتدین کی کیا شکایت؟ جب خود عمر صاحب رسول کی شان مین کہین (نقل کفر کفر نباشد) ان الرجل لیھجر یعنے یہ شخص (نعوذباللہ) ہذیان بک رہا ہے تو دشمنون کے مجنون کہنے کی کیا شکایت؟ مواہب لدنیہ مین ہے کہ جنگ حنین مین جب لشکر اسلام نے شکست کھائی اور خلفائے ثلاثہ وغیرہ سب بھاگ گئے

صرف حضرت علیؓ اور دو شخص اور کہ وہ بھی بنی ہاشم ہی سے تھے اور
ابن مسعود کل یہی چار آدمی رسول اللہ صلعم کے پاس رہ گئے تو ابو سفیان
(آپکے امیر معاویہ کا باپ) جو مسلمان ہوکر بزمرۂ صحابہ داخل ہو چکا تھا کہتا
تھا کہ الآن بطل سحر محمدؐ یا اب محمدؐ کا (معاذ اللہ) سحر باطل ہو گیا۔ تب
دشمنون کے ساحر کہنے کی کیا شکایت؟ جنگ روم مین جب نصاریٰ
مسلمانون پر حملہ کرتے تھے تو یہی ابو سفیان خوش ہوتا اور بغلین بجاتا
تب دشمنون کی کیا شکایت؟ غزوۂ تبوک سے پھرتے وقت عقبہ
گھاٹی پر شب تاریک کا موقع پاکر جن لوگون نے آنحضرتؐ کو قتل کرنا چاہا
تھا وہ بھی گو منافق سہی لیکن ظاہرا آنحضرتؐ کے اصحاب اور نام
لیوا ہی سے تھے (دیکھو قرۃ العیون شاہ ولی اللہ دہلوی) تو بقول آپکے
جب اپنے نام لیوا ہی دشمن جان ہون تو دشمنون کی کیا شکایت؟ جب
بی بی عائشہ صاحبہ خوش دامن ہوکر اپنے ذوالنورین داماد عثمان کے
قتل کا فتویٰ دین کہ اقتلوا نعثلاً فانہ قد کفر۔ اے
لوگو قتل کرو اس یہودی کو یہ تو کافر ہو گیا۔ تو دشمنون کی کیا شکایت؟
جب عثمان صاحب نے ایام محاصرہ مین کمک طلب کی تو آپکے قاصد
مسور کو آپکے امیر معاویہ صاحب نے جو عثمان صاحب کے قریبی نزدیکی
اور نام لیواؤن مین سے تھے جواب دیا کہ اے مسور سچ تو یہ ہے کہ عثمان
نے خلافت پانے کے بعد ایسے ایسے کام کرنے شروع کئے جو شریعت
کے خلاف اور خلفائے برحق کی روش سے علیحدہ تھے اس لئے
خدا نے بھی اس سے دولت چھین لی۔ کہئے جسکے لئے چوری کی وہی
کہے چورا تو دوسرون کی کیا شکایت اور جب معاویہ سے ایسا عثمان
کا قریبی اور نزدیکی اور نام لیوا ہی دشمن جان ہو تو دشمنون کی کیا
شکایت؟

سب جانتے ہین کہ خاندان بنی امیہ کو خاندان بنی ہاشم سے فاطمۃ پہلے ہی سے
سخت عداوت چلی آرہی تھی انکے ہاتھون سے رسول اللہ کو بے انتہا
ایذائین پہونچین اور آنحضرتؐ نے دس برس تک طرح طرح کی مشقتین
اور ایذائین اوٹھاکر ان کی قوتون کو توڑا اور انھین زیر کیا اسکے برعکس
آنحضرتؐ کے انتقال کے بعد شیخین نے اپنے عہد خلافت مین (بخیال اسکے
کہ سابق دین پلٹ جانے مین پھر سابق حال پر ہوجاینگے اور وہی افلاس
گلوگیر ہوگا جو شوکت وخلافت بدولت اسلام حاصل ہوئی ہے باقی نرہیگی
اسلام کی بنیاد قائم رکھکر خاندان رسول کی عداوت مین) بنی امیہ کو فروغ
دینے لگے ابوسفیان کے بیٹون کو شام کے ایسے زرخیز ملک کی گورنری
دیدی حتی کہ عثمان صاحب جو خاندان بنی امیہ ہی سے تھے خلافت بھی پائے
جس مصلحت سے شیخین نے بنی امیہ کو فروغ دینا شروع کیا اوسی غرض
سے خاندان نبوت کو حقیر و ذلیل کرنا اور ایذا پہونچانا شروع کیا حتی کہ بضعۃ
الرسولؐ کو ایسا صدمہ پہونچایا کہ اوس معصومہ نے ان لوگون کا اپنے جنازہ
پر بھی آنا گوارہ نہ فرمایا۔ ابوبکر صاحب جو خلیفہ اول بنائے گئے ایسے ہی تھے
کہ واقعہ احد مین پکارتے پھرتے تھے قتل محمدؐ فارجعوا الی ادیانکم۔
شاہ ولی اللہ صاحب خود ابوبکر صاحب سے ازالۃ الخفا مین روایت
کرتے ہین کہ جناب رسول خدا نے اُن سے فرمایا الشرک فیکم اخفی من
دبیب النمل یعنی تم مین شرک چونٹی کی چال سے زیادہ مخفی ہے اسپر
ابوبکر صاحب نے کہا کہ ہم بجز خدا کے دوسرے کی پرستش نہین کرتے تو
رسول نے فرمایا ثکلتک امک یا صدیق الشرک فیکم اخفی من دبیب
النمل۔ اصل یہ ہے کہ بزمان کفر ابوبکر صاحب محض مفلس اور مفلوک الحال
تھے اور انکے باپ جدعان کے گھر کے ذلّہ خوار تھے ایک کاہن سے
ایک معلوم ہوا کہ تم اسلام مین خلیفہ قرار پاؤگے اسی طمع خلافت مین یہ مسلمان

ہوئے اور کفر سے کنارہ کشی کی لیکن جب آیہ مباہلہ آیہ مودۃ فی القربیٰ
آیہ انما ولیکم اللہ وغیرہ متواتر نازل ہوئے حتیٰ کہ سورۂ برائت جو رسول
نے انکو مکہ معظمہ بھیجکر سنانے کے واسطے دیا تھا بحکم خدا کہ یہ کام بجز تمہارے
یا اوس شخص کے جو تم مین سے ہو دوسرا انجام نہین دے سکتا ہے رسولؐ نے
ان سے واپس لے لیا تو یہ اپنی خلافت کی جانب سے جسکی امید کاہن نے
دلائی تھی مشوش ہو گئے بعد حجۃ الوداع جب حضرتؐ نے آیہ یا ایھا الرسول
بلغ ما انزل الیک الخ کی تعمیل کی تو انکی رہی سہی امید بھی جاتی رہی
اور رسولؐ سے ایسی قلبی عداوت پیدا ہو گئی کہ عقبہ مین آنحضرتؐ کے
مار ڈالنے کا بندوبست کیا اوسکے تھوڑے ہی دنون کے بعد جب
رسولؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی تو انکی تجہیز و تکفین و جنازہ مین بھی
شریک نہ ہوئے نعش کو چھوڑ کر بنی سقیفہ مین بندوبست خلافت
کے لیے روانہ ہوئے - اسوقت تک بنی امیہ نے جن پر رعب اسلام
غالب تھا مطلقاً حرکت نہین کی مگر جب ابوبکر صاحب خلیفہ بنے اور
حضرت علیؑ خلافت سے محروم کئے گئے تو بنی امیہ کو بھی موقع دلیری کا
ملا اور ابوسفیان نے حضرت علیؑ کی خدمت مین حاضر ہو کر کہا کہ اے علیؑ
اگر تم کہو تو ابھی اس میدان کو سوار اور پیادون سے بھر دون جیسا
اوپر مذکور ہو چکا ہے حضرت تو جانتے تھے کہ یہ دشمن اسلام ہے صاف
انکار فرمایا مگر شیخین نے اپنی دور اندیشی سے اوسکو اپنی جانب ملا لیا
عمر صاحب جو خلیفہ دوم ہوئے وہ شخص ہین جو مکہ مین تلوار کھینچکر آنحضرت
کے قتل کو آئے تھے اور آنحضرتؐ کی رسالت مین ان کو جیسا شک تھا
جسکا اظہار بھی خود اپنی زبان سے صلح حدیبیہ کے روز کر دیا مشہور
و معروف ہے اور ان کی طبیعت کا اندازہ جو بنی ہاشم کے ساتھ تھا
وہ اوسکے اوس مکالمہ سے جو عبداللہ ابن عباس کے ساتھ اوسکے

عہد خلافت مین ہوا تھا جسکو مولوی شبلی صاحب نے تاریخ سے اس طرح لکھا ہے۔
حضرت عمر- کیون عبداللہ ابن عباس تمھاری نسبت مین بعض بعض باتین سنا کرتا تھا لیکن مین نے اس خیال سے اُسکی تحقیق نہین کی کہ تمھاری عزت میری آنکھون مین کم نہ ہو جائے۔
عبداللہ بن عباس - وہ کیا باتین ہین -
حضرت عمر- مین نے سنا ہے کہ تم کہتے ہو کہ لوگون نے ہمارے خاندان سے خلافت حسداً اور ظلماً چھین لی -
عبداللہ ابن عباس - ظلماً کی نسبت تو مین نہین کہہ سکتا کیونکہ یہ بات کسی پر مخفی نہین ہے لیکن حسداً تو اسکا تعجب کیا ہے ابلیس نے آدم پر حسد کیا اور ہم لوگ آدم ہی کی اولاد ہین پھر محسود ہون تو کیا تعجب ہے۔
حضرت عمر- افسوس بنی ہاشم کے دلو نسے پرانے رنج اور کینے نہ جائینگے۔
عبداللہ ابن عباس - ایسی بات نہ کہئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہاشمی تھے -
حضرت عمر- اس تذکرہ کو جانے دو۔
عبداللہ ابن عباس - بہت مناسب۔
اور ابوسفیان تو عثمان صاحب کو بھی اُنکے عہد خلافت مین سکھاتے تھے کہ اے بنی امیہ اس بادشاہت کو مضبوط پکڑو قسم اوسکی جسکی قسم ابوسفیان کھاتا ہے نہ عذاب کوئی شی ہے نہ حساب نہ بہشت نہ دوزخ نہ حشر۔ اوران تینون صاحبون کی عنوان حصول خلافت بھی قابل غور ہے جناب رسولخدا کو تو وصیت نامہ لکھنے سے عمر صاحب نے روکدیا لیکن ابوبکر کو نہین روکا حالانکہ ابوبکر صاحب کو غش پر غش آرہا تھا عثمان صاحب نے وصیت نامہ مین ازخود عمر صاحب کا نام لکھدیا ابوبکر صاحب کی جب آنکھ کھلی تو پوچھا

کس کا نام لکھا جواب دیا کہ عمر کا ابوبکر صاحب نے خوشامدانہ کہا کہ اگر اپنا ہی
نام لکھدیتے تو کچھ مضائقہ نہ تھا۔ خیر جزاک اللہ۔ دیکھیے کہ کسقدر رسول کی
عداوت مین بنی امیہ پر فریفتہ ہو رہے ہین اور عمر صاحب نے بھی اپنی
وفات کے وقت شوریٰ جس چالاکی سے قرار دیا تھا رسالہ ہذا مین اوپر
دکھایا جا چکا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر شیخین کو طمع ہوتی تو اپنے بیٹون کو خلیفہ
مقرر کرتے جیسا کہ آخر مین معاویہ نے کیا لیکن اسپر غور نہین کرتے کہ شیخین
کی اس مین کیا مصلحت تھی ان لوگ کا دینا دار اور بندہ زر ہونا تو بیت
المال کی بنیاد ڈالنے سے ظاہر ہے۔ اپنے بیٹون کی نسبت یہ بخوبی سمجھتے
تھے کہ ان کو خلیفہ کرنے سے رخنہ پیدا ہوگا بنی ہاشم اور بنی امیہ سے یہ
تاب مقاومت نہین لا سکین گے تباہ و برباد ہو جائینگے۔ بنی امیہ کی سلطنت
قائم کر دینے سے کم از کم ان لوگون کے گھر کا نشو و نما و عزو وقار باقی رہیگا
اور بنی امیہ جو بنی ہاشم کے قدیمی دشمن ہین خاندان نبوت کو بڑھنے نہ دینگے
الغرض انھین دور اندیشیون سے شیخین نے اپنے بیٹون کو خلیفہ مقرر
کرنا مناسب نہ سمجھا اپنا خط اوٹھا کر خلافت بنی امیہ کے سپرد کر دیا۔
ان لوگون کی اس چال اور اس بندوبست اور اس مصلحت سے انکے
گھر والے بھی بخوبی واقف بلکہ شریک تھے اسی وجہ سے ان لوگون
نے بھی کبھی اہلبیت کا ساتھ نہ دیا چنانچہ عبید اللہ بن عمر جنگ صفین مین
معاویہ کے معین تھے اور مارے گئے اور دوسرے بھائی عبد اللہ
ابن عمر برابر یزید پلید بن معاویہ کے طرفدار بنے رہے۔ امام حسینؑ نے
جو مکہ مین ان کو بیعت یزید سے روکا تھا اوسکو کچھ دھیان مین نہ لائے
بلکہ بعد واقعہ کربلا جب اہل مدینہ نے یزید کو بسبب اوسکے افعال
و حرکات قبیحہ و شنیعہ کے خلع کرنا چاہا تو یہ بہت بگڑے اور اپنی اولاد
اور لواحقین کو جمع کر کے تابعداری مین رہنے کی وصیت و تاکید کی۔

ان حالات پر غور کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخین کی اصلی غرض اپنی خلافت حاصل کرنے سے اور حضرت علیؑ کو خلافت سے محروم کرنے سے صرف یہی تھی کہ بمقابل بنی ہاشم بنی امیہ کو جنکی قوتون کو رسول نے توڑ دیا تھا فروغ دیکر اُن کے ہاتھون سے خاندان رسول کو نیست و نابود کرادین۔ معاویہ کو اپنی تمکنت سے کسی کا خوف نہ تھا اپنے بیٹے کو خلیفہ مقرر کر دیا اگرچہ عبداللہ بن زبیر وغیرہ دھوم مچایا کئے کہ شیخین کے طریقہ پر اجماع یا شوریٰ سے خلیفہ مقرر کیا جائے مگر نہ مانا۔
الغرض عمر صاحب نے شوریٰ حقیقتاً محض نام نہادی عوام الناس کے دکھانے کے لئے کیا تھا اور در پردہ حضرت علیؑ کو قتل کرانا مقصود تھا ورنہ عثمان صاحب کو تو خود ہی خلیفہ بنا چکے تھے اور اپنے حین حیات مین وصیت بھی کر چکے تھے کہ اے عثمان خلیفہ ہوکر بنی معیط کو خلق اللہ پر تعنات نہ کرنا جسکو طلحہ و زبیر نے عثمان صاحب کو یاد دلاکر ملزم ٹھہرایا تھا جیسا کہ رسالہ ہذا مین یہ جواب سوال اول دکھایا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ان لوگون کے عقیدہ کا حال اور جس طرح بنی امیہ کو فروغ دینے اور خاندان رسولؐ کو ذلیل و حقیر کرنے اور ایذا پہونچانے پر تُلے ہوئے تھے ظاہر ہے لیکن چونکہ ظاہرا متمسک باسلام تھے اور عوام الناس کے دیکھنے مین اسلام کی بنیاد قائم رکھکر مسلمانون کے خلیفہ بنے تھے اہلبیتؑ رسول اپنے مصائب پر صبر فرماتے رہے جنگ سے پرہیز کیا کہ اسلام مین رخنہ نہ پڑے لیکن وعظ و پند اور اظہار حق سے کبھی باز نہین رہے نہ انکو گون کی خلافت کا برحق ہونا کبھی قبول کیا چنانچہ صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہین کہ بعد قتل عثمان صاحب جب لوگون نے حضرت علیؑ سے بیعت کی تو وہ جناب ممبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا الحمد للہ علی احسانہ قد رجع الحق الی مکانہ۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ حضرت علیؑ

خلافت پیغمبر کو تمامتر اپنی ذات سے مخصوص جانتے تھے اور خلفائے
ماسبق مین سے کوئی خلیفہ برحق نہ تھا اگر خلفائے سابقین مین سے
کوئی بھی مستحق خلافت پیغمبر ہوتا تو حضرت یہ کلمہ ہرگز نہ فرماتے ۔ خادم حسین
صاحب آپ معاویہ اور یزید کو کیا پوچھتے ہین وہ دونون تو آپکے اصحاب
ثلثہ کے ساختہ پرداختہ تھے جیسا کہ یزید کے خط سے جو بجواب ابن عمر
لکھا تھا ثابت ہے ۔ پہلے انھین تینون کی خبر لیجئے کہ ان کا کیا حال ہوگا
جو ان تینون کا حال ہوگا وہی معاویہ و یزید کا بھی ۔ دراصل یہ خلفائے
ثلاثہ ہی کی خلافت اور بندوبست اور اس فقرہ کا کہ خلافت رسول
کسی خاص شخص سے خصوصیت نہین رکھتی ہے یہ نتیجہ ہے کہ اسلام مین
تہتر فرقے ہوگئے ۔ انھین لوگون کی صحبت اور بداعتقادی کا یہ اثر تھا
کہ مسیلمہ کذاب وغیرہ کو بھی دعوۂ نبوت کرنے کی جرأت ہوئی تھی لیکن
وہ سب بیوقوف تھے علانیہ اسلام سے منحرف ہوگئے اسوجہ سے اپنے
مقصد مین کامیاب نہ ہوسکے ۔ یہ لوگ چالاک تھے اسلام کے پردہ مین چھپے
درویش بنے رہکر اپنا کام کرتے رہے جب خلافت ملگئی تو بنظر استحکام خلافت
مسیلمہ کذاب وغیرہ جو سرکش تھے اُن کا تو لامحالہ قلع و قمع کرنا پڑا لیکن جو
اپنے گنو کے آدمی تھے اُنکو بہ چاپلوسی ملا لیا چنانچہ مروان طرید رسول کو
عثمان صاحب نے خود بلاکر اپنی بیٹی سے بیاہ دیا ۔ اشعث پر جو مرتد ہوگیا
تھا ابوبکر صاحب نے نوازش فرماکر اُسکا عقد اپنی بہن سے کردیا جسکا
انجام یہ ہوا کہ اُس سے چند ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنھون نے خاندان
نبوت کو تباہ و برباد کردیا ۔ جعدہ بنت اشعث نے امام حسنؑ کو زہر دیا ۔ اسحق
و محمد و قیس پسران اشعث نے کربلا مین خامس آل عبا پر پانی بند کیا اور
اُس فرزند رسول جگر گوشۂ بتول کو تشنہ و گرسنہ شہید کیا ۔ وسیعلم
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔

قولہ دوسرے امیر معاویہ اور یزید کی حضرت علیؑ اور اہلبیتؑ سے کچھ کشمکش تھی تو ملکی معاملات مین کشمکش تھی جس سے کوئی انسان ادنیٰ اعلیٰ امیر ہو یا غریب بری الذمہ نہین ہے باقی یہ دونون فریق قریش اور نزدیکی رشتہ دار تھے اور مسلمان تھے اور باوجود استحقاق مساوات کے وہ حضرت علیؑ اور اہلبیت کرام کی عزت وحرمت ہرحال مین لازمی جانتے تھے۔

اقول۔ واقعات کو تو آپلوگ چھپا نہین سکتے ہین کیونکہ ایک نہین ہزارون کتابین شہادت دینے کو موجود ہین لیکن حق پوشی اور ابلہ فریبی کے لئے آپ لوگون نے یہ خوب ہتہ کنڈا نکالا ہے جب موقع آیا کہدیا کہ ملکی معاملات کی کشمکش تھی جس سے کوئی ادنیٰ اعلیٰ امیر ہو یا غریب بری الذمہ نہین ہے اور اسی غرض سے آپلوگ عصمت انبیا و اوصیا کے بھی قائل نہین ہوتے ہین حالانکہ خوب جانتے ہین کہ خفتہ را خفتہ کے کند بیدار۔ کفار بھی یہی کہتے ہین کہ پیغمبر اسلام نے جو جہاد کئے وہ سب بغرض حصول سلطنت کے تھے اندھے یہ نہین دیکھتے کہ اگر آنحضرتؐ کو یا آنحضرت کے وصی برحق کو حصول سلطنت یا دنیاوی ثروت مقصود ہوئی تو ایسا کبھی نہ کرتے کہ جو رقم آئے کل مسلمانون پر بحصہ مساوی تقسیم کردین ایک درہم بھی بیت المال یعنی خزانہ مین نہ رہنے دین حصول و استحکام سلطنت کے لئے بیت المال کا قائم کرنا ضروری ہے جیسا کہ سلاطین دنیا کرتے ہین اور اسلام مین بھی اُن خلفا نے جو طالب دنیا تھے کیا اگر غور کیجئے تو یہی ایک بیت المال کافی ہے اس امر کے فیصلہ کرنے کے لئے کہ کون لوگ طالب دنیا تھے اور کون لوگ طالب دنیا نہین تھے۔ جب آپکے خیال مین آپکے امیر معاویہ اور یزید کی حضرت علیؑ اور اہلبیت سے جو کشمکش تھی وہ ملکی معاملات مین تھی

تو ہم سمجھتے ہین کہ مسیلمہ کذاب کو جناب رسولخدا سے جو کشمکش تھی اسکو
بھی آپ ایسا ہی خیال کرتے ہونگے کیونکہ وہ بھی اپنے کو نصف زمین
کا مالک کہتا تھا اور نصف زمین کا مالک جناب رسولخدا کو تسلیم کرتا
تھا۔ اور اگر آپ جناب رسولخدا کی نسبت بھی ایسا خیال کرتے ہون تو
کوئی جائے تعجب نہین ہے کیونکہ آپکے پیر و مرشد یزید ابن معاویہ صاحب
بھی یہی گیت گاتے تھے کہ لعبت هاشم بالملك فلا خبر جاء
ولا وحی نزل ۔ یعنی بنی ہاشم نے ملک کے ساتھ ایک کھیل کھیلا نہ
کوئی خبر آئی نہ وحی نازل ہوئی اور غالبًا یزید ہی کی تقلید کرکے آپ
لکھ رہے ہین کہ امیر معاویہ اور یزید کی حضرت علیؑ اور اہلبیت سے جو
کشمکش تھی تو وہ ملکی معاملات مین کشمکش کی تھی ۔ بہرکیف آپ معاویہ
کی بغاوت کی تاویل ملکی کشمکش سے کیا کیجیے ۔ لیکن عمارؓ کی شہادت
نے جسکی پیشین گوئی مخبر صادق پہلے ہی فرما چکے تھے معاویہ کی بغاوت
کو ایسا واضح کر دیا کہ خود معاویہ کو جیسا کہ ملا علی قاری کی مرقاۃ شرح
مشکوۃ مین ہے اقرار کرنا پڑا کہ نحن فئة باغية طالب لدم العثمان
اور حضرت عمارؓ ہی کی شہادت سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ وہ کشمکش
ملکی معاملات کی کشمکش نہین تھی بلکہ ایسی کشمکش تھی جس مین بحث ارشاد
نبوی حضرت علیؑ جنکی جانب عمار تھے بہشت کی دعوت کر رہے تھے
اور معاویہ جسکی فوج نے عمار کو قتل کیا لوگون کو جہنم کی جانب دعوت
کر رہا تھا رسول کے ایسے نص صریح کے مقابل میں آپکی یہ کیسی
تاویل کو کہ ملکی معاملات مین کشمکش تھی کوئی مسلمان رسول پر ذرا بھی
ایمان رکھنے والا تو ہرگز قبول نہین کر سکتا۔
حضرت امام حسینؑ کے اوس خط سے بھی جو حضرت نے معاویہ کو لکھا
تھا ظاہر ہے کہ معاویہ دراصل دشمن دین علیؑ تھا اور اوس نے کم

عام دے رکھا تھا کہ جو شخص دین علیؑ پر پایا جاوے اوسکو قتل کر ڈالو پس صاف ثابت ہے کہ ملکی کشمکش نہ تھی بلکہ دینی عداوت تھی اور چونکہ دین علیؑ و دین رسول و دین خدا واحد ہے اسلیئے معاویہ درحقیقت دشمن دین خدا تھا۔ علاوہ برین حضرت امام حسنؑ سے صلح ہو جانے کے برس روز بعد جس وقت نہ حضرت علیؑ موجود تھے نہ کوئی ملکی معاملات کی کشمکش۔ کوئی جھگڑا باقی نہ تھا آپکے امیر معاویہ صاحب کو سب علیؑ جاری کرانیکی کیا ضرورت ہوئی۔ چنانچہ تاریخ ابوالفدا جلد اول صفحہ ۹۰ مین ہے وکان معوية وعماله يدعون لعثمان فی الخطبة يوم الجمعة ويسبّون عليًّا ولما كان المغيرة متولی الكوفة كان يفعل ذلك طاعة لمعويه فكان يقوم حجر وجماعة معه فيردون عليه سبّه لعلی فلمّا ولّی زياد عمی لعثمان وسب عليًّا۔

کیون خادم حسین صاحب انہین کوفہ کے رہنے والون کو جو عثمان کو دعا دیتے تھے اور حضرت علیؑ کو دشنام دیتے تھے آپ کہتے ہین کہ پکے شیعہ تھے۔؟ اس طرح بت بناکر سب و شتم کرنے سے ملکی کشمکش کو کیا نسبت ہے۔ بجز توہین اسلام اس سے اور کیا مقصود ہو سکتا ہے اس سے تو صاف ظاہر ہے کہ ملکی کشمکش نہ تھی بلکہ کفر و اسلام کا مقابلہ تھا بدر و احد کا بخار نکالا جاتا تھا اور یہ بدعت خلفائے بنی امیہ کے دور مین تا عہد عمر ابن عبد العزیز برابر جاری رہی۔ یارو خدا سے ڈرو کیا تم لوگون کو مطلقاً حمیت اسلام نہین ہے آخر حضرت علیؑ کو خلیفہ بلا فصل نہین تو چوتھا خلیفہ تو رسولؐ کا قبول کرتے ہو تم کو شرم نہین آتی کہ جو شخص خلیفہ رسولؐ کی ایسی توہین کرتا تھا اسکو اپنا امیر بناتے ہو اور اوسکی طرفداری کرتے ہو عوام الناس بہکانے کو لکھدیا کہ وہ حضرت علیؑ اور اہلبیت کرام کی عزت و حرمت ہر حال مین لازم جانتے تھے۔ اسی توہین کا نام آپنے عزت و حرمت رکھا

اگر عزت و حرمت اسی کو کہتے ہین تو آپکو بھی لازم ہے کہ اپنے خلفا اور امیر معاویہ و یزید کا بت بناکر رکھیے اور ان لوگون پر لعنت کرکے خوب عزت افزائی فرمایئے۔

معاویہ کا دشمن دین علیؑ ہونا اظہر من الشمس ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ معاویہ دین علیؑ پر نہین تھا۔ بلکہ کسی دوسرے دین پر تھا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ دین علیؑ وہی ہے جو دین رسولؐ اور دین خدا ہے۔ دیکھو روضۃ الصفا امام حسینؑ اپنے خط مین معاویہ کو لکھتے ہین۔ خدا کی قسم علی علیہ السلام نے دین خدا کے لئے تجھکو اور تیرے باپ اور بھائی کو اپنی شمشیر آبدار کے نیچے رکھا تھا۔ اور بی بی عائشہ صاحبہ بھی فرماتی ہین کہ اے معاویہ تو طلقا سے ہے۔ اور آپکے جملہ محدثین و مورخین نے باتفاق لکھا ہے کہ معاویہ مولفۃ القلوب سے تھا۔ اگرچہ حضرت علیؑ کے ساتھ بغاوت کرنے اور قتل عمار رضؓ سے معاویہ کا باغی اور جہنمی ہونا ثابت ہوچکا لیکن ایک اور حدیث جس مین آپکے امیر معاویہ صاحب کا نام بھی موجود ہے ملاحظہ فرمایئے مسند ابو یعلی مین ہے عن ابی برزہ قال کنا مع النبی فسمع صوت الغناءِ فقال انظروا ما ھذا فصعدت فنظرت فاذا معویہ وعمرو بن عاص یتغنیان فجئت فاخبرت النبیؐ فقال اللھم ارکسھما فی الفتنۃ رکسًا واللھمّ دعھما الی النار دعًا۔

یعنی ابو برزہ کہتے ہین کہ ہملوگ نبیؐ کے ساتھ تھے کہ گانے کی آواز آئی حضرت نے فرمایا دیکھو تو یہ کیا ہے مین نے بلندی پر چڑھکر نظر کی تو دیکھا کہ معویہ اور عمرو ابن عاص گا رہے ہین واپس آکر آنحضرت کو مطلع کیا حضرت نے بد دعا کی کہ اے خدا اوندھا ڈال ان دونون کو فتنہ مین اور اوندھا ڈھکیل ان دونون کو جہنم مین۔

حسب منشائے حدیث جو آنحضرت نے حضرت علیؑ سے مخاطب ہوکر

فرمائی تھی کہ حربک حربی معویہ صاحب کے کافر ہونے مین بھی شک
نہین کیونکہ رسول اللہ صلعم سے جنگ کرنے والا بلاشبہہ کافر ہے اب
سب علیؑ سے اُنکو کیا نتیجہ ملا اسکو بھی دیکھ لیجیے مشکوۃ المصابیح کے باب
مناقب مین بروایت ام سلمہ زوجہ نبیؐ یہ حدیث مندرج ہے قال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من سبّ علیاً فقد سبنی۔
یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے جس نے علیؑ کو دشنام دی اُس نے مجھکو
دشنام دی۔ اب بتایئے کہ معاویہ صاحب کا درجہ کفار سے بھی بڑھگیا
یا نہین کیونکہ کفار آنحضرتؐ سے دشمنی رکھتے تھے جنگ کرتے تھے قتل
کے درپے تھے لیکن دشنام نہین دیتے تھے۔ اور صواعق محرقہ صفحہ ۱۴۳
مین ہے ومن سبّ اھلبیتی فانما یرتد من اللہ ومن الاسلام
یعنی فرمایا آنحضرتؐ نے جو میرے اہلبیت کو بُرا کہے وہ مرتد ہوا خدا سے
اور اسلام سے اب خود آپکے امیر معاویہ صاحب کی شان مین جو
حدیث وارد ہوئی اُسکو دیکھئے جو نص صریح خاص اُنکے خارج از ملت
محمدی ہونے پر ہے۔ تاریخ طبری مین ہے انّ رسول اللہ قال یطلع
من ھذا الفج رجل من امتی یحشر علی غیر ملتی فطلع معویۃ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے نکلیگا اس گڑھے سے ایک مرد میری امت
سے جو محشور ہوگا میری غیر ملت پر پس نکلا معویہ۔ کیا اب بھی کوئی مسلمان
رسولؐ پر ایمان رکھنے والا معاویہ کو مسلمان کہہ سکتا ہے۔ دیکھئے مخبر
صادق کی یہ پیشین گوئی کس طرح پوری ہوئی ہے آپکے امام راغب
محاضرات مین لکھتے ہین۔ مرض معویہ فدخل الیہ طبیب
فقال لاباس علیک تبری فتبری ثم مرض معویہ فدخل
الیہ نصرانی فقال عندنا تعویذ من تعلق علیہ یبرئ من علۃ
فاخذہ وعلق علیہ فدخل علیہ الطبیب فخرج فقال انّہ

انہ مبت لامحالۃ فمات من لیلۃ فقیل للطبیب فی ذلک فقال روی عن امیر المومنین ان معویۃ لایموت حتی یعلق علے عنقہ صلیباً والتعویذ الذی کان علیہ صلیب فعلمت انہ یموت ۔

یعنی معویہ بیمار ہوا تو طبیب نے آکر دیکھا اور کہا کچھ ہرج نہین اچھے ہو جاؤ گے چنانچہ اچھا ہوگیا دوبارہ بیمار ہوا تو ایک نصرانی آیا اور اُس نے کہا کہ ہمارے پاس ایک ایسا تعویذ ہے کہ جو گلے مین ڈالے وہ اچھا ہو جاے معویہ نے وہ تعویذ لیکر گلے مین ڈال لی بعد اُسکے طبیب آیا جب معاویہ کے پاس سے اوٹھا تو باہر جاکر کہدیا کہ اب معاویہ ضرور مرجائیگا چنانچہ اُسی رات کو مرگیا لوگون نے اُس طبیب سے پوچھا کہ تمنے کیونکر جانا کہ معویہ آج ہی مرجائیگا طبیب نے کہا کہ امیر المومنین ؑ نے فرمایا ہے کہ معویہ جبتک اپنی گردن مین صلیب نہ لٹکائیگا نہین مریگا یہ تعویذ جو اُس نصرانی نے دی تھی وہ صلیب تھی جس سے ہمکو یقین ہوا کہ اب معویہ مرجائیگا ۔ کہئے اس واقعہ سے تصدیق قول رسول اللہ ؐ کی ہوئی یا نہین ۔ دیکھیے جیساکہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا تھا کہ حشر اسکا میری ملت کے سوا دوسری ملت پر ہوگا اُسی کے مطابق رسول ؐ کے جانشین برحق نے خبر دی کہ معویہ جبتک اپنی گردن مین صلیب نہ لٹکائیگا نہ مریگا چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ الغرض آپکے امیر معویہ صاحب کا منافق باغی جہنمی مرتد کافر خارج از دین اسلام ہونا احادیث نبوی ؐ مندرجہ کتب اہلسنت سے بخوبی دکھایا جاچکا اور یزید صاحب کا کیا کہنا وہ تو اپنے کفر کا خود ہی بفخر ومباہات اظہار کرتے ہین نمونہ کے لئے وہ اشعار جنھین یزید نے اسیران ذریت رسول اللہ ؐ کو اپنے سامنے دربار مین کھڑا کرکے پڑھا تھا ملاحظہ کیجئے ۔

لیت اشیاخی ببدر شہدوا   جزع الخزرج من وقع الاسل
کاش میرے بزرگان بدر دیکھتے ۔ اضطراب خزرج کو تیروں کے پڑنے سے
قد قتلنا القوم من ساداتکم   وعدلنا میل بدر فاعتدل
تحقیق کہ ہمنے اُس قوم کو قتل کرڈالا جو تمہارے سرداروں مین تھے ۔ اور ہمنے برابر کردی واقعہ بدر کی کجی کو پس وہ برابر ہو گئی ۔

فاھلوا وسھلوا فرحًا   ثم قالوا یا یزید لا تشل
پس کشتگان بدر خوشی سے اہلًا وسہلًا کا غل مچاتے ہین ۔ اور کہتے ہین کہ اے یزید تیرا ہاتھ نہ تھکے ۔

لست من خندف ان لم انتقم   من بنی احمد ما کان فعل
مین خندف کی اولاد سے نہین ہون اگر بدلا نہ لون ۔ آل احمدؐ سے اُسکا جو احمدؐ نے کیا تھا ۔

لعبت ھاشم بالملک فلا   خبر جاء ولا وحی نزل
بنی ہاشم نے ملک کے ساتھ کھیل کھیلا تھا ۔ نہ کوئی خبر آئی نہ وحی نازل ہوئی ۔

(دیکھو تاریخ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۲۰ و تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۴۰۱ مطبوعہ مصر و تاریخ ابن الوردی جلد ۱ صفحہ ۴۴۲ مطبوعہ مصر و تاریخ ابوالفدا المختصر جلد ۲ صفحہ ۲۰۲ مطبوعہ لندن و تاریخ الخلفا امام سیوطی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۹ اتحاف لحب الاشراف و وسیلۃ النجاۃ و مفتاح النجات وغیرہ اور شاہ حسن میان سجادہ نشین پھلواری نے بھی ان اشعار کو اپنی کتاب شہادت حسینؑ مین لکھا ہے ۔ شیخ الاسلام قسطنطنیہ امام قندوزی نے بھی اپنی کتاب ینابیع المودۃ فی القربیٰ مین لکھا ہے) شیخ الاسلام نے ینابیع المودۃ صفحہ ۳۰۰ مین اور سید آلوسی بغدادی نے روح المعانی جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ مین تاریخ ابن وردی و کتاب الوافی بالوفیات سے اور دو شعر یزید کے نقل کئے ہین جنکا آخری

مصرع یہ ہے ؎

فقد قضیت من الرسول دیونی (مین نے رسولؐ سے اپنا بدلہ لے لیا)

اسکو بھی شاہ حسن میان صاحب نے اپنی کتاب شہادت حسینؑ کے صفحہ ۵۹ مین لکھا ہے اور ابومخنف نے بھی ان اشعار کو اپنے مقتل مین لکھا ہے۔

الغرض یزید تو اپنے کفر کو بفخر و مباہات اشعار مین ظاہر کر رہا ہے اور آپ اُسکو مسلمان کہتے ہین۔ مدعی سُست گواہ چست۔

ایک اور شعر یزید پلید کا سنیئے جسکو اوس نے صحبت شراب و کباب مین نظم کیا تھا اور جس مین کلام اللہ کے ساتھ تمسخر کیا ہے ؎

ماقال ربک ویل للذین شربوا　　بل قال ربک ویل للمصلین

یعنی تیرے پروردگار نے یہ نہین کہا ہے کہ جہنم شراب پینے والون کیلئے ہے بلکہ تیرے پروردگار نے کہا ہے کہ جہنم نماز پڑہنے والون کیلئے ہے۔

یزید کے ان اشعار سے اُسکا کفر ثابت ہونیکے علاوہ یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ یہ ملکی معاملات مین کشمکش نہ تھی بلکہ اسلام و کفر مین مقابلہ اور مقاتلہ تھا کیونکہ یزید سرے سے اسلام کی حقیت کا قائل ہی نہ تھا اُسکا عقیدہ تھا کہ بنی ہاشم نے ملک کے ساتھ کھیل کھیلا نہ کوئی خبر آئی نہ وحی نازل ہوئی اور رسول اللہؐ نے جو کچھ اُسکے بزرگون کے ساتھ کیا تھا اُن سب کا بدلہ لینے پر تُلا بیٹھا تھا۔

قبیلہ بنی امیہ کی قساوت قلبی اور بہمیت کی مثال کے لئے یہی کافی ہے کہ جنگ احد مین جب حضرت حمزہ عم رسولخدا شہید ہو گئے تو ہندہ زوجہ ابوسفیان نے جو آپکے امیر معاویہ کی مادر گرامی تھین کمال شقاوت سے اُس شہید راہ خدا کے جگر کو دانتون سے چبایا اور گوش و بینی کو جسم اطہر سے قطع کر کے اُن کا ہار بنا کر اپنی گردن ناپاک مین ڈالا۔

صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہین ؎ دوستدار پسر ہند گر آگہ نیست

کہ از دو سہ کس او بہ پیغمبر چہ رسید + پدر او دردندان پیغمبر شکست + مادر او جگر عم پیغمبر بمکید + او بہ ناحق حق داماد پیغمبر گرفت + پسر او سر فرزند پیغمبر برید

ابوسفیان اور معاویہ دونوں اپنے سارے قبیلہ کو ہمراہ لیکر جنگ بدر جنگ احد و جنگ خندق مین برابر رسول اللہ صلعم سے لڑتے رہے یہان تک کہ رسول اللہ صلعم نے ۸ھ ہجری مین چڑھائی کی اس مین ابوسفیان گرفتار ہو گیا حضرت عباس عم رسول اللہ صلعم نے ابوسفیان کو سمجھایا کہ اسلام قبول کرے نہین تو قتل ہوگا اسپر بھی معاویہ اپنی ہٹ سے باز نہین آتا تھا نہ خود اسلام قبول کرنے پر راضی ہوتا تھا اور نہ اپنے باپ کو قبول کرنے دیتا تھا (دیکھو تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی) آخر مرتا کیا نہ کرتا جب کوئی دوسرا چارہ نہ دیکھا تو خوف جان سے مجبوراً بہزار ذلت و رسوائی اسلام قبول کر لیا لیکن کس طرح یقولون بالسنتہم ولیس فی قلوبہم (زبان سے تو کہتے ہین مگر دل مین نہین ہے) تاریخ الخلفا صفحہ ۱۴۹ مین ہے

اسلم ہو وابوہ یوم فتح مکہ وشہد حنیناً وکان من المولفۃ قلوبہم یعنی معویہ اور اُسکے باپ نے بروز فتح مکہ اسلام قبول کیا اور معویہ جنگ حنین مین موجود تھا وہ مولفۃ القلوب سے تھا۔ اور ابوسفیان تو عثمان صاحب کو اُنکے عہد خلافت مین صاف صاف سکھاتا تھا کہ یا بنی امیۃ تلقفوہا تلقف الکرۃ فوالذی یحلف بہ ابوسفیان مامن عذاب ولاحساب ولاجنۃ ولانار ولابعث ولاقیامۃ۔

رسول اللہ صلعم قبیلہ بنی امیہ کی خبث طینت اور کینہ پروری سے بخوبی واقف تھے اسلئے آنحضرت صلعم نے آٹھ دس برس تک سخت سے سخت شدائد اور مصائب اُٹھا کر اُنکی قوتون کو توڑا تھا اور اُنکو ایسی حالتون پر پہنچا دیا تھا کہ پھر سر نہ اُٹھا سکین لیکن عمر صاحب نے رسول اللہ صلعم کی ساری محنت رائگان کرنے کا پاپٹ کر دیا۔ ابوسفیان کی دھمکی سے ڈر کر کہ مبادا

انکے بندوبست خلافت کو اولٹ پلٹ کردیگا اولاً اوسکے بڑے بیٹے
یزید کو بعدہ معاویہ کو شام کی گورنری دیدی اور عثمان صاحب کو تو
گدی پر بٹھا کر خلافت ہی بنی امیہ کے حوالہ کردی حالانکہ جانتے تھے کہ
جناب رسولخدا صلعم مرتے دم تک اس قبیلہ سے متنفر ہی رہے چنانچہ صحیح
ترمذی مین عمران بن حصین سے مروی ہے مات النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وھو یکرہ ثلثۃ احیاءٍ ثقیف وّبنی حنفۃ وبنی امیۃ یعنی
وفات پائی نبی صلعم نے درحالیکہ کراہت رکھتے تھے آنحضرت تین قبیلون
سے یعنی ثقیف و بنی حنفہ و بنی امیہ سے انھین عداوتون کا بدلہ لینے پر
یزید مباہات کررہا ہے کہ لیت اشیاخی ببدر شھدوا۔ اور صاف صاف
کہہ رہا ہے کہ لست من خندف ان لم انتقم + من بنی احمد ماکان
فعل۔ اور اپنے کفر کا کھلے لفظون مین اس طرح اعلان کررہا ہے کہ۔
لعبت ھاشم بالملک فلا + خبر جاء ولا وحی نزل۔ اگرچہ یزید کے
اس اقرار کے بعد حاجت کسی دوسرے ثبوت کی باقی نہین رہی لیکن مزید
تشفی کے لئے معویہ بن یزید کی شہادت بھی ہم پیش کردیتے ہین دیکھیے
صواعق محرقہ مین ہے وکان سلطنت یزید سنۃ ستین ومات
فی اول سنۃ اربع وستین وان معویہ بن یزید بن معویہ
لما ولی العھد صعد المنبر وقال ان ھذہ الخلافۃ حبل اللہ
تعالی وان جدی معویہ نازع الامر اھلہ ومن ھو احق بہ
منہ علی ابن ابی طالب علیہ السّلام وركب بکم ما تعلمون
حتی اتتہ منیتہ فصار فی قبرہ رھینًا بذنوبہ ثم قلّد ابی الامر
وکان غیر اھلہ ونازع ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم فقصف عمرہ وابتر عقبہ وصار فی قبرہ رھینًا
بذنوبہ ثم بکی وقال من اعظم الامور علینا علمنا بسوء

دمضرته وبئس منقلبه وقد قتل عترة رسول الله صلی الله علیه واله وسلم واباح الخمر وخرب الکعبة ولم اذق حلاوة الخلافة فلا اذوق مرارتها ولا اتقلدها فشانکم فی امرکم والله لئن کانت الدنیا خیرا فقد تلنا حظا منها وان کانت شرا فکفی ذریه ابی سفیان ما اصابوا منها ثم تغیب فی منزله حتی مات بعد اربعین یوما۔

یعنی یزید کی سلطنت ۶۰ھ مین شروع ہوئی اور ۶۴ھ کے اوائل مین وہ مرگیا جب معویہ بن یزید ابن معویہ حاکم وقت ہوا تو وہ منبر پر گیا اور کہا تحقیق کہ یہ خلافت حبل اللہ ہے اور حقیقت مین میرے دادا معویہ نے اس خلافت کے اصلی حقدار کے ساتھ نزاع کی جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام اس خلافت کے سب سے زیادہ مستحق تھے اور وہی معاذ سوار ہو گیا تملوگون کی گردنون پر جسکو کہ تملوگ جانتے ہو یہانتک کہ مرا اور اپنے گناہون مین گرفتار داخل قبر ہوا اُسکے بعد میرے باپ نے اس امر خلافت کو اپنی گردن مین ڈالا حالانکہ وہ بھی اسکے لئے کسی طرح اہل نہین تھا اور اُسنے فرزند بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نزاع کی پس اُسکی بھی عمر گذر گئی اور اعقاب اُسکے ابتر ہو گئے اور وہ بھی اپنے گناہون مین گرفتار داخل قبر ہوا۔ یہ کہکر معویہ بن یزید رونے لگا اور کہا کہ اب اس سے بڑھکر کون امر ہملوگون کی خسارت کا ہوگا اور اسکی پاداش اور بُری سزا سے بڑھکر کون گناہ کی سزا ہوگی بہ تحقیق اُسنے قتل کر ڈالا عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مباح کیا خمر کو اور خراب کیا خانہ کعبہ کو مین نے اس خلافت کی شیرینی نہین چکھی ہے تو اسکی تلخی بھی نہ چکھونگا اور نہ اسکو اپنی گردن مین ڈالونگا تملوگ اپنے کام مین اختیار رہے ہے قسم خدا کی اگر تمام دنیا خیر ہو جائے تو بھی اُس مین ہملوگونکا

حصہ مفقود ہوگیا اور اگر تمام دنیا شر ہو جائے تو ذریت ابوسفیان کو جو اُس مین سے مل چکا وہی کافی ہے یہ کہکروہ اپنے محل مین چھپ گیا یہان تک کہ بعد چالیس روز کے مرگیا۔

خادم حسین صاحب گھر کے معاملات اور طور و طریقہ کو جتنا گھر والے جانتے ہین اُتنا اغیار نہین جان سکتے۔ معویہ ابن یزید تو معویہ کا پوتا اور یزید کا بیٹا تھا آپ معویہ یا یزید کے کون ہین جو اُسکے مقابل مین آپکے قول کو کوئی قبول کرے اپنے منہ سے جو جی چاہے بکا کیجیے مگر حقیقتاً آپ ہی کے مقولہ کے مطابق جیسا کہ آگے چلکر لکھتے ہین۔ کس نمی پرسد کہ بہیا کون ہو۔ یزید کا بیٹا چشم دید گواہ تھا آپ سنی سنائی کہہ رہے ہین سہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ دیکھیے آپ امر خلافت کو ملکی معاملات کہہ رہے ہین لیکن خود یزید کا بیٹا اُسکو حبل اللہ تعالے کہہ رہا ہے۔ آپ معویہ اور یزید کے لئے حضرت علی اور حضرت امام حسین علیہما السّلام کے مقابل مین (نعوذ باللہ) استحقاق مساوات کے دعویدار ہین یزید کا بیٹا کھلے لفظون مین برسر منبر اس سے انکار کرتا ہی اور صاف صاف کہتا ہے کہ جناب علی ابن ابی طالب علیہ السّلام سب سے زیادہ خلافت کے مستحق تھے تب آپکو استحقاق مساوات کہنے کا کیا حق ہے؟ دیکھیے فردوس الاخبار مین آپکے امام دیلمی اور سیرت مین ملا لکھتے ہین عن انس بن مالکؓ قال رسول اللہ نحن اھلبیت لایقاس بنا احد۔ یعنی انس بن مالک سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے ہم اہل بیت ہین ہملوگون پر کسی دوسرے کا قیاس نہین ہو سکتا۔ خود معویہ ابن یزید مجمع عام مین برسر منبر کہتا ہے۔

ان جدی معویہ قد نازع فی ھذا الامر من کان اولی بہ منہ ومن غیرہ لقرابۃ من رسول اللہ وعظم فضلہ

وسابقه اعظم المهاجرين قدراً واشجعهم قلباً واكثرهم علماً واولهم ايماناً واشرفهم منزلة واقدمهم صحبة ابن عم رسول الله وصهره واخوه وزوجة ابنته فاطمه وجعله لها بعلاً باختياره لها وجعلها له زوجة باختيارها له سبطيه سيدى شباب اهل الجنة وافضل هذه الامة تربيتيه الرسول وابنى فاطمة البتول من الشجرة الطيبة الطاهرة الزكية (حيوة الحيوان دميری)

لیکن آپ یزید کے بیٹے پر بھی سبقت لیجانا چاہتے ہین کہ اہلبیت کے ساتھ جو شجرہ طیبہ سے ہین خاص کر کے شجرہ ملعونہ کے اُن افراد کا جنکا کفر ونفاق خود اُنکے اقرار سے ثابت ہے استحقاق مساوات قائم کرنا چاہتے ہین مگر آپکے کہنے سے کیا ہوتا ہے جناب باری فرماتا ہے قل لایستوی الخبیث والطیب (مائدہ ع ۱۲) اور سورہ حشر مین فرماتا ہے لایستوی اصحاب النار و اصحاب الجنة۔ پہلی آیت کا معنی یہ ہے کہ خبیث اور طیب برابر نہین ہو سکتے اور دوسری آیت کا معنی یہ ہے کہ اہل دوزخ اور اہل جنت برابر نہین ہو سکتے۔ ایک موقع پر خود معویہ کو اقرار کرنا پڑا کہ سے

خیر البریة بعد احمد حیدر　　　النّاس ارض والوصی سماء

جسپر اُس کا وزیر عمرو عاص کہہ اوٹھا کہ۔

مناقب شهد العدو بفضله　　　الفضل ما شهدت به الاعداء

اور یزید بولا کہ۔

لملحة شهدت لها ضرائها　　　والحسن ما شهدت به ضراء

معویہ اور یزید کو قریش اور نزدیکی رشتہ دار بنا کر بھی آپ استحقاق مساوات نہین دیسکتے کیونکہ قابیل تو ہابیل کا اپنا بھائی تھا اور وہ

ناابل بھی جسکے بارہ مین جناب باری نے حضرت نوحؑ سے فرمایا انہ لیس من اھلک حضرت نوحؑ کا بیٹا تھا۔ آذر حضرت ابراہیمؑ کا اپنا چچا تھا اُسی نے پرورش کی تھی کہ جس وجہ سے حضرت ابراہیمؑ اُسکو ابی کہتے تھے جیسا کہ قرآن مین ہے وقال ابراھیم لابیہ ابو لہب بھی خاتم المرسلین کا اپنا چچا تھا جب ان لوگون کو باوجود ایسے نزدیکی رشتہ دار ہونیکے بوجہ مخالفت استحقاق مساوات حاصل نہ ہوسکا تو معویہ و یزید کو جنھین حضرت علیؑ و حضرت امام حسین علیہما السّلام سے پانچ چھہ پشت کا فاصلہ ہے کیا نسبت حضرت آدمؑ کی اولاد سے تو ہندو مسلمان یہود و نصاریٰ سبھی ہین کیا باعتبار ایمان سبکو استحقاق مساوات ہوسکتا ہے۔ شیطان بھی مخلوقات خدا سے ہے کیا اوسکو اون مخلوقات کے ساتھ جو برگزیدہ ہائے خدا ہین استحقاق مساوات ہوسکتا ہے؟ چہ نسبت خاک را با عالم پاک محض قریشی ہونے سے کیا ہوتا ہے۔ قریش کے متعدد قبائل تھے بعض شریف تھے بعض رذیل چنانچہ آپکے امیر معاویہ صاحب کا باپ ابوسفیان آپکے خلیفہ ابوبکر صاحب کو اذل بطن کہا کرتا تھا (دیکھو ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ دہلوی وتکمیل الایمان شیخ عبدالحق محدث دہلوی والفاروق شمس العلما مولوی شبلی) جس سے ثابت ہے کہ قریش مین اشرف ارذل شریف رذیل سب طرح کے خاندان تھے۔

اب آپ اپنے امیر معویہ صاحب کے حسب و نسب کو خود معویہ صاحب کی تحقیق بموجب ملاحظہ فرمائیے تاکہ آپکو معلوم ہوجائے کہ درحقیقت یہ قریشی بھی تھے یا نہین اور اگر تھے تو کیسے تھے۔ علامہ سہیلی روض الانف مین لکھتے ہین کہ دغفل (صحابی) سے معویہ نے پوچھا کہ تمنے حضرت عبدالمطلب کو دیکھا تھا کہا ہان شیخ قسیم وجسیم تھے کہ دس بیٹے اُنکو

مثل ستارون کے گھیرے رہتے تھے۔ پھر معویہ نے پوچھا کہ امیہ کو بھی دیکھا تھا کہا ہان چندھرا کبڑا بدشکل تھا جسکو اُسکا غلام ذکوان لئے پھرتا تھا معویہ نے کہا وہ (ذکوان) اُسکا بیٹا تھا دغفل نے کہا کہ تملوگ ایسا کہتے ہو (یعنی درحقیقت ذکوان غلام تھا مگر تملوگ اُسکو بیٹا کہتے ہو) کہا فقیہ ابوالقاسم نے کہ یہ طعن مخصوص ہے نسب عقبہ بن امیہ سے اور نسب امیہ مین دوسرا طعن بھی ہے جو تمامی بنی امیہ کو شامل ہے چنانچہ حضرت ام سلمہ سے منقول ہے کہ کسی نے سفینہ سے کہا کہ بنی امیہ گمان کرتے ہین کہ خلافت مخصوص ہے بنی امیہ سے اسپر سفینہ نے کہا کذبت استاہ بنی الزرقا بل ھم ملوک ومن اشر الملوک (یعنی جھوٹھ کہتے ہین بنی زرقا وہ خلیفہ نہین ہین بلکہ ملوک ہین اور ملوک بھی کیسے اشر الملوک) یہ زرقا ماں تھی بنی امیہ کی جس کا نام ارنب (خرگوش) تھا اور زرقا کرنجی آنکھ والی کو کہتے ہین۔ کہا اصبہانی نے کتاب الامثال مین اور تھی زرقہ زمانہ جاہلیت مین صاحب رایات سے (عرب مین بزمانہ جاہلیت قاعدہ تھا کہ فاحشہ عورتین اپنے مکان پر نشان کھڑا کردیتی تھین جسکو عربی مین رایة کہتے ہین تاکہ لوگ سمجھین کہ یہ عورت اس پیشہ کی ہے اور بے تامل چلے آئین) کہا ابوالقاسم نے طعن کرنا نسب مین مناسب نہین اگر بنی امیہ کے خیال سے نہ کف لسان کرین تو بلحاظ عثمان بن عفان ضروری ہے۔ کیونکہ عثمان صاحب بھی تو بنی امیہ ہی سے تھے) دغفل والی روایت اصابہ ابن حجر عسقلانی اور تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۱۹۴ مین بھی مذکور ہے حالانکہ ابن حجر جیسا سخت اور متعصب اور حامی بنی امیہ ہے معلوم ہے۔ ابھی اور ملاحظہ کیجئے تذکرہ خواص الامہ مین آپکے امام سبط جوزی

لکھتے ہین کہ معویہ اپنی ولادت مین قریش سے چار شخصون کی جانب منسوب تھا عمارہ بن ولید بن مغیرہ مخزومی و مسافر بن عمرو و ابو سفیان و عباس ابن عبدالمطلب یہ لوگ ابو سفیان کے درباریون مین تھے اور یہ سب کے سب ہندہ (مادر معویہ) کے ساتھ متہم تھے۔ عمارہ نہایت خوبصورت جوان تھا قریش مین جسپر زوجہ نجاشی عاشق ہوئی اور عمرو عاص کے لگانے پر نجاشی نے اسپر سحر کرا دیا اور کلبی کہتا ہے کہ عام لوگون کا اسی پر اتفاق ہے کہ معویہ دو اصل مسافر کے نطفہ سے ہے کیونکہ سب سے زیادہ وہی ہندہ سے محبت رکھتا تھا جب ہندہ حاملہ ہوئی تو مسافر بخوف افشاے راز ملک حیرہ کی جانب بھاگ گیا

ہشام بن محمد کلبی اپنی کتاب مثالب مین لکھتا ہے کہ ہندہ حبشی لونڈون پر جان دیتی تھی اور جو بچہ سیاہ رنگ کا جنتی اوسکو قتل کر ڈالتی

کلبی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ یزید ابن معویہ اسحق بن طلحہ بن عبیداللہ مین معویہ کے سامنے باتین ہو رہی تھین اُس وقت معویہ خلیفہ تھا یزید نے براہ طنز اسحق سے کہا کہ اگر کل بنی حرب داخل جنت ہون تو تیرے لئے بہتر ہے یزید نے اس طنز سے اسکی طرف اشارہ کیا تھا کہ اسحق کی مان متہم تھی بنی حرب سے اُسپر اسحق نے جواب دیا کہ مگر تمہارے حق مین تو یہی اچھا ہوگا کہ حضرت عباس کی اولاد داخل جنت ہو یزید تو اُسکی بات کو نہ سمجھا مگر معویہ سمجھ گیے اسحق کے اوٹھ جانے پر معویہ نے یزید سے کہا بغیر اپنا حال جانے لوگون سے کیون ایسا کلام کرتے ہو یزید نے کہا ہمنے تو اسحق پر چوٹ کیا تھا معویہ نے کہا کہ اسحق نے بھی تو ویسا ہی جواب دیا یزید نے پوچھا کہ کیسے تو معویہ نے کہا کہ زمانہ جاہلیت مین قریشیون کا یہ گمان تھا کہ معویہ عباس کے نطفہ سے ہے یہ سنکر یزید شرمندہ ہوا اور

شعبی نے کہا ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہؐ نے کچھ اسی کی جانب ہندہ سے اشارہ کیا تھا کیونکہ جب وہ آنحضرت کی بیعت کرنے آئی حالانکہ آنحضرتؐ خون حلال کرچکے تھے تو اُس نے پوچھا کہ کس بات پر آپکی بیعت کرون آنحضرت نے فرمایا اس بات پر کہ پھر زنا نہ کریگی (پناہ بخدا یہ عورت کسدرجہ کی بدکار تھی کہ ایسے غیور وکریم وعیب پوش نبی کو بھی خاص اسی امر پر بیعت لینی پڑی کہ پھر زنا نہ کریگی) ہندہ نے کہا کیا شریف عورتین بھی زنا کرتی ہین تب رسول اللہؐ نے عمر کی طرف دیکھا اور تبسم فرمایا (جو لوگ عمر صاحب کے نسب نامہ سے واقف ہین وہ سمجھینگے کہ آنحضرتؐ کا مخصوص عمر صاحب کی طرف دیکھکر تبسم فرمانا بھی خالی از علت نہ تھا) اور علامہ زمخشری ربیع الابرار مین لکھتے ہین وکان معویہ یعزی الی اربعۃ الی ابی عمرو ابن مسافر والی ابی عمارۃ بن الولید والی العباس بن عبد المطلب والی الصباح مغن اسود کان لعمارۃ قالوا کان ابوسفیان ذمیماً قصیرا وکان الصباح عسیفا لابی سفین شاباً وسیما فدعتہ الی نفسہا وقالوا ان عتبہ بن ابی سفین من الصباح ایضاً وانہا کرھت ان تضعہ فی منزلہا فخرجت الی اجیاد فوضعتہ ھناک وفی ذلک یقول حسان رضلمن الصبی بجانب البطحی + فی الترب ملقی غیر ذی مھد + نجلت بہ بیضاء انسیہ + من عبد شمس صلبہ الجسد + یعنی معویہ چار آدمیون کی جانب منسوب تھا ابی عمرو بن مسافر ابی عمارہ بن ولید عباسؓ بن عبد المطلب وصباح جو حبشی گویا عمارہ کا تھا۔ کہتے ہین کہ ابوسفیان بدشکل اور پست قد تھا اور صباح جو خوبصورت جوان رعنا تھا ابوسفیان کی مزدوری کرتا تھا ہندہ نے اُسکو بلاکر

اپنا حظ نفس اوٹھایا اور کہتے ہین کہ عتبہ بن ابوسفیان اُسی صباح کے نطفہ سے تھا اسیوجہ سے ہندہ وقت ولادت عتبہ اپنے گھر سے مٹا لکر جاہ چلی گئی اور وہین جاکو جنی جسپر حسان نے اشعار مذکورہ بالالمن الصبی بجانب البطحی الخ اُسکی ہجو مین کہے

کیون خادم حسین صاحب آپ جو اس قسم کی فاحشہ عورت کے ایسے فرزند کے لئے جو چار باپ سے منسوب ہے اہلبیت طاہرین کے ساتھ استحقاق مساوات کے دعویدار ہین خدا کو کیا منہ دکھائیگا کجا ایسی عورت کا ایسا فرزند کجا بنص آیہ کریمہ ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم الخ علیؑ نفس نبی وحسنین فرزندان رسول الثقلین کجا وہ ولدالزنا جسپر جنت حرام ہے اور کجا وہ جناب جو خود قسیم النار والجنۃ ہین اور جنکے شیعے بقول رسول بے حساب داخل جنت ہونگے اور جنکے فرزندان بقول رسولؐ سرداران جوانان جنت ہین کجا معویہ سابرنسلا اور کجا وہ نور جو برابر اصلاب الشامخۃ والارحام المطہرہ مین منتقل ہوتا ہوا خانہ کعبہ مین پیدا ہوا۔ دیکھو تمھارے امام عاصمی کتاب زین الفتیٰ تفسیر سورہ ہل اتیٰ مین حدیث نور کو انس بن مالک سے اس طرح روایت کرتے ہین۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم خلقت انا وعلی ابن ابیطالب من نور واحد نسبح اللہ عزوجل فی یمنیۃ العرش قبل خلق الدنیا ولقد سکن لادم الجنۃ ونحن فی صلبہ ولقد رکب نوح السفینۃ ونحن فی صلبہ ولقد قذف ابراھیم فی النار ونحن فی صلبہ فلم یزل یقلبنا اللہ عزوجل من اصلاب الطاھرۃ والارحام المطھرۃ حتی انتہی بنا عبدالمطلب فجعل ذلک النور بنصفین

فجعلنی فی صلب عبد اللہ وجعل علیاً فی صلب ابیطالب وجعل فیّ النبوۃ والرسالۃ وجعل فی علیٍّ الفروسیۃ والفصاحۃ واشتق لنا اسمین من اسمائہ فرب العرش محمود نا وانا محمد وھوالاعلیٰ وھذا علیؑ۔

یعنی فرمایا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہم اور علیؑ بن ابی طالبؑ ایک ہی نور سے پیدا ہوے جو تسبیح اللہ عزوجل کررہا تھا عرش کے دہنے جانب قبل پیدایش دنیا کے اور جب آدم ساکن جنت ہوے تو ہم اُنکے صلب مین تھے جب نوحؑ کشتی پر سوار ہوے تو ہم اُنکے صلب مین تھے اسی طرح اللہ عزوجل ہمکو برابر منقلب کرتا رہا اصلاب طاہرہ اور ارحام مطہرہ مین یہانتک کہ عبدالمطلب تک ہماری انتہا فرمائی پس اُس نور کے دو حصے نصفا نصف کئے مجھکو صلب عبداللہ مین گردانا اور علیؑ کو صلب ابی طالب مین مجھ مین نبوت اور رسالت قرار دی اور علیؑ مین فراست وفصاحت اور ہملوگون کے لئے دو نام اپنے نامون سے مشتق کیا رب العرش ہملوگ کا محمود ہے مین محمدؐ ہون وہ اعلیٰ ہے اور یہ علی ہے۔

اس حدیث نور کو ائمہ وفضلاے اہلسنت نے بروایت متعددہ جماعت کثیر صحابہ سے نقل کیا ہے جنمین سے بعض ائمہ وفضلا کے اسمائے گرامی یہ ہین۔ (۱) احمد بن حنبل نے جو ائمہ اربعہ اہلسنت سے ہین اپنے مسند مین لکھا ہے (۲) عبداللہ بن امام حنبل مذکور (۳) شمس الدین یوسف بن عبداللہ المشتہر بہ سبط ابن جوزی (۴) ابن مردویہ اصبہانی (۵) ابوالحسن علی بن الطیب الجلالی المعروف بہ ابن المغازلی (۶) دیلمی (۷) عاصمی (۸) نطنزی (۹) شہردار دیلمی (۱۰) اخطب خوارزم (۱۱) ابن عساکر (۱۲) گنجی (۱۳) صالحانی

(۱۴) مطرزی (۱۵) صدر الافاضل خوارزمی (۱۶) محب طبری (۱۷) احمد بن محمد حاتی (۱۸) ابراہیم وصابی (۱۹) محمد واعظ ہروی (۲۰) محمد صدر عالم (۲۱) احمد (۲۲) حموینی (۲۳) محمود طالبی (۲۴) درگزینی (۲۵) ورزندی (۲۶) سید علی ہمدانی (۲۷) جمال الدین محدث (۲۸) شیخ بن علی حفری (۲۹) خطیب بغدادی وغیرہم۔
الغرض حدیث نور یعنی آنحضرتؐ کا فرمانا کہ میری اور علیؑ کی خلقت ایک ہی نور سے ہے متواترات اسلام سے ہے پس دیکھو اس نور کو اور فرق کرو نور و نار مین یہ نور راہ ہدایت دکھا کر جنت مین لیجائیگا اور نار تمکو اندھا کر کے جہنم مین لیجائیگی۔ اللہ ولی الذین امنوا یخرجہم من الظلمات الی النور والذین کفروا اولیاءھم الطاغوت یخرجونہم من النور الی الظلمات اولئک اصحاب النار ھم فیہا خالدون۔ قیس بن سعد جو اصحاب رسولؐ سے تھے معویہ کو طاغوت کہتے تھے۔ لہذا آیہ والذین کفروا اولیاءھم الطاغوت الخ آپکے حسب حال ہے۔
قولہ چنانچہ شیعون کی کتابون سے ثابت ہے کہ امیر معویہ کل مسلمانون کی عموماً اور حضرات حسنینؑ اور جملہ جوانان بنی ہاشم اور اُنکے شیعون کی خاص طور پر خاطر مدارات کرتے تھے۔ حضرت علی رضؓ کے بھائی حضرت عقیل امیر معاویہ کے خاص درباری تھے اسی طرح حضرت جعفر کے بیٹے بھی اکثر دربار شام مین انعام بعزت واکرام پاتے تھے حسنین علیہم السلام اور اُنکے رشتہ دارون کو ہزارون سیکڑون روپیہ کی سالانہ تنخواہین اور نذرانے دئے جاتے تھے اور ہمیشہ تحائف اور خلعت شام سے مدینہ کو ان حضرات کی خدمت مین بھجواتے تھے اور حضرت امام حسین رضؓ کی بابت امیر معاویہ نے خاص طور پر مرتے

وقت بھی یزید کو وصیت کی تھی کہ اُنکے پاک خون سے اپنے دامن کو آلودہ نہ کرنا اور خواہ وہ کچھ بھی کر گذرین اُن کو کوئی تکلیف وضرر نہ پہنچانا۔

اقول یہ جرات تو آپ سے ہو نہین سکتی کہ شیعون کی کسی کتاب کا نام لیکر حوالہ دین کیونکہ آپ خوب جانتے ہین کہ کتاب کا نام لینگے تو شیعے دکھا دینگے کہ آپنے کیا تحریف کی ہے چنانچہ آگے چلکر آپ لکھتے بھی ہین کہ ہمنے دانستہ شیعون کی کسی کتاب کا نام نہین لکھا ہے یہ مدعیت کے بالکل خلاف ہے کہ مدعی اپنے دعوی کا ثبوت نہ دے ایسا دعوی ہر کہ ومہ کے نزدیک قابل ڈسمس اور جھوٹا ہے۔ یہ راستی تو صاحبان حق شیعیان حیدر کرار ہین ہے کہ اپنی ہر دلیل کی تائید مین کتب مخالفین کے نام اور صفحے لکھکر حوالہ دیتے جاتے ہین تاکہ جس کا جی چاہے اصل کتاب کو دیکھکر اپنی تشفی کر لے لیکن آپکی غرض تو عوام الناس کو فریب دینے سے ہے اسلئے کہین لکھ دیتے ہین کہ شیعہ راویون نے لکھا ہے کہین لکھدیتے ہین کہ شیعون کی کتابون سے ثابت ہے تاکہ عوام الناس دھوکہ مین پڑے رہین بہرکیف جب کوئی ثبوت دیجیگا تو اوسکی حقیقت بھی دکھا دیجائیگی سردست ہم آپکے دعوی کی تردید آپ ہی کے یہان کی کتابون سے کرتے جاتے ہین۔

آپکا یہ فرمانا بھی کہ امیر معویہ کل مسلمانون کی عموماً اور حضرات حسنین اور جملہ جوانان بنی ہاشم اور اُنکے شیعون کی خاص طور پر خاطر و مدارات کرتے تھے محض مسخراپن براہ طنز ہے اور عوام الناس کو فریب دینے کے لئے ہے چنانچہ ہم بطور نمونہ مشتے از خروارے آپ ہی کے یہان کی کتابون سے دکھا دیتے ہین کہ وہ خاص طور کی مدارات کیسی تھی۔

حضرت امام حسنؑ کی تو یہ مدارات ہوئی کہ اُس فرزند رسول کو معویہ نے زہر دغا دلواکر شہید کیا دیکھو مرآۃ العجائب شیخ ابو عبداللہ محمد۔ ربیع الابرار زمخشری۔ تاریخ ابوالحسن مداینی۔ استیعاب ابن عبدالبر مکی۔ تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی۔ تہذیب الکمال مزی۔ تہذیب التہذیب ذہبی۔ مختصر فی اخبار البشر۔ تاریخ ابوالفدا۔ حسن السریرہ عبدالقادر محمد بن طبری۔ تاریخ خمیس۔ حیوۃ الحیوان دمیری۔ نزل الابرار مفتاح النجا۔ مستطرف۔ ثمرۃ الاوراق وغیرہ صدہا کتابون مین مذکور ہے۔ یہان صرف سبط ابن جوزی کی عبارت خواص الامہ سے نقل کی جاتی ہے۔

قال الشعبی انما دس الیها ای جعدہ فقال سمی الحسن واذوجک یزید واعطیتک مائۃ الف درھم۔ شعبی بلفظ انما حتماً کہتے ہین کہ معویہ نے جعدہ کو بہکایا اور کہا کہ تو امام حسنؑ کو زہر دیدے تو تجھکو یزید کی زوجہ بناؤنگا اور لاکھ درہم دونگا۔

اور تہذیب الکمال مزی مین ہے عن عبد اللہ بن الحسن قد سمعت یقول کان معویہ قد یلطف لبعض خدامہ ان یسیقہ سمًا۔ یعنی معاویہ اپنے بعض خدمتگارون کے ساتھ اس غرض سے لطف ومدارا کرتا تھا کہ کسی طرح حضرت امام حسنؑ کو زہر پلادین۔ علامہ ذہبی امام المحدثین نے بھی تہذیب التہذیب مین ایسا ہی لکھا ہے۔ اور حیوۃ الحیوان جلد اول صفحہ ۵۱ مین ہے کہ جب معویہ نے حضرت امام حسنؑ کے شہادت کی خبر سنی تو بڑے زور سے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا جسکو سنکر اہل شام نے بھی تکبیر کہی اسپر فاختہ بنت قریضہ نے کہا کیا فرزند فاطمہؑ کے مرنے پر تو تکبیر کہتا ہے معویہ نے جواب دیا کہ از راہ شماتت نہین بلکہ اسلئے کہ اس خبر سے میرے دل کو راحت ملی۔

اسکے بعد ابن عباسؓ آئے تو معویہ نے کہا کچھ جانتے ہو کہ تمہارے اہل
بیت مین کیا حادثہ ہوا ابن عباس نے کہا ہمکو تو معلوم نہین مگر تجھکو بہت
خوش دیکھتے ہین اور تیری تکبیر کی آواز بھی سنی ہے معویہ نے کہا حسنؓ مر گئے
ابن عباس نے تین مرتبہ کہا رحمہ اللہ انا للہ اور کہا اے معویہ
قسم خدا کی اُن کی مرنے سے تیری قبر نہ بھر جائیگی اور نہ اُن کی زندگی
تجھکو ملجائیگی کہ تیری عمر مین زیادتی ہو اگر فی الواقع یہ حادثہ ہوا تو ہملوگ
امام المتقین ووصی خاتم النبیین کی مصیبت مین مبتلا ہوئے خدا ہی
اس مصیبت مین صبر اور اس غم مین تسکین عطا فرمائے وہ جناب
ہملوگون پر بعد رسول کے خلیفہ تھے - یہی مضمون نزل الابرار مرزا محمد
بن معتمد خان بدخشی اور مفتاح النجا اور ربیع الابرار زمخشری وغیرہ
مین بھی ہے اور عقد الفرید علامہ ابن عبد ربہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ مین ہے
کہ جب امام حسنؓ کی وفات کی خبر معویہ کو پہنچی تو اُس نے سجدہ شکر
کیا پھر بلا بھیجا ابن عباس کو اور اُن سے کلمات تعزیت کہے درحالیکہ
خود خوش اور فرحناک تھا معویہ نے ابن عباس سے پوچھا کہ کے
برس کے سن مین ابو محمد (امام حسنؓ) نے قضا کی؟ ابن عباس نے
جواب دیا کہ اُن کا سن تو تمامی قریش مین سُنا جاتا ہے تعجب ہے کہ
تو نہین جانتا (شاید اشارہ ہے کہ تو بھی اگر واقعی قریشی ہوتا تو ضرور
جانتا) معویہ نے کہا ہمنے سنا ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر مرے
ہین ابن عباس نے کہا لوگ بچے ہی سے جوان ہوتے ہین اور
ہمارے لڑکے تو طفلی مین جوان ہوتے ہین اور خورد سالی مین بزرگ
اسکے بعد ابن عباس نے کہا اے معویہ تو حسن ابن علیؑ کی وفات سے
اسقدر مسرور کیون ہے قسم خدا کی اس سے نہ تیری عمر طولانی ہوگی اور
نہ تیری قبر کی جگہ بھر جائیگی ہائے کسقدر کم ہے باقی رہنا ہملوگون کا بعد

اُنکے ۔

کیون خادم حسین صاحب، آپ جانتے ہین کہ معویہ نے شہادت امام حسنؑ پر تکبیر کیون کہی اور سجدہ شکر کیون ادا کیا؟ حضرت علیؑ کا قاعدہ تھا کہ جنگ بدر و اُحد و خندق وغیرہ مین جب کسی کافر کو واصل جہنم کرتے تھے تو نعرہ اللہ اکبر بلند فرماتے تھے جسکو سنکر تمامی لشکر تکبیر کہتا تھا اور جناب رسولخداؐ سجدہ شکر مین جھک جاتے تھے اُسکا بدلہ معویہ نے یون نکالا - یہ اُسکا نمونہ ہے جو معویہ حضرت امام حسنؑ کی بقول آپکے خاص مدارات کرتا تھا اور حضرت امام حسینؑ کی تو کربلا مین جیسی مدارات ہوئی اُس سے سارا زمانہ واقف ہے اُسکے لئے یہی رباعی کافی ہے ؎

دشمن جو یزید ستم ایجاد ہوا — محبوب خدا کا باغ برباد ہوا
عاشور کو کربلا مین گھر زہراؑ کا — ایسا اُجڑا کہ پھر نہ آباد ہوا

لیکن چونکہ واقعہ کربلا کے وقت معویہ زندہ نہ تھا اور آپ یہ بھی لکھتے ہین کہ حضرت امام حسینؑ کی بابت امیر معویہ نے خاص طور پر مرتے وقت بھی یزید کو وصیت کی تھی کہ اُنکے پاک خون سے اپنے دامن کو آلودہ نہ کرنا اور خواہ وہ کچھ بھی کر گذرین اُن کو کوئی تکلیف وضرر نہ پہونچانا - لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خود آپکے امیر معویہ صاحب حضرت امام حسینؑ کی کیسی مدارات کرتے تھے اور اُس مظلوم کے قتل کا کیسا مصمم ارادہ کرلیا تھا اُسکا بھی نمونہ دکھا دیا جائے کہ دراصل معویہ ہی قتل امام حسینؑ پر کمر بستہ تھا اور اُس مظلوم سے زبردستی چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا لیکن موت نے اُسکو مہلت نہ دی تب یزید نے اس مقولہ پر عمل کیا ؎ اگر پدر نتواند پسر تمام کند - صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہین - کہ معویہ نے جناب امام حسینؑ کو ایک خط لکھا جسکی

عبارت یہ ہے امّا بعد فقد انتھیت الیّ امورٌ عنک ان کانت حقاً فقد اظنک ترکتھا رغبۃ فذ عھا و بعمر اللہ ان اعطی اللہ عھدہ و میثاقہ لجدیر بالوفاء وان کان الذی بلغنی عنک باطلاً فانک اعزل الناس لذلک وعظ نفسک واذکروا بعھد اللہ اوف فانک متی تنکرنی انکرک ومتی تکونی اکدلک فاتق شق عصاء ھذہ الامۃ وان یورد ھم اللہ علی یدلک فی فتنۃ فقد عرفت الناس وبلواھم فانظر لنفسک ولدینک ولامۃ محمّدٍ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ولا یستخفنک السفھاء الذین لا یعلمون۔

یعنی آپکی نسبت مجھکو کچھ خبرین ملی ہین اگر یہ اخبار صحیح ہین تو میرا گمان ہے کہ آپنے امرخلافت کو اپنی رغبت سے چھوڑ دیا ہے تب ان باتون کو جانے دیجئے قسم خدا کی انسان کو لازم ہے کہ جس کسی کے ساتھ کوئی عہد و میثاق کرے اُسے پورا کرے اور اگر یہ اخبار جو آپکی نسبت مجھکو ملے ہین غلط ہین تو آپ اُن سے بالکل بری ہین آپ اپنے نفس کو واذکروا بعھد اللہ سے واعظ فرماوین اگر آپ میرے حقوق کا انکار کرینگے تو مین بھی آپ کے حقوق سے انکار کرونگا اور جب آپ میری تائید کرینگے تو مین بھی آپکی تائید کرون گا - پرہیز کیجئے اس امر سے کہ عصائے امت شگافتہ ہو اور ایسا نہ ہو کہ آپکے ہاتھون سے اس امت مین کوئی فتنہ برپا ہو آپ تو ان لوگون کو پہچان چکے ہین اور آزما چکے ہین اپنے نفس اور اپنے دین اور امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نظر رکھیئے اور نادان بیوقوفونکی باتون پر نہ جائیے ۔

جیسی گستاخی اور شرارت اور دھمکی کے ساتھ معویہ نے یہ خط حضرت امام حسینؑ کو لکھا ہے وہ عبارت تحریر سے ظاہر ہے لیکن اُس رسولؐ کا سچا جانشین جس کا یہ قول تھا کہ اگر کفار قریش میرے دہنے ہاتھ پر آفتاب اور بائین ہاتھ پر ماہتاب کو رکھدین تو بھی مین اپنے امر سے نہین باز آسکتا ایسی دھمکیون مین کب آتا ہے دیکھئے حضرت امام حسینؑ نے معویہ کی اس ہرزہ سرائی کا کیسا دندان شکن جواب دیا ہے حضرت تحریر فرماتے ہین۔

اما بعد فقد بلغنی کتابك تذکر انه قد بلغك عنی امور انت لی عنہا راغب وانا بغیرھا عندك جدیر فان الحسنات لایھدی بھا ولا یسدد ھا الا اللہ واما ما ذکرت انہ انتھی الیك منی فانہ رقام الیك الملاقون المشاؤن بالنمیم وما ارید لك حربًا ولا علیك خلافًا وایم اللہ انی خائف اللہ فی ترك ذلك وما اظن اللہ راضیًا بترك ذلك ولا عاذرًا بدون الاعذار وفیہ وفی اولئك القاسطین الملحدین حزب الظلمۃ واولیاء الشیاطین الست القاتل حجرًا اخا کندہ والمصلین العابدین الذین کانوا ینکرون الظلم ویستعظمون البدع ولا یخافون فی اللہ لومۃ لائم ثم قتلتھم ظلمًا وعدوانًا من بعد ماکنت اعطیتھم الایمان المغلظۃ والمواثیق المؤکدۃ لا تواخذھم بحدث کان بینك وبینھم ولا باحیۃ تجدھا فی نفسك اولست قاتل عمرو بن حمق الخزاعی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم العبد الصالح الذی ابلتہ العبادۃ فنحل جسمہ واصفر لونہ بعد ما امنتہ واعطیتہ من عھود اللہ

ومواثيقه ما لو اعطيتها الطائر لنزل اليك من راس
الجبل ثم قتلته جرأة على ربك واستخفافاً بذلك العهد
الست مدعي زياد ابن سمية المولود على فراش عبيد
ثقيف فزعمت له ابن ابيك وقد قال رسول الله الولد
للفراش وللعاهر الحجر فتركت سنة رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم تعمداً وتبعت هواك بغير هدى من الله
ثم سلطته على العراقين يقطع ايدي المسلمين وارجلهم
ويسمل اعينهم ويصلبهم على جذوع النخل كانك لست
من هذه الامة وليسوا منك اولست صاحب الحضرميين
الذين كتب فيهم ابن سمية انهم كانوا على دين علي عليه
السلام فقتلهم ومثل بهم بامرك ودين علي والله
الذي كان يضرب عليه اباك ويضربك به وجلست
ولولا ذلك لكان شرفك وشرف ابيك الرحلتين وقلت
فيما قلت انظر لنفسك ولدينك ولامة محمد واتق
شق عصا هذه الامة وان تردهم الى فتنة واني
لا اعلم فتنة اعظم على هذه الامة من ولايتك عليها
ولا اعلم نظراً لنفسي ولديني ولامة محمد صلى الله
عليه وآله وسلم علينا افضل ان اجاهدك فان فعلت
فانه قربة الى الله وان تركته فاستغفر الله لذنبي و
اسئله توفيقه لارشاد امري وقلت فيما قلت اني ان
انكرتك تنكرني وان اكدك تكدني ما بدا لك فاني ارجو
ان لا يضرني كيدك في وان لا يكون على احد اضر منه
على نفسك لانك قد ركبت جهلك وتحرصت على

نقض عهدك ولعمري ماوفيت بشرط ولقد نقضت عهدك بقتلك هولاء النفر قتلتهم بعد الصلح والايمان والعهود و المواثيق تقتلهم من غير ان يكونوا قاتلوا وقتلوا ولم يفعل ذلك لهم الا الذكرهم فضلنا وتعظيهم حقنا قتلتهم مخافة امر لعلك لولم تقتلهم مت قبل ان يقتلوا اوماتو قبل ان يدركوا فابشر يا معويه بالقصاص واستقن بالحساب واعلم ان الله تعالى كتابا لا يغادر صغيرة ولا كبيرة الا احصها وليس الله بناس لاخذت بالظنه وقتلك اوليائه على التهم ونضيك اوليائه من دورهم الى دار الغربة واخذك الناس ببيعة ابنك غلام حدث يشرب الخمر ويلعب بالكلاب لا اعلمك الا وقد خسرت نفسك وبترت دينك وغششت رعيتك واخزيت امانتك وسمعت مقالة السفيه الجاهل واخفت الورع التقى لاجلهم والسلام۔

خلاصہ امام علیہ السلام کی تحریر کا یہ ہے کہ تیرا خط آیا جس مین تونے میری طرف سے اپنے لئے اُن مخالفتون کا ذکر کیا ہے جنکی جانب تو میرے لئے راغب ہے اور مین اُن سے بری ہون یہ سمجھ لے کہ دروازہ حسنات بغیر حکم خدا کے نہ کبھی کھلتے ہین اور نہ بند ہوتے ہین اور تونے جو کچھ میری نسبت لوگون سے سنا ہے یہ خوشامدی اور جھوٹے لوگون نے مجھپر صاف صاف تہمت باندھی ہے تجھے تو سب معلوم ہے کہ مین تجھسے جنگ کرنے کا ارادہ نہین رکھتا ہون اور نہ خلاف کرنا چاہیے لیکن یہ سمجھ لے کہ خدا کی قسم مین اپنے ترک مخاصمت سے خوش نہین ہون اور اس ترک مخالفت کی وجہ سے مجھکو اور

تیرے تابعین کو جو قاسطین و ملحدین و گروہ شیاطین و لشکر ظالمین ہین کوئی حق یا کوئی عذر نہین ہوسکتا۔ کیون اے معویہ کیا تو وہ شخص نہین ہے جسنے حجر ابن عدی کندی کو قتل کیا اور ایسے شخصون کو جو نماز گذار و عابد و پرہیزگار تھے ظلم و بدعت کو برا سمجھتے تھے اور راہ خدا مین کسی ملامت کنندہ کی ملامت سے خوف نہین کرتے تھے تو نے ظلم و تعدی سے قتل کیا حالانکہ انکی امان اور تحفظ کے لیئے تو نے غلیظ قسمین کھائی تھین اور عہد پیمان استوار کئے تھے بغیر اسکے کہ یہ لوگ تیرے ملک مین کوئی فتنہ برپا کرین تو نے ان سب کو ہلاک کیا اور اے معویہ کیا تو وہ شخص نہین ہے جسنے عمرو بن حمق الخزاعی کو قتل کیا جو صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھے اور ایسے مرد صالح تھے کہ کثرت عبادت نے اُنکے جسم کو گھلا دیا تھا اُن کی قوتون کو زائل اور اُنکے رخسارون کو مائل بہ زردی کر دیا تھا بعد اسکے کہ تو اُنکو خط امان دے چکا تھا اور اپنے اس عہد پر حلف محکم لے چکا تھا اور وہ تیرے ایسے اقرار تھے کہ انسان کیا اگر کسی طائر کو بھی تو نے ایسا اطمینان دلایا ہوتا تو وہ ضرور پہاڑ کی چوٹی سے اوڑ کر تیرے پاس چلا آتا مگر تو نے اسکے بعد بھی اپنے پروردگار پر جرات کی اور اُس عہد کا استخفاف کر کے اُنکو قتل کر ڈالا ہان اے معویہ کیا تو ایسا شخص نہین ہے جسنے زیاد بن سمیہ کو جو غلامان ثقیف سے ایک غلام کے نطفہ سے ہے اپنا بھائی بنالیا اور اُسکو ابوسفیان کا بیٹا قرار دیا حالانکہ حسب الفرمان رسالت پناہ زناکار کی سزا پتھر ہے تو نے اپنی خود غرضی کی وجہ سے سنت رسول کو ترک کیا اور ثقفی غلام زادہ کو اپنا بھائی بنا کر حکومت عراقین پر مامور کیا کہ اُس نے مسلمانون کے

ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے اُن کی آنکھون کو گرم لوہے سے اندھا کیا اور اُنکے اجسام کو درختون کی شاخون پر لٹکایا گویا وہ لوگ اس امت سے نہین تھے اور تجھسے کوئی علاقہ نہین رکھتے تھے ہان اے معویہ کیا تو وہ شخص نہین ہے کہ تیرے حکم سے زیاد بن سمیہ نے لکھ بھیجا کہ قبیلہ حضرمیین کے لوگ حضرت علی علیہ السّلام کے دین پر ہین تو تونے اُسکو حکم دیدیا کہ عموماً جو شخص طریقہ علیؑ پر پایا جاوے اُسکو قتل کرڈالو اور اُن کی امثال سے ایک کو بھی نہ چھوڑ وحالانکہ خدا کی قسم ہے علی علیہ السّلام نے دین خدا کے لئے تجھکو اور تیرے باپ اور بھائی کو اپنی شمشیر آبدار کے نیچے رکھا تھا انھین امور کے کینہ وحسد سے تو تونے آج مسند خلافت کو غصب کرلیا ورنہ تیرا اور تیرے باپ کا شرف تو رحلتین (یعنی رحلت الشتاء والصیف) تھا اور تونے جو اپنے خط مین یہ لکھا ہے کہ اپنے نفس اور اپنے دین اور امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نظر کیجئے اور شق عصائے امت و تفریق جماعت سے پرہیز کیجئے تو میری دانست مین تیری خلافت سے بڑھکر اور کوئی فتنہ دوسرا اس امت کے لئے نہین ہے اور میرے نفس میرے دین اور سائر امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کوئی دوسری چیز اس سے بڑھکر مفید نافع اور افضل نہین ہے کہ مین تیرے ساتھ جہاد کرون اگر میرا یہ مقابلہ اور مقاتلہ انجام پاگیا تو مجھکو حضرت رب العزت مین شرف قربت حاصل ہوگا اور اگر مین اسکو ترک کردون تو مجھکو اسکے لئے استغفار کرنا چاہیئے اور خدا تعالی سے طلب رشد کرنا چاہیئے اور تونے جو یہ لکھا ہے کہ اگر آپ میرے حقوق کا انکار کیجیگا تو مین بھی آپکے حقوق کا انکار کرونگا اور اگر آپ میرے حقوق پر تاکید فرمائینگے تو مین بھی

آپکے حقوق پر تاکید کرونگا پس افسوس ہے تجھپر مجھکو تو تجھسے امید
رکھنے کے عوض مین یہ یقین کامل ہے کہ تیرے مکر سے کوئی ضرر
نہین پہنچیگا بلکہ وہ اولٹ کر تجھی پر آتا رہیگا کیونکہ تو اپنی جہالت پر سوار
اور عہد شکنی پر حریص ہوگیا اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ تو نے
اپنے معاہدون مین سے کسی ایک عہد پر بھی وفا نہین کی اور تو نے
اپنے اقرار اور پیمان و معاہدہ صلح کے بعد جنپر تو نے سخت سے سخت
قسمین کھائی تھین اُن مسلمانون کو بغیر اسکے کہ وہ تجھسے منازعت پر
آمادہ ہو کر کسی طرح کی مخالفت پیش کرین تو نے مار ڈالا اور اُن کا
کوئی گناہ یا تقصیر بجز ہماری محبت ہماری تعظیم اور ہمارے ذکر فضیلت
کے اور کچھ نہین تھا اور تو نے ان لوگون کو خاص کر اس وجہ سے
قتل کرایا کہ شاید تو مرجائے اور یہ لوگ زندہ رہجائین تو قتل سے
بچ جائینگے پس اے معویہ تجھکو قصاص کی بشارت ہو اور یقین کر
کہ روز حساب بہت جلد آنے والا ہے اور یہ بھی یقین کرلے کہ خدائے
منتقم کے پاس ایسی جامع کتاب ہے کہ دنیا کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا
اور بڑے سے بڑا گناہ ایسا نہین ہے جو اُس مین درج نہ کیا جاتا
ہو۔ خدا تیری ان حرکتون کو خوب دیکھتا ہے کہ تو نے آدمیون پر بہتان
رکھا ہے اور صالحان خدا کو تہمت لگا کر ماخوذ کیا ہے ان مین سے
بہتون کو تو نے قتل کرادیا اور بہتون کو اُن کے مساکن و شہر
سے جلا وطن کرایا اور اپنے بیٹے یزید کے لئے جو شراب پیتا اور
کتون سے کھیلتا ہے تو خلق خدا سے بیعت لیتا ہے یہ امر سوائے
اسکے نہین ہے کہ تو نے اپنے نفس کو سخت نقصان مین ڈالا ہے
اور اپنے دین کو ہلاک کیا ہے اور اپنے ماتحت رعایا کو مشوش
اور مضطرب الحال بنایا ہے اور اپنی امانت و دیانت کو خراب

کیا ہے اور جہال زمانہ کی باتون کو سنتا ہے اور نیکوکاران و
پرہیزگاران عالم کو ڈراتا ہے اور دھمکاتا ہے صرف اسلیئے کہ
اپنے حصول مقاصد پر توفائز ہو والسّلام۔

اسکے بعد بیعت یزید کی فکر مین معویہ نے خود حرمین کا قصد کیا اور
ایکہزار سواران کی جمعیت لیکر بڑے تزک واحتشام سے داخل
مدینہ طیبہ ہوا۔صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہین کہ چون بمدینہ
نزدیک رسید مردم باستقبال او مبادرت نمودند اول کسیکہ
با دے ملاقات نمود امیر المومنین حسینؑ بود (دیکھو خلق محمدی کو)
معویہ با آنجناب گفت کہ لا مرحبًا ولا اہلًا تو بدنہ را مانی کہ خون
او بجوش آمدہ باشد و حق عزوعلا خون ترا خواہد ریخت۔

(دیکھیے خادم حسین صاحب بندوبست خلفاے ثلاثہ نے بنی امیہ
کو ایسا فروغ دیا اور ایسا سر چڑھایا کہ آج معاویہ فرزند رسول
الثقلین سے اس طرح باتین کر رہا ہے کہ جس طرح کوئی ادنے
شخص کے ساتھ بھی نہین کرتا ہے۔)

پھر لکھتے ہین کہ وہم در آن آوان روزے معویہ بر منبر آمدہ بعد
از حمد وثناے باری تعالی گفت کہ نمیدانم کہ امروز کسی شائستہ
تر از پسر من بمسند خلافت وسریر ریاست باشد چہ آن فضائل کہ
او راست دیگرے نیست وجماعتے این معنی را کارہ اند و عیوبے
کہ ندارد او را منسوب میدارند وتا بلاے از من بایشان ترسد ترک
این نخواہند کرد باید کہ ترک فضولی دہند و مصلحت روزگار خود
نگاہ دارند والا ببینند کہ انچہ سزاے ایشان است بعد ازان
گفت کہ اگر امام حسینؑ وعبد الرحمن وعبد اللہ زبیر وعبد اللہ بن
عمر را توفیق گردد وبایزید بیعت کنند فبہا والا بایشان بکنم انچہ

باید کرد و ازین نوع کلمات بسیار گفت و تہدید بے اندازہ بر زبان آورد و از منبر بزیر آمدہ بمنزل خویش شتافت (روضۃ الصفا جلد ۳ صفحہ ۵۵۹)

اور عقد الفرید جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ مین ہے۔ فلما نظر الیہ قال لامرحبا ولا اھلا بدنہ یترقرق دمھا واللہ مھریقۃ قال مھلا فانی واللہ لست باھل لھذہ المقالۃ قال بلی ولا شر منھا۔ یعنی معویہ نے حضرت امام حسینؑ کو دیکھکر کہا کہ نہ مرحبا ہو تمکو نہ اہلاً (کلمہ حقارت) ایک دنیہ ہے کہ جسکا خون پھڑک رہا ہے قسم خدا کی یہ خون بہایا جائیگا۔ امام حسینؑ نے فرمایا خاموش رہ واللہ مین اس گفتگو کا سزاوار نہین ہون معویہ نے کہا کہ بلکہ اس سے بھی بدتر گفتگو کے لائق ہو۔

کیون خادم حسین صاحب یہی نہ وہ خاص مدارات ہے جسکی جانب آپ اشارہ کر رہے ہین اور یہی وہ عزت و حرمت ہے جسکی نسبت آپ لکھتے ہین کہ اہلبیت کرام کی عزت و حرمت ہر حال مین لازمی جانتے تھے۔ معویہ تو خون امام حسینؑ بہانے پر اس طرح تلا ہوا ہے کہ قسم کھاکر کہہ رہا ہے کہ یہ خون بہایا جائیگا۔ اور آپ لکھتے ہین کہ حضرت امام حسینؑ کی بابت امیر معویہ نے خاص طور پر مرتے وقت بھی یزید کو وصیت کی تھی کہ انکے خون سے اپنے دامن کو آلودہ نہ کرنا اور خواہ وہ کچھ بھی کرگزرین انکو کوئی تکلیف و ضرر نہ پھونچانا۔ اسی کتاب عقد الفرید جلد ۲ صفحہ ۲۳۹ مین یہ بھی دیکھ لیجئے کہ معویہ صاحب نے اپنے بیٹے یزید کو مرتے وقت ایسی ہدایت کی ہے جس سے اسکو قتل امام حسینؑ ایک محض معمولی بات معلوم ہو۔ معویہ یزید سے کہتا ہے۔ لست اخاف علیک الا

ثلثة الحسين ابن علی و عبد اللہ ابن زبیر و عبد اللہ بن عمر فامّا الحسين بن علی فارجوه ان یکفی له الله فانه قتل اباه وخذل اخاه - یعنی مجھے تیری نسبت صرف تین آدمیون سے خوف ہے حسینؑ بن علیؑ - عبد اللہ ابن زبیر اور عبد اللہ ابن عمر سے حسینؑ کے بارہ مین تو مجھے امید ہے کہ خدا کفایت کریگا کیونکہ اُنکے باپ قتل کیے گئے بھائی مخذول کئے گئے - ویسے ہی حسینؑ بھی ہین -

کہیے کیسا سمجھا رہے کہ قتل حسینؑ کوئی بڑی بات نہین ہے اور آپ کہتے ہین کہ وصیت کی تھی کہ اُنکے پاک خون سے اپنے دامن کو آلودہ نہ کرنا - ارے جناب آپکے معاویہ صاحب اور اُنکے باپ ابو سفیان دونون پکے مکار اور دنیا دار تھے لوگون کے سنانے کے واسطے ایسا بھی کہدیا ہوگا اس فقرہ پر نہ جائیے دیکھئے ابوبکر صاحب کے خلیفہ ہونے پر ابو سفیان صاحب بھی حضرت علیؑ کی خدمت مین ظاہر خیر خواہی دکھانے گئے تھے کہ اگر آپ فرمائین تو ابھی اس میدان کو سوارون اور پیادون سے بھر دون وہان تو اُنکی نہین لگی لیکن اسی چالبازی کی بدولت ابوبکر صاحب اور عمر صاحب کو اپنے دام مین لاکر اپنے بیٹون کے لئے شام کی گورنری حاصل کر لی - معاویہ صاحب بھی چالبازی مین اپنے باپ کے قدم بقدم بلکہ اُن سے بھی چڑھے بڑھے تھے -

آپکے امیر معویہ صاحب نے شیعون کی بھی جیسی خاص مدارات کی حضرت امام حسینؑ کے اوسی خط سے جو اوپر مذکور ہوا ظاہر ہے لیکن کچھ اور تفصیل سے ملاحظہ فرمائیے - آپکے امام ابو الحسن علی ابن محمد اپنی کتاب الاحداث مین لکھتے ہین کہ چون امر سلطنت بر معویہ استوار گشت و فرمان گذار خویش را در امصار و بلاد فرمان داد کہ ہوشمت

الذی ممن دوی شیئاً من فضل ابی تراب واهلبیته
عهد خویش را شکستم و حبل بیعت و پیمان خود را گسستم از آنکه فضائل
علی ابن ابی طالب علیه السّلام و اهلبیت او سخنے بر زبان آرد و
روایت یا حدیثے کند چون این خبر در بقاع و بلاد پراگنده گشت
در ہر بقعه و بلده خطیبے بر منبر عروج داد نخستین زبان بلعن و شتم
(معاذ اللہ) علی و اہلبیت علیہم السّلام کشاد و برارت از حضرت ایشان
جست و خاصةً در کوفه که شیعیان علی علیه السّلام از دیگر اکمنه اینجا
زیاده بودند زیاد بن ابیه که درینوقت حکومت کوفه و بصره داشت
و شیعیان علی علیه السّلام راچه از مرد و چه زن از شیخ و کودک
ہر ایک را نیکو میشناخت چراکه سالہائے فراوان در شمار عمال جناب
علی علیه السلام می بود و ایشان را بهتر میدانست و منزل و ماوائے
ایشان را ہر چند در زاویه ها و تنغولها بود نیکو می شناخت دست
ظلم و ستم بیازید و ہمگان را دستگیر ساخت و باتیغ درگذرانید جماعتے
را میل در کشید و نابینا ساخت و گروہے را دست و پا ببرید و از
شاخہائے نخل درآویخت و گروہے در مغاکہائے صحاری و
تنگنائے کہسار مستور میشدند کمتر از شناختگان شیعیان علی علیه
السّلام در عراق بجا نماند و ہمچنان در تمافت آفاق بد نیکو نه بعمال
خویش ابلاغ کرد لا یجیزو الاحد من شیعة علی واهلبیته
شهادة وکتب الیهم ان انظروا من قبلکم من شیعة
عثمان ومحبه واهل ولایته والذین یروون فضائله
ومناقبه فادنوا مجالسهم وقربوهم واکرموهم واکتبوا
الی بکل مایری کل رجل منهم واسمه واسم ابیه۔
جاہد ہید شیعہ علی علیه السّلام را که حاضر شوند برائے ذکر احادیث

ہ اخبار یکہ مشعر است بر فضائل علی علیہ السّلام و نیز مکتوب کرد کہ بیاندیشید آنانکہ در شمار شیعیان و دوستان عثمان اند و آنانکہ از فضائل و مناقب عثمان حدیث میکنند حاضر مجلس ایشان بشوید و بزرگ دارید ایشان را و اظہار مہر و حقارت فرمائید و آنانکہ از فضائل عثمان ہمی روایت کنند ہر یکے را جدا گانہ بنام و نشان و حسب و نسب و ہرانچہ روایت کردہ اند بسوے من مکتوب کنید تا عطایا و مواہب ایشان مہمل نماند۔

کیون خادم حسین صاحب اب تو آپکو معلوم ہوا کہ کوفہ مین شیعیان علیؑ و اہلبیت علیہم السّلام کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا اور کس طرح اُن کا خاتمہ کوفہ سے عہد معاویہ ہی مین قبل از واقعہ کربلا کر دیا گیا کہ یکتن بجا نماند اور اُسکے برعکس شیعیان و دوستداران عثمان سے اور اُن لوگون سے جو بطمع عطایا و مواہب عثمان کے جھوٹے فضائل و مناقب بیان کرنے والے تھے کوفہ بھر دیا گیا۔ اور اُنکی ترقی کا کیا کچھ سامان کیا گیا۔ انھین کوفے طامع بزدل کیجون نے امامؑ کو خط لکھکر بلایا کہ منجملہ اونکے آپکے ابوبکر صاحب کا بھانجہ قیس بن اشعث بھی تھا بعدہ برگردہ ہوگئے۔

اب ذرا بصرہ کے شیعون کی حالت بھی ملاحظہ فرمایئے۔ اُسی کتاب الاحداث مین ہے۔ زیاد ابن ابیہ سمرہ بن جندب را بجائے خود گذاشتہ از کوفہ مراجعت نمود و از پس او سمرہ ابن جندب ہشت ہزار مردم بصرہ و بیرون بصرہ را گردن بزد و درمیان ایشان چہل و ہفت تن حافظ و قاری تمام قرآن بودند و جرم و جریرت این جماعت حب علی بن ابی طالب علیہ السّلام بود بلکہ بعضے را بہ تہمت از شیعیان علیؑ گفتند و سر بر گرفتند۔

اب معویہ کا ایک۔ دوسرا حکمنامہ بھی ہم نقل کرتے ہین اسکی تعمیل نے جو تمام بلاد اسلام مین شیعیان علی علیہ السّلام کی حالت کردی وہ ذیل کی عبارت سے ظاہر ہے۔

اما بعد انظروا من اقامت علیہ البینۃ انہ یحب علیًا واھلبیتہ فامحوا بین الدیوان واسقطوا عطائہ ورزقہ وشفع ذالك بنسخۃ اخری من اتھمتموہ بموالات ھولاء القوم ولم تقم علیہ بینۃ فاقتلوہ۔ معویہ عمالان خود را فرمان میدہد کہ نیک نگران باشید در حق ہر کس کہ استوار افتاد کہ از دوستداران علی بن ابی طالبؑ و محبان اہل بیت اوست نام اورا در دیوان عطایا کہ از بیت المال مقرر است خط ترقین بر کشید و ساقط سازید وجیبہ وا اجرائے اورا ہم رضا نہ داد وخطے دیگر نگاشت کہ ہر کس را کہ بدوستی علی علیہ السلام واہلبیت او متہم سازند اورا ہر چند کہ استوار نباشد و گواہے براین معنی حاضر نشود بہمان تہمت اورا دست خوش نقمت سازید و سر از تنش بردارید محبت علیؑ ایسا جرم ہے کہ جسکے لئے شہادت کی بھی ضرورت نہین صرف تہمت کافی ہے۔ اللہ اکبر۔

اس حکم نامہ کی تعمیل سے شیعون کی غریب جانون پر کیا گذری اُسکی تفصیل کہان ممکن ہے لیکن نمونہ ملاحظہ فرمایئے۔ چون این حکم از معویہ پراگندہ شد عمال وحکام او برقتل شیعیان علی علیہ السلام بپرداختند وبسیار کس را بہ تہمت نادرست وگمان سست باتیغ در گذرانیدند وخانہ ہائے ایشان را خراب ساختند چہ بسیار افتاد کہ شیعہ علی علیہ السّلام چون میخواست با رفیقے موافق وصدیقے صادق وموثق سخنے گوید اورا ابسرائے خویش در می آورد واز

پس سترات و حجابات می نشست و بر روے خادم و ملوک نیز در می بست اگاہ اورا با ایمان مغلظہ سوگند میداد کہ از مکنون ضمیر سرے بیرون نیفگند پس با تمام خوف و وہشت حدیثے روایت میکرد دیکھو ناسخ التواریخ جلد ۲ مطبوعہ بمبئی با سناد امام ابوالحسن وایشان بنا بر اسناد صحیح مسلم باب الفتن - ان واقعات کو محمد ابن یوسف الکنجی الشافعی نے بھی اپنی کتاب غارات میں صحیح مسلم کی اسناد سے لکھا ہے - اس سے بڑھکر ہم نہین سمجھتے ہین کہ کسی قوم کی مصیبت کے حالات اور اُسکی تباہی و بربادی کے سچے اور معتبر واقعات اور کیا ہونگے - اس مختصر کو معویہ کے مظالم کا بالتمامہ دفتر نہین سمجھنا چاہیئے صدہا بلکہ ہزارہا واقعات ہین جنکی تفصیل بخوف طوالت ترک کی جاتی ہے - انھین مجمل بیانات اور معویہ کے ایسے جابرانہ فرمان شاہی اور حکمنامہ عام سے ہر شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ معویہ کی ابتدائے سلطنت سے تا واقعہ کربلا کتنے شیعیان علی علیہ السلام اور دوستداران اہلبیت کے خون ناحق بہائے گئے اور اُنکی غریب جانون نے کیسے کیسے شدید مصائب اُٹھائے ہین جنکے بیان کرنے اور لکھنے سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہین قلب پاش پاش ہوجاتا ہے اللہ اکبر- کسی کے ہاتھ کاٹے گئے کسی کے پاؤن کاٹے گئے کسی کو آنکھون مین لوہے کی دہکی ہوئی سلائی پھیر کر اندھا کیا گیا کسی کی زبان کاٹی گئی کوئی دار پر کھینچا گیا کسی کے منہ مین لگام چڑھائی گئی کسی کا سر تن سے اوڑا دیا گیا جو بھاگ کر قتل سے بچے اُنکے گھر کھود ڈالے گئے پہاڑون کے درون اور بیابانون کے گڑھون مین زندگی بسر کرنی پڑی جو کسی مجبوری سے چھپے چھپائے اپنے گھر مین رہگئے اُن پر یہ مصیبت

پڑی کہ اپنے خدمتگاروں اور غلامون کے سامنے بھی کوئی کلمہ اپنی زبان پر ایسا جاری نہین کرسکتے جس سے محبت علیؑ یا محبت اہلبیت علیہم السلام کی بو پائی جائے انکی بیگناہی خود حضرت امام حسینؑ کے خط سے جو اوپر منقول ہو چکا ظاہر ہے جس مین حضرت نے معاویہ کو لکھا ہے کہ ان لوگون کا کوئی گناہ یا تقصیر بجز ہماری محبت ہماری تعظیم اور ہمارے ذکر فضیلت کے اور کچھ نہین تھا۔ آج بھی آپ معویہ کے وکیل بنکر بمصداق نمک برجراحت پاشیدن از راہ تمسخر یہ لکھ رہے ہین کہ امیر معاویہ کل مسلمانون کی عموماً اور حضرات حسنین اور جملہ جوانان بنی ہاشم اور اُن کے شیعون کی خاص طور پر خاطر و مدارات کرتے تھے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

اچھا یہ تو بتائے کہ آپ یہ کیون لکھ رہے ہین کہ امیر معویہ کل مسلمانون کی عموماً اور شیعون کی خاص طور پر خاطر و مدارات کرتے تھے کیا آپکی اس عبارت سے یہ نہین ثابت ہوتا ہے کہ آپکے امیر صاحب شیعون کو کل دوسرے مسلمانون سے افضل سمجھتے تھے اگر ایسا ہی تھا تو آپ اپنے امیر صاحب کے خلاف کیون شیعون کو بُرا کہہ رہے ہین۔ خادم حسینؑ صاحب اگر مضمون نویسی کا حوصلہ ہے تو قلم سمجھکر اوٹھایا کیجیے۔

اور حضرت عقیلؑ ابن عم رسول اللہ صلعم کو جو آپنے امیر معویہ کا خاص درباری بنایا ہے یا حضرت جعفر کے بیٹون کا دربار شام مین انعام و اکرام پانا لکھا ہے یہ بھی جائے تعجب نہین ہے کیونکہ ابتدا ہی مین بیت المال کی بنا اسی غرض سے قائم کی گئی تھی کہ خاندان رسالت محتاج اور سبکی نظرون مین ذلیل وحقیر ہو جائے کوئی اُن کی طرف رخ نہ کرے سب دربار خلافت ہی کی طرف منہمک رہین حضرت عقیل

یا حضرت جعفر کے بیٹے مثل حضرت علیؑ یا حسنین علیہم السلام کے معصوم نہ تھے اور نہ اونکی قوت روحانی ان حضرات کے ایسی تھی کہ اسقدر برداشت کرتے انسان بعض حالت مین میتہ کھانے پر مجبور ہوجاتا ہے اگر بقول آپکے حضرت عقیل یا صاحبزادگان حضرت جعفر عسرت سے تنگ آکر دربار معویہ مین گئے ہون اور معویہ نے اپنے خیال خام مین یہ سمجھکر کہ یہ لوگ حضرت علیؑ سے پھوٹ کر اوس سے جا ملینگے کچھ دیا ہو اور اعزاز و اکرام کیا ہو تو جائے تعجب نہین ہے اہل دنیا ایسی پالیسی روزمرہ برتتے رہتے ہین لیکن یہ بھی اُن حضرات کے لئے ایک جانکاہ مصیبت تھی۔ آپ معویہ کی طرفداری مین فخر و مباہات کیجئے لیکن سچے مسلمانون سے پوچھئے کہ اُنکے دلون پر خاندان رسالت پر ایسا وقت آپڑنیکا اور اُس معزز خاندان کے اس طرح ذلیل و حقیر ہوجانیکا کیسا صدمہ ہے۔ خود جناب رسولخدا صلعم سے پوچھئے کہ یا حضرت آپکے قلب مبارک پر اُس وقت کیا گذری ہوگی جبکہ آپ ہی کے خاندان والے اُس خاندان والے کے پاس دست نگر ہوکر گئے ہونگے کہ جس سے آپ مرتے دم تک متنفر رہے۔ لیکن صاحبان عقل کے نزدیک آپکے یا کسی کے یہ کہدینے سے کہ حضرت عقیل امیر معویہ کے خاص درباری تھے معویہ کی حیثیت فرعون سے زیادہ نہین ہوسکتی ہے اور نہ حضرت عقیل کا مرتبہ اُس مومن سے کم ہوسکتا ہے جو فرعون کے درباریون مین اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے رہتا تھا جس کا ذکر جناب باری سورہ مومن مین اس طرح فرماتا ہے۔ وقال رجلٌ مومن من آل فرعون یکتم ایمانہ۔ بلکہ حضرت عقیل تو اپنے ایمان کو پوشیدہ

بھی نہین رکھتے تھے علانیہ لعنت کرتے تھے معویہ پر۔ دیکھو تاریخ کامل مطبوعہ مصر۔

رہا یہ کہ حسنین علیہم السّلام اور اُنکے رشتہ دارون کو ہزارون سیکڑون روپیہ کی سالانہ تنخواہین اور نذرانے دیے جاتے تھے اور ہمیشہ تحائف اور خلعت شام سے مدینہ کو اُن حضرات کی خدمت مین بھجواتے تھے اسکی حالت جیسا کہ تاریخ کامل سے ظاہر ہوتی ہے جسپر دیگر مورخین کا اتفاق ہے یہ ہے کہ جو صلحنامہ درمیان معویہ اور حضرت امام حسنؑ کے ہوا تھا اُسکے شرائط حسب ذیل تھے۔

(۱) معویہ درمیان مردم کتاب خدا اور سنت رسولخداؐ کے مطابق شایستہ عمل کرے۔

(۲) اپنے بعد کسی کو خلافت پر معین نہ کرے (متقدمین علمائے اہل سنت مثل امام قتیبہ و عبد البر مکی۔ و ابن حجر عسقلانی و نیز عبداللہ امرتسری نے اپنی کتاب ارجح المطالب مین ابن حجر کی فتح الباری سے اس شرط کو اس طرح لکھا ہے کہ معویہ اپنے بعد کسی کو خلافت کے لیے مقرر نہین کریگا بلکہ اپنے بعد یہ خلافت امام حسنؑ کو یا جو اہل بیت مین سے موجود ہوگا اسکو واپس دیدی جائیگی)۔

(۳) شام و عراق و حجاز و یمن اور ہر جگہ کے لوگ اُسکے شر اور غدر سے ایمن رہینگے۔

(۴) اصحاب علیؑ علیہ السّلام اور اُنکے تمام شیعے اپنی جان و مال اور اہل و عیال کے ساتھ مطمئن رہینگے۔

(۵) جناب امام حسنؑ و جناب امام حسینؑ علیہما السّلام اور جمیع اہلبیت اور خویشان رسولخدا سے معویہ کوئی مکر اور نہ غدر نہین کریگا اور نہ

پنہان و آشکارا اُنکو کوئی ضرر پھونچایگا۔

(۶) ہر سال خراج ملک سے پچاس ہزار درم امام حسنؑ علیہ السلام کی خدمت مین پھونچاتا رہیگا اور علاقہ دارالجرد اہلبیت کے گذران کے لئے واگذاشت کردیا جائیگا۔

(۷) جناب امیر المومنین علیہ السلام کو قنوت نماز مین یا اور کسی موقع پر بُرا نہ کہا جائیگا۔

شرائط مذکورہ پورے پڑھیا کہ آپکے امیر معویہ صاحب نے عمل کیا وہ تو آپکو انھین مختصر مضامین سے جو رسالہ ہذا مین بطور نمونہ اوپر لکھے جا چکے بخوبی معلوم ہوگیا اور وہ عام فرمان بھی آپ پڑھ چکے جو آپکے امیر معویہ صاحب نے تمام بلاد اسلام مین جاری کیا تھا اور اپنے عمال کو حکم دیا تھا کہ انظروا من اقامت علیہ البینۃ انہ یحب علیًّا واھلبیتہ فامحوا بین الدیوان واسقطوا عطائہ ورزقہ۔ یعنی دیکھو جس کسی کی نسبت ثابت ہوجائے کہ علیؑ و اہلبیت علیہم السلام کو دوست رکھتا ہے اُس کا نام دیوان سے کاٹ دو اور اوسیر عطا و رزق ساقط کردو ایسی صورت مین تو کوئی مجنون بھی نہین کہہ سکتا ہے کہ ایسا شخص خود حسنین علیہما السلام اور اُنکے رشتہ دارون کو ہزارون سیکڑون روپیہ سالانہ تنخواہین اور نذرانے دیتا ہوگا اور ہمیشہ تحائف اور خلعت شام سے مدینہ کو اُن حضرات کی خدمت مین بھیجتا ہوگا۔ کوئی شخص کیسا ہی بددیانت اور عہد شکن ہو چند روز ضرور اپنی خوش معاملگی دکھانیکے لئے اپنے عہد پر قائم رہتا ہے لیکن افسوس آپکے امیر صاحب کی نسبت تاریخین پکار کر کہہ رہی ہین ولم یف لہ معویہ بشئ مما عاھد علیہ

یعنی معویہ نے اپنے اُن معاہدون مین سے جو حضرت امام حسنؑ کے
ساتھ کیا کسی ایک عہد پر بھی ہرگز کچھ بھی وفا نہین کی جس سے
صاف ثابت ہے کہ شرط ۵ پر بھی وفا نہین کی۔ (دیکھو تاریخ
کامل ابن اثیر تاریخ ابوالفدا۔ تاریخ طبری۔ تاریخ مسعودی تاریخ
اعثم کوفی تاریخ روضتہ الصفا۔ روضتہ المنظر۔ ریاض النضرہ۔ کنز العمال
تذکرہ خواص الامہ وغیرہ وغیرہ تمام کتب تاریخ و احادیث مین
بالاتفاق لکھا ہے کہ معویہ نے ان شرطون مین سے کسی ایک شرط
پر بھی وفا نہین کی۔

قولہ۔ اسی واسطے (یعنی چونکہ معویہ نے وصیت کی تھی جسکی حقیقت
اوپر دکھائی جا چکی) یزید نے ابن زیاد کو امام سے صرف بیعت لینے
کے واسطے حکم دیا تھا اور اگر امام حسینؑ کوفیون کے لکھنے پر کوفہ
کے نزدیک نہ آجاتے یا پہلے سے خبر پاکر واپس تشریف لیجاتے تو
اُنکی جان عزیز یون نہ ضایع ہوتی لیکن کوفیون کی جلد بازی اور
فتنہ پردازی کی وجہ سے ابن زیاد اس حکم کی زیادہ مدت تک تعمیل
نہ کر سکا اور آخر جو کچھ اُس نے کیا اپنی مرضی اور منشا سے کیا یزید
کا حکم قتل حسینؑ کے بارہ مین ثابت نہین ہوا کیونکہ دربار شام مین
جب اسیران اہلبیت پھونچے تو یزید سخت پشیمان ہوا اور اپنے
منہ پر طمانچے مارے اور نہایت سخت روتا رہا اور سر دربار ابن
زیاد کو ملامت کی کہ مین نے تجھکو کب حکم دیا تھا کہ امام کو شہید کر دینا
اس نے اسیران اہلبیت کو نہایت عزت و احترام سے اپنے
خاص محل سرا مین ٹھہرایا اور اپنے گھر اور خاندان کی عورتون
کو حکم دیا کہ اہلبیت کے ساتھ امام کے غم مین سوگ کرین اور اپنے
زیور اتار ڈالین امام زین العابدینؑ کو ہر شام اپنے دسترخوان پر

بلاتا رہا اور آخر بہت سا روپیہ اور مال دیکر اہلبیت کو خاص انتظام کرکے شام سے رخصت کیا۔ دیکھو یہ سلوک اہلبیت کے ساتھ اُس باپ بیٹے کے ہین جو روز ازل سے دشمنان اہلبیت تھے۔

اقول یہ تو آپ خود قبول کرتے ہین کہ یہ دونون باپ بیٹے روز ازل سے دشمنان اہلبیت تھے ارے صاحب صاف کیون نہین لکھتے کہ دونون دشمن رسول صؐ تھے۔

آپ لکھتے ہین کہ یزید نے ابن زیاد کو امام سے صرف بیعت لینے کے واسطے حکم دیا تھا اور اگر امام حسینؑ کوفیون کے لکھنے پر کوفہ کے نزدیک نہ آجاتے یا پہلے سے خبر پاکر واپس تشریف لیجاتے تو اُنکی جان عزیزون ضایع نہ ہوتی (خاک بدہانت) گویا آپ اپنے کو حضرت امام حسینؑ سے زیادہ عاقل سمجھتے ہین حالانکہ رسولؐ فرماتے ہین نحن اھلبیت لا یقاس بنا احد۔ آپکی اس تقریر کا یہ بھی منشاء معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرت امام حسین علیہ الصلوۃ والسّلام کو شہید نہین مانتے ہین بلکہ آپ اُس جناب پر الزام معاذاللہ ازراہ نادانی خودکشی کرنے کا لگا رہے ہین۔ جو شخص حضرت امام حسینؑ کی نسبت ایسا خیال کرے وہ ہرگز مسلمان نہین ہے کیونکہ خودکشی کرنیوالا جنت کی بو بھی نہ سونگھیگا حسینؑ تو وہ ہین جنکو اسلام کے کل فرقے جوانان بہشت کا سردار مانتے ہین کسی فرقہ کو اس سے انکار نہین ہے چنانچہ ظاہراً مدعی اسلام ہونے کی وجہ سے آپکو بھی اپنے رسالہ تشحیذ الاذہان ۵ جلد ۱۱ مین گو منافقانہ ہی طور پر سہی چار و ناچار قبول کرنا پڑا ہے کہ امام حسینؑ علیہ السّلام سید اشباب اہل الجنۃ ہین لیکن یہان درپردہ

آپ اُس مظلوم کے درجہ شہادت پر فائز ہونے سے انکار کرینگے اور الزام خودکشی لگانے کی کوشش کر رہے ہین کہ اُس نے (یعنی یزید نے) سرِ دربار ابن زیاد کو ملامت کی کہ مین نے تجھکو کب حکم دیا تھا کہ امام کو شہید کر دینا جس سے ظاہر ہے کہ یزید بھی اُس جناب کو شہید جانتا تھا اور ذرا یاد کیجئے آپ نے بھی اُسی تشحیذ الاذہان ۵ جلد ۱۱ مین اگرچہ اُس جناب کا سید الشہدا ہونا قبول نہین کیا ہے لیکن سید شہدائے کربلا ہونا قبول کیا ہے اگر تشحیذ الاذہان مین جو لکھا تھا بھول گیا ہو تو دیکھئے اسی مضمون زیر بحث مین آپ اپنے سوال ۵ کے جواب مین خود لکھ چکے ہین کہ "خداوند کریم فرماتا ہے کہ شہدا کو مردہ مت کہو وہ اپنے پروردگار کے ہان زندہ وخوش ہین امام حسین علیہ السّلام بھی شہید ہین اور خدا کے فضل وانعام سے جنت مین راضی خوشی ہین اس واسطے اہلسنت بھی اس ارشاد الٰہی پر یقین کامل رکھتے ہوئے اللہ کی تقدیر پر راضی ہین" اگرچہ آپکے تمامی مضامین سے ظاہر ہے کہ یہ اقرار آپکا ویسا ہی ہے جیسا کہ منافقین جناب رسولخدا کی رسالت کا اقرار کرتے تھے جسکی نسبت جناب باری سورۂ منافقون مین فرماتا ہے۔
اذا جاءک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللّٰہ واللّٰہ یعلم انک لرسولہ واللّٰہ یشھد ان المنافقین لکاذبون باایںہمہ چونکہ احکام شرع اسباب ظاہری پر جاری ہوتے ہین باطن پر نہین چنانچہ عہد رسول اللہ مین منافقین بھی گو دل مین کافر تھے ظاہرا مسلمان ہی کہے جاتے تھے اسلئے آپکو بھی ہم ویسا ہی سمجھکر متنبہ کر دیتے ہین کہ شہید کی نسبت یہ کہنے سے کہ جان عزیز یون ضائع نہ ہوتی آپکے نفاق کا پردہ بھی باقی نہ رہیگا خود آپ کے

مذہب والے آپ پر کفر کا فتوی جاری کر دینگے کیونکہ آپ عمداً قرآن
کی تکذیب کر رہے ہین آپ خود لکھتے ہین کہ خداوندکریم فرماتا ہے کہ
شہید کو مردہ مت کہو وہ اپنے پروردگار کے ہان زندہ و خوش ہین
امام حسین علیہ السّلام بھی شہید ہین اور خدا کے فضل و انعام سے
جنت مین راضی خوشی ہین اور وہ آیت جس کا ماحصل آپنے لکھا ہے
اس طرح ہے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا
بل احیاء عند ربھم یرزقون ۝ فرحین بما اتاھم اللہ من
فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا
خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۝ یستبشرون بنعمۃ من اللہ
وفضل وان اللہ لا یضیع اجر المومنین (آل عمران ع ۱۷)
تب بتائیے کہ حضرت امام حسینؑ کی نسبت آپکا یہ لکھنا کہ اُن کی جان عزیز
یون ضایع نہ ہوتی اسپر دلالت کرتا ہے یا نہین کہ نعوذ باللہ آپکی
دانست مین اُن حضرت کی جان عزیز ضایع گئی جس سے صریح
تکذیب قرآن لازم آتی ہے۔ لیکن آپکو اسکی کیا پروا ہے آپکے
پیر مرشد یزید صاحب کا تو مقولہ تھا کہ لعبت ھاشم بالملک فلا
خبرٌ جاء و وحیٌ نزل۔ تب آپ آیات قرآنی کو کیون ماننے لگے
بہرکیف آپ مانئے یا نہ مانئے کتب احادیث و تاریخ شاہد ہین کہ خود
جناب رسولخدا اُس مظلوم کی شہادت کی خبر دے گئے تھے اور
چونکہ جناب امام حسینؑ کو اُس خبر پر یقین کامل تھا وہ جناب بھی راہ
خدا مین شہید ہونیکو ایسا آمادہ اور کمربستہ تھے کہ بجز اس مقصد
بزرگ کے اور کوئی امر اُس برگزیدۂ خدا کی نظرون مین سماتا ہی
نہ تھا چنانچہ جب مکہ معظمہ سے روانگی کے وقت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ
ابن عباس حضرت کی ملاقات کو آئے اور عبداللہ ابن عمر نے

یزید کے بیعت کی فرمایش کی تو صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہین کہ امیر المومنین حسینؑ فرمود یا اباعبد الرحمن من چون با یزید بیعت کنم و او را متابعت نمائم و حالانکہ رسولؐ در شان یزید و پدر او گفت آنچہ گفتہ است ابن عباس گفت راست میگوئی یا اباعبد اللہ کہ من از رسولخدا شنیدہ ایم کہ فرمود مالی ولیزید ولا بارک اللہ فی یزید کہ فرزند مرا و فرزند دختر مرا یزید خواہد کشت و بآن خدائے کہ جان محمدؐ بقبضہ قدرت اوست کہ فرزند مرا در ہیچ قوم بکشند کہ ایشان توانند کہ او را یاری دہند و ندہند کہ خدا تعالی میان دلہا و زبانہائے ایشان خلاف انگیزد پس امام حسینؑ و عبد اللہ بن عباس در گریہ افتادند (مگر عبد اللہ ابن عمر کے دل پر کچھ اثر نہوا۔ یہی فرق ہوتا ہے دوست و دشمن مین) امام حسینؑ فرمود اے پسر عباس تو میدانی کہ پسر رسولخدا ام ابن عباس گفت اللہم نعم من ہیچ کس را در عرصہ عالم پسر دختر پیغمبر نمیدانم بجز تو و نصرت و معاونت تو بر امت فریضہ است ہمچون نماز و روزہ امیر المومنین حسینؑ فرمود کہ یا ابن عباس تو چہ گوئی در حق جماعتے کہ مرا از خانمان مولود و ملا منشائے من بیرون کنند و از مجاورت و زیارت جد من محروم گردانند و قصد کشتن من نمایند تا در ہیچ موضع قرار نتوانم گرفت و حالانکہ ظلم نہ کردہ ام و شرک نیاوردہ و مخالفت خلفا نکردہ ابن عباس گفت اقول انہم کفروا باللہ و رسولہ ولا یاتون الصلوٰۃ الا وہم کسالیٰ یرون الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلا الیٰ آخر الایہ۔ و تو اے پسر رسولخداؐ از زمرۂ ابرار و فرقہ اخیاری و من گواہی میدہم کہ ہر کہ از مجاورت تو و از مجاورت جد تو اعراض نماید او را در ان جہان ہیچ حظے نصیب نباشد امام حسینؑ گفت

اللّٰھمّ اشھد ابن عباس گفت کہ جان من فداے تو باد سخن
تو بآن مینماید کہ از وفات خود خبر میکنی و از واقعہ خویش مرا آگاہ می
گردانی و از من نصرت و معاونت طلب مینمائی بخدا سوگند کہ اگر
پیش تو شمشیر زنم تا ہر دو دست من بافتد ہنوز حقے از حقوق نگذاردہ
باشم عبد اللہ ابن عمر ابن عباس را از گفتن آن سخنان مانع آمدہ
روے با امیر المومنین حسینؑ آوردہ گفت ما را عزیمت مدینہ تصحیح
یافتہ توقع تو نیز با ما موافقت نمائی و با یزید بیعت کنی (مدینہ منورہ
مین بیعت یزید پہ مروان زور دے رہا تھا یہان ابن عمر صاحب)
و در خانہ خود و حرم جد خویش فارغ و مطمئن بنشینی و از سر روضۂ
آنحضرت غائب نگردی و بر تقدیریکہ درین ولایت باشی ترا تکلیف
خواہند کرد کہ با یزید بیعت کنی امام فرمود اگر درین اباو امتناع
مخطی ام تعذیر باید کرد تا ازان توبہ و استغفار کنیم عبد اللہ
گفت حاشا و کلا کہ مثل توئی سالک طریق غوایت و خطا باشد
و با وجود طہارت ذیل و کمال کرمت و شرف نسب و وفور حسب
از تو عجیب مینماید کہ با یزید بیعت کنی اما بمقتضاے زمان زندگانی
باید کرد مصرع ؎ زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز و من ازان
می اندیشم کہ مخالفان در روے تو شمشیر کشند و ہمے پیش تو آید کہ
تحمل آن نداشتہ باشی امام حسینؑ گفت ہیہات یا ابن عمر دشمنان
مرا در کنج خانہ نگذارند و اگر غائب شوم مرا طلب دارند و بر بیعت
یزید اکراہ کنند و اگر ابا کنم قتل مرا مباح انگارند و حسب و نسب
مرا منظور ندارند و تو دانستہ کہ سر یحییٰ بن زکریا را نزدیک یکے
از ملوک بنی اسرائیل آوردند و زبان مبارکش دران ساعت
گردان بود و آن تیرہ دلان با وجود معجزۂ چنین بر مخالفت امر ربانی

اصرار نمودند موعظہ او را نپذیرفتند تا بدوزخ رفتند یا ابا عبدالرحمن
مگر نشنیدہ چونکہ بنی اسرائیل از مبدء ظہور صبح تا طلوع آفتاب
ہفتاد پیغمبر کشتند وچون فارغ گشتند بدستور ایام سابق در
دکانہا خود نشستہ بہ بیع وشری مشغول شدند وخدا تعالی ایشان را
با آنہمہ جرائم و مآثم در عقوبت مہلت داد ودر عذاب تعجیل نمود۔
دیکھئے عبداللہ ابن عباس جو جلیل القدر صحابہ اور سرتاج محدثین
اہلسنت سے ہین اور جنکی منقولہ احادیث پر دارومدار مذہب
اہلسنت کا ہے وہ گواہی دیرہے ہین کہ من از رسولخدا شنیدہ ام
کہ فرمود مالی ولیزید ولا بارک اللہ فی یزید کہ فرزند مرا و
فرزند دختر مرا یزید خواہد کشت و بآن خدائے کہ جان محمدؐ بقبضہ
قدرت اوست کہ فرزند مرا در ہیچ قوم نکشند کہ ایشان توانند کہ
او را یاری دہند و ندہند کہ خدا تعالی میان دلہا و زبانہائے ایشان
خلاف افگند۔ اور عبداللہ ابن عمر نے بھی اقرار کیا کہ من از رسول
شنیدم کہ فرمود حسینؑ بقتل خواہد رسید وہرکہ نصرت او نکند خدائے
تعالی در روز قیامت ویرا مخذول خواہد کرد (دیکھو روضۃ الصفا
جلد ۳ صفحہ ۵)

کیا یہ حدیثین حضرت امام حسینؑ کے شہید راہ خدا ہونے پر دلالت
نہین کرتی ہین؟ کیا جو شخص اپنی جان عزیز کو ضایع کرکے مرتکب
خودکشی کا ہو اُسکی نصرت نہ کرنے والے کو بھی خدا تعالی بروز قیامت
مخذول کریگا۔ حضرت مسلم کو وداع کرنیکے وقت خود حضرت امام
حسینؑ نے بھی حضرت مسلمؓ سے فرمادیا تھا کہ امید وارم کہ خداوند
عزوعلا مرا وترا بدرجہ شہادت رساند جس سے صاف ظاہر ہے کہ
اُس جناب کو اپنی اور نیز حضرت مسلم کی شہادت کا پہلے ہی سے

یقین تھا کیونکہ اسکی پیشین گوئی مخبر صادق سے سن چکے تھے اور
اب اُس کا سامان بھی پیش نظر تھا لہذا ارادہ خدا مین شہید ہوجانے
پر کمر ہمت چست باندہ لی تھی۔ لیکن حیف ہے عبد اللہ ابن عمر کے
حال پر۔ خود کہتے ہین کہ من از رسول م شنیدم کہ فرمود حسین بقتیل خواہد
رسید و ہر کہ نصرت او نکند خدا تعالیٰ در روز قیامت وے را مخذول
خواہد کرد اسپر بھی نصرت سے باز رہکر دیدہ و دانستہ اپنے کو
اُنھین لوگون مین داخل کیا کہ جنکو بقول رسول خدا تعالیٰ بروز
قیامت مخذول کریگا معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول رسول م کو سچا نہ
سمجھتے تھے انکو بھی مثل اپنے باپ کی رسالت مین شک تھا۔ خود تو خود
ابن عباس کو بھی جب اُنھون نے حضرت امام حسینؑ سے کہا کہ جان
من فدائے تو باد سخن تو آن مینماید کہ از وفات خود خبر میکنی و از واقعہ
خویش مرا آگاہ میگردانی و از من نصرت و معاونت طلب مینمائی بخدا
سوگند کہ اگر بپیش تو شمشیر زنم تا ہر دو دست من بیافتد ہنوز حقے از
حقوق نگذاردہ باشم ایسی باتین کہنے سے روکدیا اور حضرت
امام حسینؑ سے بھی برابر اسی پر زور دیتے رہے کہ یزید سے بیعت
کیجیے جب امام حسینؑ نے فرمایا کہ اگر در این اباو امتناع مخطی ام تعذیر
باید کرد تا از ان توبہ و استغفار کنم تو قسم کھا کر معترف ہوتے ہین
کہ حاشا و کلا کہ مثل تو ئی سالک طریق غوایت و خطا باشد باوجود
طہارت ذیل و کمال تکرمت و شرف نسب و وفور حسب از تو خوب
مینماید کہ با یزید بیعت کنی دیکھے خادم حسینؑ صاحب آپکے خلیفہ زادے
باوجود عداوت اہلبیت و طرفداری یزید بمقابل یزید حسینؑ کے
حسب و نسب و طہارت و کمال تکرمت کے مقر ہین اور آپ
اُس پلید کے لئے استحقاق مساوات کے دعویدار ہین شرم!

شرم! شرم!) امابمقتضائے زمان زندگانی باید کرد ومن
ازان می اندیشم کہ مخالفان درسوئے توشمشیر کشند وجھے پیش
توآید کہ تحمل آن نداشتہ باشی۔ ایسی دوراندیشی توعبداللہ بن
عمر صاحب کے باپ عمر صاحب کو بھی نہ سوجھی تھی اگر سوجھی ہوتی
توخود رسول ہی کو سمجھا دئے ہوتے کہ کاہکو شعب ابوطالب
مین محصور رہن یا غار مین چھپتے یا ہجرت کرتے ہین دشمنون کے
ہاتھ سے ایذائین اُٹھاتے ہین زخمی ہوتے ہین دندان مبارک
پر صدمہ پہنچتا ہے لوگ قتل کی فکر مین ہین زمانہ دشمن ہو رہا ہے
شاید آپ تحمل نہ ہوسکین۔ بمقتضائے زمان زندگانی باید کرد
ے زمانہ باتو نہ سازد توبازمانہ بساز۔ اس سے صاف ظاہر
ہے کہ عبداللہ ابن عمر صاحب بھی ہم عقیدہ ابوسفیان ویزید
تھے۔ ان کو حسینؑ کے تحمل کی معرفت نہ تھی۔ یہ نتیجہ اصحاب
سقیفہ کے انتخاب خلافت کا ہے جس کی وجہ سے لوگ خلیفۃ
اللہ کی صفات سے غافل ہوگئے تھے اور عوام الناس کے دماغ
مین یہ خیال پیدا ہوگیا تھا کہ ہر کس وناکس خلیفہ بنایا جاسکتا ہے
لیکن امام حسینؑ نے اپنی شجاعت سے حق کو واضح کردیا اور دکھادیا
کہ خدا کے منتخب کیے وہ خلفا کا تھے بنیان مرصوص کی مصداق
ہوتے ہین۔ انسان کیا جنات بھی پکار اُٹھے۔ انعی الحسین
ھبلا۔ کان الحسین جبلاً۔ بالآخر حضرت امام حسینؑ نے عبداللہ
ابن عمر سے فرمایا وصیت من بتو ان ومتوقع از تو چنان است
کہ در بیعت یزید تعجیل ننمائی تا عاقبت این کار برتو ظاہر گردد۔
لیکن اسپر بھی ابن عمر صاحب نے اپنے گلے مین یزید کی بیعت کا
کالا تاگہ ڈال ہی لیا بمقتضائے زمانہ زندگانی باید کرد۔

سے زندگی تو مزے سے گذر یگی آگے کیا ہوگا کوئی کیا جانے۔
اور بعد واقعہ کربلا بھی انھون نے حمایت یزید مین مطلقاً کوتاہی کی
چنانچہ صحیح بخاری مین ہے لما خلع اھل المدینۃ یزید ابن
معویۃ جمع ابن عمر حشمہ وولدہ فقال انی سمعت النبی
یقول ینصب لکل غادر لواء یوم القیمۃ وانا قد بایعنا
ھذا الرجل یزید ابن معویۃ علی بیع اللہ ورسولہ و
انی لا اعلم غدراً اعظم من ان یبایع الرجل علی بیع اللہ
ورسولہ ثم ینصب لہ القتال وانی لا اعلم احدا منکم
خلعہ ولا تابع فی ھذا الامر الا کانت الفیصل بینی وبینہ
فتح الباری جلد ۱۳ صفحہ ۵۵۔
یعنی جب اہل مدینہ نے یزید کو خلع کیا خلافت سے تو ابن عمر صاحب نے
(جو اپنے باپ کے ہمخیال اور جس غرض سے شیخین نے بنی امیہ کو فروغ
دیا تھا واقف تھے) اپنے حشم خدم اور اپنی اولاد کو جمع کرکے کہا کہ
مین نے سنا ہے رسول اللہ صلعم سے کہ فرماتے تھے ہر غدر کرنیوالے
کے لئے بروز قیامت ایک علم نصب کیا جائیگا اور ہم اس شخص یعنی
یزید ابن معویہ کی بیعت کر چکے ہین اوپر بیعت خدا ورسول کے اور
ہم نہین جانتے کہ اس سے بھی بڑھکر کوئی غدر ہو سکتا ہے کہ ایک
شخص کی بیعت کیجائے بیعت خدا ورسول صلعم پر پھر اُس سے قتال
کیا جائے۔ ہم نہین جانتے کہ تم مین سے کوئی بھی خلع کرے یزید کو اور
نہ متابعت کرے اُسکی اس امر مین مگر یہ کہ ہم سے اُس سے جدائی
ہو جائیگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اور یزید ایک ہی خمیر سے بنے تھے۔
اُس پلید کی بیعت کو معاذ اللہ بیعت خدا ورسول صلعم بنا رہے ہین اور
کس اہتمام سے اپنے حشم وخدم واولاد کو جمع کرکے سبکو دھمکا رہے

ہین کہ جو شخص بیعت یزید سے انحراف کریگا اُسکے اور انکے درمیان جدائی ہوجائیگی ۔ خادم حسین صاحب مبارکباد بمصداق آیہ کریمہ یوم ندعوا کل اناس بامامھم ۔ آپکے عبد اللہ بن عمر صاحب بھی یزید قاتل حسینؑ ہی کے ساتھ ضرور محشور ہونگے ۔

الغرض خادم حسینؑ صاحب ایک جانب تو آپ کوفیون کے لکھنے سے کوفہ کے نزدیک چلے آنے اور پہلے سے خبر پاکر واپس نہ تشریف لیجانے کا الزام لگا کر سبط رسولؐ کو اقدام کا ملزم ٹھہراتے ہین اور دوسری جانب یزید تو یزید ابن زیاد کو بھی آپ معذور قرار دینا چاہتے ہین کیونکہ آپ لکھتے ہین کہ لیکن کوفیون کی جلدبازی اور فتنہ پردازی کی وجہ سے ابن زیاد اس حکم کی زیادہ مدت تک تعمیل نہ کرسکا اور آخر جو کچھ اُس نے کیا اپنی مرضی اور منشا سے کیا ۔

محض جھوٹھ اوپر شاہ عبد العزیز صاحب کے تحفہ سے دکھا دیا گیا کہ یزید اور ابن زیاد دونون درپے قتل حسینؑ تھے اور انھین دونون کے حکم اور ترغیب وتحریص سے اشقیائے شام وعراق نے امام ہمام کو قتل کیا ۔ آپ لکھتے ہین کہ یزید کا حکم قتل حسینؑ کے بارہ مین ثابت نہین ہوا ۔ کیون اسقدر تکذیب رسول پر کمر بستہ ہین ابھی آپ ابن عباس والی حدیث اوپر پڑھ چکے ہین جسمین آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ مالی ولیزید ولا بارک اللہ فی یزید کہ فرزند مرا و فرزند دختر مرا خواہد کشت کتاب مثیر الاحزان مین عبد اللہ ابن عباس رضؓ سے منقول ہے کہ آنگاہ کہ مرض رسول اللہؐ شدت میشد و دران مرض در ہیگذشت امام حسینؑ را بسینہ مبارک خود می چسپانید و عرق بدنش بر حسینؑ سیلان داشت و بذل جان میفرمود و میگفت مالی ولیزید فلا بارک فی یزید اللھم العن یزید این بگفت و بخفتے مدہوش بود چون

بہوش آمد حسینؑ علیہ السّلام را بوسید و آب چشمش بمروے مبارک بدوید و فرمود امّا ان لی و لقاتلک مقاماً بین یدی اللہ عزوجلّ کہ داوری من با کشندہ حسینؑ در پیش روے خداوند خواہد بود۔

ذکر الشہادتین مطبوعہ آگرہ مین عائشہ کی زبانی منقول ہے کہ ہند مادر معاویہ نے خدمت جناب رسولخدا مین عرض کی کہ یا حضرت مین نے خواب دیکھا ہے کہ ایک آفتاب میرے سر پر پیدا ہوا اور اوس سے دوسرا آفتاب نکلا اور ایک ماہ سیاہ فام میرے بطن سے پیدا ہوا اور اوسی ماہ سیاہ سے ستارہ تاریک پیدا ہوا اور اوس ستارہ تاریک نے آفتاب ثانی پر جو آفتاب اول سے نکلا تھا حملہ کیا اور نگل گیا جس سے آسمان ظلمت کدہ ہوگیا اور ستارہائے سیاہ سے تمام جہان کو گھیر لیا جناب رسولخداؐ اس خواب کو سنکر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور ہند سے مکرر فرمایا دور ہو اے دشمن خدا تو نے ہمارے غم کو تازہ کردیا اور ہمارے عزیزون کے مرگ کی خبر ہم تک پہونچائی جب ہند باہر چلی گئی تو فرمایا اللّٰھمّ العنھا والعن نسلھا۔ جب لوگون نے تعبیر خواب پوچھی تو فرمایا کہ آفتاب اول علی علیہ السّلام اور آفتاب ثانی حسین بن علی علیہما السّلام ہین اور ماہ سیاہ معاویہ ہے اور ستارہ تاریک اوسکا بیٹا یزید ہے کہ جو ہمارے فرزند حسینؑ کو شہید کریگا اور اونکی شہادت سے آفتاب سیاہ اور آسمان تیرہ و تاریک ہو جائیگا تمام جہان کو تیرگی گھیر لیگی اور وہ ستارگان سیاہ سے مراد بنی امیہ ہین جو اہل جہان پر مستولی ہو جائینگے۔

محمد اکرام الدین اپنے رسالہ سعادت الکونین صفحہ ۸۶ مین لکھتے
ہین کہ ابن عساکر کی ایک روایت مین صراحتًہ یزید ملعون کا نام
لیا گیا ہے اور اوسپر لعن وطعن ذکر کی گئی ہے۔ ابو یعلی ابو عبیدہ
سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اس دین کی بنا ہمیشہ نیک اندازہ کے رہیگی یہانتک کہ بنی امیہ
مین ایک شخص جس کا نام یزید ہوگا وہ اس مین رخنہ پیدا کریگا
اور میرے اہلبیت کے مٹانے کا قصد کریگا۔ اسی طرح دوسری
حدیث مین جو ابو عاملی اور حافظ عبداللہ نعیم سے مروی ہے
لفظ یزید صراحتًہ آیا ہے۔ اور صفحہ ۱۹۰ مین لکھتے ہین کہ جب امام
حسینؑ شہید ہوے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یزید کو لکھ بھیجا کہ
اے یزید مین امید کرتا ہون کہ حق سبحانہ وتعالی تجھے یہ ملک و
سلطنت مبارک نہ کرے اسکے بعد کہ تو نے امام حسینؑ رضی اللہ عنہ
کو شہید کر ڈالا خدا تعالی تجھے ایسے عذاب مین گرفتار کرے جس کا
ذائقہ قیامت تک نہ بھولے اور آخرت کے مخلد عذاب مین مبتلا
ہو ہے دنیا سے جانہار بے نیل مرام او تھے الی آخرہ (اس خط کو
نقل کرکے صاحب رسالہ سعادت الکونین لکھتے ہین کہ) اس خط
کے مضمون سے ظاہر ہے کہ ابن عباس جیسے فقیہ شخص نے قتل
کی نسبت یزید کی طرف کی اگر وہ قاتل نہ ہوتا تو نسبت قتل کی
اوسکی طرف ابن عباس کیون جائز رکھتے (پھر لکھتے ہین) نیز
اخبار متواترہ سے ثابت ہے کہ بارہا حضرت محمد مصطفے احمد مجتبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نسل معاویہ سے ایک شخص یزید نام
پیدا ہوگا جس سے میرے فرزند حسینؑ کو سخت تکلیف پہونچیگی اور
اوسکے ہاتھ سے میرا فرزند شہید ہوگا۔ پس یزید کا قاتل حسینؑ ہونا

بے شبہہ و شک ثابت ہوا (پھر صفحہ ۱۹۱ کے حاشیہ پر لکھتے ہین)
علامہ تفتازانی نے کہا ہے نحن لانتوقف فی شانہ بل فی
ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ۔ یہی عبارت
شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۰۲ کی بھی ہے۔ دیکھئے یہ فیصلہ آپ کے
ہمشربؒ کا ہے مخبر صادق کی پیشین گوئیان غلط نہین ہوسکتی ہین۔
خادم حسین صاحب ذرا ہوش سنبھال کر باتین کیجئے آپکی بے بنیاد
کوششون سے یزید پلید کا حکم قتل حسینؓ کی بابت چھپ نہین سکتا
ہے کتب تاریخ مین وہ واقعات محفوظ ہین جو پکار پکار کر کہہ رہے
ہین کہ یزید قتل حسینؓ فرزند رسول الثقلین پر ایسا کمربستہ تھا کہ
واپس جانے سے بھی اُس مظلوم کی جان نہ مدینہ مین بچ سکتی تھی نہ مکہ مین
چنانچہ عبداللہ ابن عمر نے جب مدینہ واپس چلنے کا مشورہ دیا تھا
تو اُنکے جواب مین حضرتؓ نے یہی ارشاد فرمایا کہ ہیہات یا ابن عمر
دشمنان مرا در کنج خانہ نگذارند و اگر غائب شوم مرا طلب دارند
و بر بعیت یزید اکراہ کنند و اگر ابا کنم قتل را مباح انگارند و حسب
و نسب مرا منظور ندارند بعض لوگون سے یہ بھی فرمایا کہ قسم ہے
خدا کی اگر مین حشرات الارض کے سوراخ مین بھی ہوون تب بھی
یہ لوگ مجھے اُس جگہ سے نکالکر ضرور قتل کرینگے (دیکھو تاریخ کبیر طبری)
آپکا یہ حیلہ بھی کہ کوفیون کی جلدبازی اور فتنہ پردازی کی وجہ سے
ابن زیاد کو ایسا کرنا پڑا کارگر نہین ہوسکتا یزید کا وہ فرمان شاہی
جو واقعہ کربلا سے چھ مہینہ پیشتر یعنی معویہ کے مرنیکے بعد فوراً ہی
ولید بن عقبہ حاکم مدینہ کے پاس بابت قتل حسینؓ کے بھیج چکا تھا
اور جسپر عمل کرنے کیلئے مروان ولید کو مجبور کر رہا تھا کہ جسکی وجہ
سے سبط رسولؐ کو روضۂ رسولؐ سے جدا ہو کر وطن آوارہ

ہونا پڑا کتب تاریخ مین محفوظ ہے۔ چنانچہ صاحب روضۃ الصفا معویہ
کے مرنے اور یزید کی مسند نشینی کے حالات درج کرنیکے بعد لکھتے ہین
"کہ یزید فرمان داد تا ابواب خزائن بکشایند و امرا و اعیان و طبقات
حشم را علی اختلاف مراتبہم بالمائے فراوان داد" بعدہ ایک فرمان
جو ولید بن عقبہ حاکم مدینہ کے نام عوام الناس سے بیعت لینے
کیلئے جاری ہوا تھا اُسکو نقل کرنیکے بعد لکھتے ہین کہ" و رقعہ دیگر
در غایت ایجاز نوشت مشعر برآنکہ از امام حسینؑ و عبداللہ بن عمر و
عبدالرحمن بن ابی بکر و عبداللہ بن زبیر بیعت بستان و درین باب
اہمال منمائے و اگر بیعت نکنند سر ایشان را نزد من فرست" اور مقتل
ابو مخنف مین ہے ثم کتب الی الولید بن عقبہ کتابًا اوّلہ
امّا بعد یا ابا محمّد اذا قرءت کتابی ھذا اخذ لی البیعۃ
علیہم من قبلك عامۃ وعلی ھولاء الاربعۃ النفر خاصۃ
اوّلھم عبد الرّحمٰن بن ابی بکر والثانی عبد اللہ بن عمر
والثالث عبد اللہ الزبیر والرّابع حسین بن امیر المومنین
وانفذ کتابی الیھم فان لم یبایعك فانفذ الیّ راسہ
مع جواب کتابی ھذا والسّلام۔ (یعنی پھر ولید بن عقبہ کو ایک
خط لکھا جسکا آغاز اس طرح تھا اما بعد اے ابا محمد جس وقت کہ تو میرے
اس خط کو پڑہے تو تجھکو چاہیئے کہ میری بیعت لوگون سے عام طور پر
لے اور خاص کرکے ان چار شخصون سے اول عبدالرحمن ابن
ابی بکر دوم عبداللہ ابن عمر سوم عبداللہ بن زبیر چہارم حسینؑ بن امیر المومنین
سے اور یہ خط میرا اونکے پاس بھیجدینا اور اگر وہ تجھسے بیعت نہ کرین
تو اُن کا سر میرے پاس مع جواب خط ہذا کے بھیجدینا والسّلام۔
دیکھا آپنے یزید کا حکم قتل حسینؑ کی بابت آپ کہتے تھے کہ یزید کا حکم قتل

حسینؑ کی ثابت نہین ہے۔ یہ ہمنے صرف دو کتابون کی عبارت نقل کردی ہے ورنہ ابوالحسن مدائنی ابن ہشام کلبی ابن اثیر ابو جعفر طبری۔ ابو اسحق اسفرائنی صدہا مورخین اہلسنت نے اس حکم کو اپنی اپنی کتب تاریخ و سیر و مقاتل مین لکھا ہے۔ آپکا یہ کہنا کہ یزید کا حکم قتل حسینؑ کی بابت ثابت نہین ویسا ہی ہے جیساکہ کوئی دن کو رات کہے۔ یہ نہ سمجھئے گا کہ یزید نے صرف اسی خط پر اکتفا کیا بلکہ اسکے بعد جب مروان نے یزید کو لکھ بھیجا کہ حسینؑ نے بیعت نہین کی اور عبداللہ ابن زبیر بھی بغیر بیعت بھاگ کر مکہ کی جانب چلا گیا تو یزید کا دوسرا فرمان ولید کے نام اس مضمون کا پھونچا کہ عبداللہ ابن زبیر کو اُسکے حال پر چھوڑدو وہ جہان کہین جائیگا ہماری کمند اُسکے گلوگیر رہیگی لومڑی چاند سے بھاگ کر کہان جاسکتی ہے اور اس خط کے جواب کے ساتھ حسینؑ ابن علیؑ کا سر میرے پاس بھیجدے اگر تو اس حکم کو خاطر خواہ بجا لائیگا اور میری اطاعت و فرمانبرداری سے باہر نہوگا تو مین تجھے بہت بڑا مرتبہ عطا کرونگا لشکر کثیر کی سپہ سالاری دونگا اور تو بیحد دولت و حشمت والا ہوجائیگا والسّلام۔

اب اسکو بھی ملاحظہ کیجئے کہ بیعت یزید کیسے وحشیانہ ظلم و جور کے ساتھ اور کن شرائط پر لیجاتی تھی کہ جسکو کوئی صاحب حیا و غیرت ہرگز پسند نہین کرسکتا تھا۔ آپ ہی کے علامہ سبط ابن جوزی واقعہ حرہ مین مدینہ منورہ کے غارت ہونے مسجد رسول کی ہتک حرمت تین سو کنواری لڑکیون کے خراب اور راتنے ہی اصحاب رسول اور سات سو قاریان قرآن کے قتل کئے جانیکے حالات جنکی تصریح آیندہ موقع پر کیجائیگی لکھکر لکھتے ہین کہ اس لشکر کا امیر راضی نہین ہوتا تھا تا وقتیکہ اُسکے ہاتھ پر یزید کی بیعت اس اقرار کے ساتھ نہ کیجائے

کہ بیعت کرنیوالا یزید کا غلام ہوگیا یزید چاہے اُسکو بیچڈالے چاہے آزاد
کردے اُن مین سے بعض لوگون نے کتاب اللہ اور سنت رسول
اللہ پر بیعت کرنیکو کہا تو اُنکی گردن ماری گئی۔ اسکے بعد خانہ کعبہ پر
سنگ باری کرنے اور کسوت بیت اللہ مین آگ لگا کر پھونک دینے کا
حال لکھا ہے اگرچہ یہ واقعات حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد
واقع ہوئے لیکن اگر یزید کے اُس دوسرے فرمان قتل کے بعد جو
ولید کے نام آیا تھا وہ جناب مدینہ منورہ مین توقف فرماتے تو یہی واقعات
جو بعد حضرت کی شہادت کے واقع ہوئے ضرور حضرت کی آنکھون
کے سامنے ہوتے جنکو حسینؑ سا غیور کبھی گوارا نہین کر سکتا تھا۔ یہ بھی
نہین کہا جا سکتا ہے کہ اہل مدینہ حضرت کا ساتھ دیتے اور اُنکی کمک
سے حضرت اس لشکر غدار کا مقابلہ کر سکتے تھے کیونکہ جب اہل مدینہ
خود اپنی حفاظت نہ کر سکے تو اُس مظلوم کا کیا ساتھ دیتے۔ بلکہ مدینہ
منورہ تو اُس وقت مین دشمنان اہلبیت سے ایسا بھرا ہوا تھا کہ جب
ام المومنین ام سلمہ نے بروز عاشورا دیکھا کہ وہ خاک جو رسول نے
اُس معظمہ کے پاس شیشہ مین رکھوائی تھی مثل خون تازہ جوش مار
رہی ہے تو حسب فرمودہ رسول اللہ سمجھ گئین کہ حسینؑ شہید ہوگئے
نالہ وزاری کرنے لگین لیکن دشمنان اہلبیت کے خوف سے پھر فوراً
خاموش ہوگئین (دیکھو روضۃ الصفا جلد ۳ صفحہ ا)

اللہ اکبر اہلبیت رسول اس درجہ کو پہنچا دئے گئے تھے کہ زوجہ رسول
فرزند رسول کے غم مین دشمنان اہلبیت کے خوف سے رو بھی نہ سکین
ایسی حالت مین کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ کوفیون کی بیوفائی کی خبر
پانیکے بعد اگر وہ حضرت مدینہ منورہ واپس چلے آتے تو جان بچ جاتی
بلکہ حضرت پر الزام عائد ہوتا کہ کوفہ سے پانچ سو اکتیس خط آئے تھے

اگر وہان چلے جاتے تو حضرت کی جان عزیز بھی بچ جاتی اور مدینہ
پر کہ حرم رسول ہے اور مکہ پر حرم خدا ہے - یزید مسلمان تھا
ظلم نہ کرتا اور اہالیان مکہ و مدینہ یون غارت و تباہ نہوتے اور
اس طرح بیحیائی اور بے عزتی اور بے شرمی سے اون لوگون
کی آبروریزی نہوتی - یزید کے جتنے مظالم تھے سب اُس مظلوم
کے پیش نظر تھے اور اہل مدینہ کے حالات کو بھی مشاہدہ فرما چکے
تھے - اب ظاہراً اُس وقت تک جائے پناہ صرف خانہ کعبہ باقی
رہگیا تھا کیونکہ وہان کوئی مسلمان کسی پشہ کو بھی مارنیکی جرأت نہین
کرسکتا ہے لہذا باوجود اسکے کہ حضرت خوب جانتے تھے کہ وہان
بھی پناہ نہ ملیگی بنظر اتمام حجت مجبوراً روضۂ رسول ص سے جدا ہوکر
مع اہل حرم خانہ خدا مین جاکر پناہ گزین ہوئے اور خلق خدا کو
دکھا دیا کہ دیکھو یزید ایسا بیدین ہے جسکو حرمت خانہ کعبہ کا بھی
خیال نہین ہے اس سے یہان بھی جان نہین بچ سکتی ہے -
ہائے وہ شایق حج جو پچیس ۲۵ حج پیادہ پا کرچکا ہے اور رہتا ہمیشہ سے
پھر بھی اشتیاق حج مین خود خانہ کعبہ مین بیٹھا ہوا ہے - بلکہ احرام
باندھکر طواف و سعی بھی بجا لاچکا ہے عین آٹھوین ذی الحجہ کو صرف
اس لحاظ سے کہ حرمت خانہ کعبہ ہمارے خون سے ضایع نہو
نیت حج کو عمرۂ مفردہ سے بدلکر خانہ خدا سے جو اُسکے باپ کا
مولد بھی ہے نکلنے پر مجبور ہوتا ہے اور اپنے مقتل کی راہ لیتا ہے
کیونکہ خبر مل چکی ہے کہ یزید نے تیس ۳۰ شیاطین بنی امیہ کو خفیہ
حاجیون کے لباس مین بھیجا ہے کہ حسین کو جس حال مین پاؤ قتل
کرڈالو چنانچہ شیخ الاسلام قسطنطنیہ امام قندوزی اپنی کتاب
ینابیع المودۃ مین ۸ ذی الحجہ کا ذکر کرکے لکھتے ہین دکان فیہ

خروج الحسین رضی اللہ عنہ من مکۃ الی العراق
بعد ان طاف وسعیٰ واحلّ من احرامہ وجعل حجہ
عمرۃ مفردۃ لانہ لم یتمکن من اتمام الحجاج ثلاثین رجلًا
من شیاطین بنی امیہ وامرھم بقتل الحسین علیہ السلام
فی کل حال۔ یہ روایت تاریخ اعثم کوفی و مقتل ابی مخنف مین بھی
ہے اور آگے امام طریحی نے بھی اسکو لکھا ہے اس مین شک نہین
کہ امام عالیمقام نے مکہ معظمہ کے قیام کو صرف امن کے خیال سے
اختیار فرمایا تھا مگر یہان بھی جب مخالفین کی یہ خفیہ سازشین معلوم
ہوئین اور اس امر کا یقین ہوگیا کہ یزید ہمارے قتل پر ایسا کمربستہ
ہے کہ حرمت کعبہ کا بھی لحاظ نہین کریگا تو مکہ کے قیام سے بھی مجبوراً
علیحدگی اختیار فرمائی اور علی العموم ارشاد فرماتے تھے کہ مین وہ
گوسفند بننا نہین چاہتا جس کے ذبح ہونے سے حرمت کعبہ ضایع
ہوگی چنانچہ تاریخ طبری مین ہے کہ بعض لوگون نے مکہ ہی مین
قیام رکھنے کا مشورہ دیا تو اُنکے جواب مین فرمایا واللہ لان اقتل
خارجًا منہا (ای من مکۃ) بشبرًا احبّ الیّ من ان اقتل
داخلًا فیہا بشبرًا وایم اللہ لو کنت فی حجر ھامۃ من ھذہ
الھوام لاستخرجونی حتی یقضوا فی حاجتہم واللہ لیعتدن
کما اعتدت الیہود فی السبت (یعنی واللہ اگر مین مکہ سے ایک
بالشت باہر قتل کیا جاؤن تو یہ امر مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت
اسکے کہ بقدر ایک بالشت کے مکہ کے اندر قتل کیا جاؤن قسم ہے
خدا کی اگر مین کسی حشرات الارض کے سوراخ مین بھی ہون تب
بھی یہ لوگ مجھے اُس جگہ سے نکالکر ضرور قتل کر ڈالینگے اور بخدا
مجھپر ویسا ہی ظلم و تعدی کرینگے جیسا کہ یہو د نے سبت مین ظلم د

تعدی کیا تھا یعنی جیسا کہ یہودیون نے یوم سبت کی حرمت کا خیال نہین کیا اُسی طرح یہ لوگ بھی نہ خانہ کعبہ کی حرمت کا خیال کرینگے اور نہ شہر حرام کا۔ خادم حسین صاحب آپ حضرت امام حسین علیہ السلام کی دوراندیشی پر حرف آتے ہین یہ نہین سمجھتے کہ خلیفۃ اللہ خود اللہ تعالیٰ سے تعلیم یافتہ ہوتا ہے اُس کا مقابلہ ملائکہ بھی نہین کرسکتے جیسا کہ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً الخ (بقرہ غ ۴) سے ثابت ہے اور جب علم مین مقابلہ نہین کرسکتے تو اُسکے خیالات و مصالح کو بھی نہین پاسکتے تب آپ کس شمار مین ہین جو حسینؑ کے ایسے خلیفۃ اللہ کی مصلحتون کا ادراک کرلینگے یہان بطور نمونہ صرف ایک نکتہ غور کیجیے۔ حضرت امام حسینؑ نے جو یہ فرمایا تھا کہ مین وہ گوسفند بننا نہین چاہتا جسکے ذبح ہونے سے حرمت خانہ کعبہ ضایع ہوگی اسکا کیا مطلب تھا۔ دور نہ جایے اپنے پیر مرشد شاہ ولی اللہ صاحب کی ازالۃ الخفا ہی کو اوٹھا کر دیکھ لیجیے لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص مدفون ہوگا باشرک دکفر شہر مکہ مین قریش سے جسپر نصف عذاب عالم ہوگا اور اُس شخص کے نام کی تحقیق منظور ہو جسکو شاہ صاحب نے قصداً چھپا دیا ہے تو کنز العمال ملاحظہ فرمایے نام بھی ملجائیگا کیونکہ صاحب کنز العمال نے اس حدیث کو اس طرح لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مکہ مین ایک مرد قریشی دفن ہوگا جسکا نام عبداللہ ہوگا اُسپر عالم کا عذاب کا ایک حصہ ہوگا اور دوسری روایت اوسی کنز العمال مین ہے کہ اگر اُس شخص کا گناہ تولا جایے تو دونون جہان کے گناہون سے زیادہ ہوگا۔ پھر اُسکی تیسری روایت

ہین ہے کہ مکہ مین ایک سردار قریش کی قبر بنیگی جس کا نام عبد اللہ ہوگا اُسپر نصف عالم کا عذاب ہوگا (کنز العمال صفحہ ۲۴۳) -
خادم حسین صاحب کچھ سمجھے یہ کون عبد اللہ ہین جنپر مخبر صادق کی پیشین گوئی پوری اوتری وہی آپکے خلیفہ اول ابوبکر صاحب کے نواسے عبد اللہ ابن زبیر جنھون نے خلیفہ زمان وصی برحق جناب علی مرتضی علیہ الصلوۃ والسلام سے مخالفت کرکے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا تھا اور اپنی خالہ بی بی عائشہ بنت ابوبکر کو جنھین ام المومنین اور زوجہ رسول ہونے کا شرف حاصل تھا اُس فوج باغی کی کمینڈر انچیف بنا کر مردون سے لڑانے کیلئے لیگئے تھے اور جب وہ معظمہ مقام حواب مین پہونچین اور کتے بھونکنے لگے تو اُس معظمہ کو مخبر صادق کی پیشین گوئی یاد آگئی واپس ہونا چاہا مگر عبد اللہ ابن زبیر صاحب نے خود بھی جھوٹھی گواہی دی اور رشوت دیکر دوسرون سے بھی جھوٹھی گواہی دلوا کر اُس معظمہ کو واپس نہونے دیا چنانچہ مورخین بالاتفاق لکھتے ہین کہ اسلام مین یہ پہلی جھوٹھی گواہی واقع ہوئی اور یہ مقابلہ بھی اُس علیؑ کے ساتھ تھا جسکی شان مین ضربۃ علیؑ یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین - وارد ہوا ہے (یعنی حضرت علیؑ کی ایک ضربت جو جنگ خندق مین واقع ہوئی دونون جہان کی عبادت سے افضل ہے) لہذا عبد اللہ ابن زبیر کی نسبت رسول اللہ صلعم کا یہ فرمانا کہ اُسکا گناہ دونون جہان کے گناہون سے زیادہ ہوگا اور اُسپر نصف عالم کا عذاب ہوگا کیسا صحیح ہے
اللھم صل علی محمد وال محمد ۔
بروایت استیعاب عبد البر کی اہل عرب عبد اللہ ابن زبیر کو

ازحد بخیل ضیق الطعن نہایت بدخلق اور حد درجہ کا فاسد کہتے تھے ایسے شخص پر جسقدر بھی عذاب ہوجائے تعجب نہین ہے لیکن اگر حضرت امام حسینؑ مکہ مین شہید ہوتے تو اُنکے بعد ایک نہین ہزار عبداللہ مکہ مین مدفون ہوتے تو بھی آپ اور آپکے ہم مشرب اس حدیث کی تاویل مین بجائے عبداللہ ابا عبداللہ ہی کہتے لہٰذا مستبعد نہین ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے مکہ معظمہ مین شہید ہونے سے منجملہ دیگر وجوہات کے اس وجہ سے بھی احتیاط فرمائی ہو۔ چاہتے تھے کم سے کم ایک بالشت بھی زمین مکہ سے باہر نکلکر شہید ہون۔ بہرحال یہ امر اُس امام عالی مقام پر بخوبی ثابت ہوچکا تھا کہ اگر فوراً مکہ سے روانہ نہو جائینگے تو شیاطین بنی امیہ جنکو یزید نے حجاج کے لباس مین خفیہ بھیجا ہے (جیسا کہ ینابیع المودہ وتاریخ اعثم کوفی سے منقول ہوا) ضرور اُس مظلوم کو عین حالت حج مین قتل کرڈالینگے اور حرمت خانہ کعبہ کو ضایع وبرباد کردینگے۔ مقام غور ہے مدینہ مین جب یزید کا کرر فرمان قتل آیا تو روضہ رسول سے جدا ہوکر خانہ خدا مین آکر پناہ لی کیونکہ اُس وقت تک یہان کوئی مسلمان کسی پشہ کو بھی مارنیکی جرأت نہین کرسکتا تھا مگر دشمن یہان بھی پہنچکر خانہ خدا کی بھی حرمت ضایع کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ اب تو صاف معلوم ہوگیا کہ نہ مدینہ مین پناہ ہے نہ مکہ مین اب دنیا کی نظرون مین کوفہ رہا کیونکہ بقول سبط ابن جوزی ڈیڑہ سو اور بقول دیگر مورخین ۱۵۰ عرضیان آچکی ہین کہ آپ ہماری پیشوائی اور رہنمائی کیلئے تشریف لائے۔ شبث ابن ربعی حجار بن الحر یزید ابن حارث یزید ابن عدیم عروہ بن قیس عمرو ابن حجاج اور محمد ابن عمیر

کی عرضیون مین یہ مقصد بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ سب سامان منتظم ہو چکا ہے اور لشکر آراستہ آپکی نصرت کے لئے تیار رہے ہے - یہ عرضیان دسوین رمضان المبارک سے آنی شروع ہوئی تھین لیکن امام حسینؑ نے ان مین سے کسی پر اعتبار بھی نہ فرمایا نہ کسی کا جواب دیا - امام حسینؑ خوب جانتے تھے کہ بجز چند ضعیف الحال افراد کے جتنے اہل کوفہ ہین سب طریقہ رسول وطریقہ علیؑ سے منحرف سینان معویہ شاہی ہین اسی لئے اُنکے خطوط کا جواب تک نہ دیتے تھے بالآخر جیسا کہ سبط ابن جوزی نے تذکرہ مین لکھا ہے اس مضمون کی عرضیان آئین کہ ان لم تقبل الینا فانت اثم یعنی اس حالات مین کہ ہم طالب ہدایت اور آمادہ نصرت ہین اگر آپ ہماری طرف تشریف نہ لائینگے تو معاذاللہ گنہگار ہونگے تب اُس معصوم نے بنظر اتمام حجت اپنے برادر عم حضرت مسلم کو تنہا صرف دو خوردسال بچون کے ساتھ بھیجکر دکھادیا کہ یہ کوفی دغاباز اور بیدین ہین خواہان ہدایت نہین ہین بلکہ بیحیا وبیرحم یزیدی ہین - اگر بغیر حضرت مسلم اور ان دونون بچونکو بھیجے ہوئے اور بغیر حضرت مسلم کے جانیکا نتیجہ ظاہر ہوئے وہ خلیفہ اللہ اپنے علم موہوبہ من اللہ پر عمل فرماکر کوفیون کے لکھنے پر کوفہ جانے سے انکار فرماتا تو یہ حجت تمام نہ ہوتی چونکہ مقتل اوس شہید راہ خدا کا جہان کی مٹی جبریل لائے تھے کوفہ نہ تھا بنظر اتمام حجت ورفع الزام حضرت مسلمؑ کو جنکا مقتل حضرت جانتے تھے کہ کوفہ ہے روانہ کردیا اور رخصت کے وقت یہ بھی فرمادیا کہ مین امیدوار ہون کہ خدا تمکو اور مجھکو درجۂ شہادت پر فائز کرے -

سبحان اللہ سچ فرمایا تھا رسول اللہؐ نے نحن اھلبیت لایقاس

بنا احد۔ دیکھئے اس دور اندیشی کو۔ خلیفۃ اللہ یون قول خدا ورسول ص کی تصدیق کرتے ہین اور خلق اللہ پر اتمام حجت فرماتے ہین اجرائے دین خدا کے مقابل مین اپنی جان کو عزیز نہین کرتے ہین۔ الغرض مسلم مع اپنے دونون بچون کے داخل کوفہ ہو گئے اہل کوفہ نے تعظیم وتکریم کی اور مطمئن کردیا کہ ہم نصرت و اطاعت کو حاضر ہین اٹھارہ ہزار اہل کوفہ سے بعیت لینے کے بعد حضرت مسلم پر حجت قائم ہو گئی چونکہ ظاہر اسباب پر عمل کرنے کا حکم ہے۔ تقریبًا گیارہ ذیقعدہ عابس ابن شبیب کے ہاتھ امام حسین کی خدمت مین اس مضمون کا خط روانہ کیا کہ اس وقت تک اٹھارہ ہزار آدمی میرے ہاتھ پر بعیت کر چکے ہین اب مناسب یہ ہے کہ آپ تشریف لائے۔ یہ خط ۱۱ ذیقعدہ کا ہے مگر اس خط کے آنے پر بھی وہ خلیفۃ اللہ کوفہ کا رخ نہین کرتا ہے بیت اللہ مین پناہ گزین ہے اور منتظر ہے کہ حضرت مسلم کے کوفہ جانے کا مآل کار مثل روز روشن ظاہر ہو جائے اور وہ اسباب بھی جن سے معلوم ہو جائے کہ خانہ خدا مین بھی پناہ نہین مل سکتی فراہم ہو جائین۔ ۸ ذی الحجہ پہونچیگی او ہر دشمن بارادہ قتل حاجیون کے لباس مین داخل مکہ ہو گئے اب خانہ خدا مین ٹھہر نہین سکتے ادہر اسی ۸ ذی الحجہ کو حضرت مسلم بھی کوفہ مین شہید ہو رہے ہین لیکن ہنوز کوفیون کی بیوفائی کی خبر مکہ مین نہین پہونچی ہے لہذا دنیا کے دیکھنے مین کوفہ کی جانب لیکن حقیقتًا اپنے مقتل کی جانب جسکو خوب جانتے اور پہچانتے ہین حضرت روانہ ہوئے ابن سعد بن العاص نے جو یزید کی طرف سے حاکم مکہ تھا فورًا اپنی فوج کے ساتھ اپنے بھائی یحیی کو بھیجا وہ اگر سد راہ ہوا یہانتک نوبت پہونچی

کہ عوان جانبین یکدیگر را بتازیانہ زحمت کردند و آسیب زدند
یہ مزاحمت اسلئے تھی کہ حسینؑ مکہ سے باہر نہ جانے پائیں مکہ ہی
مین اُن شیاطین بنی امیہ کے ہاتھون سے جو حاجیون کے
لباس مین چھپکر آئے ہین شہید ہو جائین لیکن عمر ابن سعید اپنی
کوشش مین ناکامیاب رہا امام علیہ السّلام روانہ ہو گئے ۔۲
محرم ۶۱ھ ہجری کو وارد کربلا ہوئے ۔ تاریخ اعثم کوفی مین ہے ۔
امام حسینؑ نے اپنے مقتل پر پہونچکر پوچھا کیا یہی زمین کربلا ہی ہمراہون
نے کہا ہان یہی میدان کربلا ہے آپ نے فرمایا ہان یہ ایذا اور
مصیبت کی جگہ ہماری قتل گاہ ہے ہمارے لوگون کا احاطہ اور ہمارے
اونٹون کی جائے خواب یہی جگہ ہوگی اسی خاک پر ہمارے خون
بہینگے یہ فرماکر حضرت نے وہان سے آگے بڑہنے کا ارادہ نہ کیا ۔
اسباب کو دریائے فرات کے کنارے ایک طرف اُتارا اور خیمے
کھڑے کئے بھائی اور چچا زاد بھائی ہر ایک اپنے اپنے واسطے خیمہ
لگاتا تھا غرض امام حسینؑ کے خیمہ کے گرد آپکے دوستون اور
ہمیون کے خیمے کھڑے ہو گئے سب تو اپنے خیمون مین آرام سے
لیٹ رہے اور امام حسینؑ اپنی تلوار کی صفائی مین مصروف ہوئے
غلام ابوذر غفاری آپکے پاس حاضر تھا اور حضرت بحالت تفکر یہ
اشعار پڑہ رہے تھے ؎

یا دھر اف لک من خلیلی	کم لک بالاشراف والاصیل
من طالب وصاحب قتیل	ما اقرب الوعد من الرحیل
وکل حیّ سالک السبیل	وانما الامر الی الجلیل

حضرت کی بہنون زینبؑ و ام کلثوم نے آواز سنکر کہا اے بھائی
یہ کسکی آواز ہے جو اپنے قتل کا یقین کئے ہوئے ہے ۔ حضرت نے

فرمایا اے بہن لو توڑ کے القطالنا م زینبؓ نے کہا وا ثکلاہ اے
کاش مین مر جاتی اور یہ دن نہ دیکھتی۔ مختصر یہ کہ اہلبیت مین کہرام
پڑگیا حضرت امام حسینؓ نے سبکو صبر و شکیبائی کی وصیت فرمائی
اور حُر نے جو بحکم ابن زیاد بدنہاد چند منزل سے حضرت کے تعاقب
مین تھا۔ عبید اللہ ابن زیاد کو خط لکھکر امام حسینؓ کے وارد کربلا
ہونے اور قیام کرنے سے مطلع کیا۔ عبید اللہ ابن زیاد نے
امام حسینؓ کو خط لکھا کہ اے حسینؓ مین نے سنا ہے آپ نے
کربلا کے متصل قیام کیا ہے اور آج ہی یزید کا خط میرے پاس
پہونچا ہے اُس نے حکم دیا ہے کہ جبتک آپکو واصل بحق نہ کردون
نہ بستر پر سوؤن نہ کھانے کا مزہ چکھون یا آپ اُسکی فرمانبرداری
اختیار کر کے بیعت کرین۔ والسلام (تاریخ اعثم کوفی)
دیکھئے خادم حسین صاحب یزید کا حکم قتل حسینؓ کی بابت پے در پے
چلا آرہا ہے۔ آپ کہتے ہین کہ یزید کا حکم قتل حسینؓ کی بابت ثابت
نہین ہوا اور اسکی دلیل آپ صرف یہ پیش کرتے ہین کہ دربار
شام مین جب اسیران اہلبیت پہونچے تو یزید سخت پشیمان ہوا
اور اپنے منہ پر طمانچے مارے اور نہایت سخت روتا رہا اور سر دربار
ابن زیاد کو ملامت کی کہ مین نے تجھکو کب حکم دیا تھا کہ امام کو شہید
کردینا۔ اولاً تو آپکا یہی لکھنا کہ سر دربار ابن زیاد کو ملامت کی آپکی
کمال تاریخ دانی پر دلالت کرتا ہے اسی تحقیقات پر آپنے بڑی محنت
سے اپنا وہ رسالہ لکھا ہے جسکا نام تحقیق واقعات کربلا رکھا ہے؟
بھلا بتائیے تو کس مورخ نے لکھا ہے کہ اسیران اہلبیت کے ساتھ
ابن زیاد خود دربار یزید مین گیا تھا اور یزید نے ابن زیاد کو ملامت
کی تھی؟ آپکو معلوم نہین ہے ابن زیاد خود نہین گیا تھا۔ دیکھئے

تاریخ اعثم کوفی - ابن زیاد نے زجر بن قیس محضر بن ثعلبہ اور شمر ذی الجوشن کو حکم دیا کہ علیؑ بن حسینؑ اور مخدرات عصمت کو شہیدون کے سرون کے ساتھ دمشق مین یزید کے پاس لیجاین وہ ملاعین اس لعین کے حکم سے اسیران خاندان نبوت کو لیکر بجانب شام روانہ ہوے جب دمشق مین پھونچے شہیدون کے سر اور علیؑ بن حسینؑ اور مستورات اہلبیت رسولخداؐ کو یزید کے سامنے پیش کیا اس لعین نے حکم دیا کہ خاندان نبوی کے سردار کا سر طشت طلا مین رکھین اور یہ اشعار پڑھے ؎

لیت اشیاخی ببدر شہدو	وقعۃ الخزرج من وقع الاسل
فاھلوا واستھلوا فرحاً	واستحوا القتل فی عبد الاشل
لست من عتبہ ان لم انتقم	من بنی احمد ما کان فعل
لعبت ھاشم بالملک فلا	خبر جاء ولا وحیٌ نزل

جب دیکھا کہ خلقت امیر المومنین حسینؑ کے سبب نفرین بھیج رہی ہے تب شمر اور اسکے ہمراہیون پر بظاہر غصہ ہوا اور کہا مین تمھاری فرمانبرداری سے حسینؑ کے قتل بغیر بھی خوش ہوتا پسر مرجانہ پر لعنت ہو کہ ایسے بُرے کام کا مرتکب ہوا - مسٹر میسو ماربین جرمنی بھی لکھتے ہین کہ اکثر یزید بوجہ ملامت قتل حسینؑ کا الزام اپنے امرا سلطنت پر ڈالتا تھا - صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہین کہ در بعضے از کتب بنظر رسیدہ کہ یزید امثال این سخنان بجہت آن برزبان می آورد کہ مردم بر قتلہ امیر المومنین حسینؑ واصحاب او نفرین میکردند واو را توبیخ وسرزنش بسیاری نمودند - اور فرق مطہر کے ساتھ بے ادبی کی ادینہ روایت اس طرح لکھتے ہین کہ چوبے بدست گرفتہ بر ثنایائے امام حسینؑ می نہاد و میگفت حسینؑ را چہ لب ودندان

ننگو بود یکے از حضار مجلس روئے بوے آوردہ گفت اے
یزید تو چوب بر ثنایائے حسینؑ می زنی وحالانکہ من دیدہ ام کہ
رسولخداؐ بوسہ برلب و دندان امام حسینؑ و برادر او امام حسنؑ میزد
ومیگفت کہ ایشان سیدان جوانان اہل جنت اند ابو المویدخوارزمی
گوید کہ دران زمان کہ یزید چوب برلب و دندان مبارک امام حسینؑ
میزد سمرہ بن جندب گفت قطع الله یدیك یا یزید چوب
برلب و دندان کسے میزنی کہ من بسیار دیدہ ام کہ رسولخداؐ بوسہ
برآن لب و دندان میزد یزید گفت اگر صحبت تو با رسولخدا مانع
نشدے گردن ترا میزدم سمرہ گفت طرفہ حالتے است کہ تو ملاحظہ
صحبت مرا با آنحضرت میکنی و رعایت فرزندان او را مہمل میگذاری
ازین سخن خلائق در گریہ افتادہ نزدیک بآن شد کہ فتنہ حادث
گردد۔ ابو مخنف نے بھی اپنے مقتل مین یزید کا سر مطہر کے ساتھ
چھڑی سے بے ادبی کرنا اور جالوت یہودی وجاثلیق نصرانی کا
یزید کو ملامت کرنا اور اپنے اپنے خوابون کو بیان کرنا کہ رسولخدا
کو اس مصیبت مین غمناک دیکھا ہے اور خواب بیان کرنیکے بعد
اُن دونون کا مسلمان ہونا اور اُسی وقت بحکم یزید قتل کیا جانا
بالتفصیل لکھا ہے۔

سبحان اللہ دیکھئے سر بریدہ حسینؑ کو بھی دیکھکر یہود و نصاری مسلمان
ہوتے ہین مذہب یزید پر لعنت کرتے ہین اور محبت حسینؑ مین شہید
ہوکر داخل جنت ہوتے ہین۔ یزید کا ایک شخص کو منبر پر بھیجکر سبّ
امام حسینؑ کرانا اور اہلبیت رسول کو دربار مین طلب کرنا ہر ایک
کا نام پوچھنا جناب ام کلثومؑ و جناب سکینہؑ سے مخاطب ہوکر کلمات
طعن کہنا اور جناب امام زین العابدینؑ کو شہید کرنیکا حکم دینا

اُسپر اہلبیت مین شور و فریاد کا بلند ہونا اور حاضرین کے چہرہ سے
آثار غیظ و غضب کا ظاہر ہونا اُس سے یزید کا خائف ہو کر قتل امام
زین العابدین سے باز رہنا بھی مقتل ابو مخنف مین مفصلاً مذکور
ہے۔ کیون خادم حسین صاحب اُس باپ اور بیٹے یعنی معویہ اور
یزید کا سلوک جو ہمیشہ روز ازل سے دشمن رسولخدا تھے اہل
بیت رسول ص کے ساتھ دیکھا۔ سچ بتایئے کہین ایسے بھی دشمن ہوتے
ہین جو فرق بریدہ کے ساتھ ایسی حرکتین کرین اور ایسے ایسے کلمات
طعن و تشنیع کے کہکر اپنی عداوت کا اظہار کرین اور اُسپر طرّہ یہ
کہ آج بھی آپ اُن دشمنون کی طرفداری مین غلامان اہلبیت
رسول کے دلون کو یہ کہکر صدمہ پہونچاتے ہین کہ دیکھو یہ سلوک
اہلبیت کے ساتھ اُس باپ اور بیٹے کے ہین جو روز ازل سے
دشمنان اہلبیت تھے۔ ابو مخنف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے
کہ جب یزید اہل شام کی تنبیہ اور ملامت سے ڈرا تو اُسنے اپنے
ہر سردار سے پوچھنا شروع کیا کہ آیا تونے حسین کو قتل کیا ہے سب
ملاعین انکار کرتے گئے حتیٰ کہ شمر و خولی نے بھی قسمین کھا کھا کر قتل حسینؑ
سے انکار کیا آخر مین قیس نے اوّلاً یزید سے اپنی جان کی امان
طلب کی جب عہد امان حاصل کر چکا تو کہا کہ حسینؑ کا قاتل وہی شخص
ہے جسنے رایات جنگ آراستہ کر کے فوجین پے در پے واسطے
قتل حسینؑ کے روانہ کین یزید نے پوچھا وہ شخص کون ہے تب
قیس نے صاف کہدیا کہ واللہ اے یزید تو ہی وہ شخص ہے اور
تو ہی نے حسینؑ کو قتل کیا ہے یزید شرمندہ ہو کر دربار سے اُٹھ گیا
اور اپنے گھر مین جا کر اپنے منہ پر طمانچے مارنے لگا اور کہتا تھا کہ
مالی و قتل الحسینؑ (ہائے مجھکو قتل حسینؑ سے کیا کام تھا) یزید

کی یہ ندامت ویسی ہی ہے جیسی فرعون کی اُس نے بھی غرق
نیل ہونیکے وقت جیساکہ قرآن مین مذکور ہے کہا تھا امنت برب
موسیٰ وھارون کیا یہ قول فرعون کے ایمان کی دلیل ہوسکتا
ہے۔ یزید حسینؑ پر نہین روتا تھا بلکہ اپنے کردار پر روتا تھا جیساکہ
خود اُسکے کلمہ مالی وقتل الحسینؑ سے صاف واضح ہے۔ ان
سب کے علاوہ اگر بقول آپ کے یزید نے ابن زیاد کو امام سے صرف
بیعت لینے کے واسطے حکم دیا تھا قتل کا حکم نہین دیا تھا اور ابن
زیاد نے جو کچھ کیا اپنی مرضی او رمنشا رسے کیا تو ذرا یہ تو فرمائے
کہ یزید نے ابن زیاد کو اپنے حکم سے باہر قدم رکھنے کی سزا کیا دی؟
دیکھئے آپکے سند المحدثین عبدالحق ابن سیف الدین القادری
الشاذلی الحنفی کے نواسے محمد اکرام الدین اپنے رسالۂ سعادت
الکونین کے صفحہ ۱۲۵ مین آپکے امام ابن جوزی کا قول لکھتے ہین
کہ عبید اللہ بن زیاد کے قتل کرنے سے اتنا تعجب نہین ہے کیونکہ وہ
محکوم یزید تھا ہان یزید کی گمراہی پر سخت تعجب اور افسوس ہے
کہ امام علیہ السّلام کے سر مبارک پر لکڑی مارتا تھا اور صفحہ ۱۲۷
مین بحوالہ مختصر طبری لکھتے ہین کہ جب یزید امام علیہ السّلام کے
لب و دندان پر چھڑی مارتا تھا اور کھانا کھاتا تھا یزید کا ایک غلام
مقبول نامے بھی کھڑا کھڑا یہ بیجا حرکت دیکھ رہا تھا کہنے لگا اے
یزید خدا سے ڈر کیونکہ یہ سر محمد صلی اللہ علیہ (و آلہ) وسلم کے بزرگترین
اولاد امجاد کا ہے میری آنکھون کے سامنے اونکے دانتون پر
چھڑی نہ مار کہ خواجہ کائنات نے بارہا میرے سامنے ان لب
ودندان پر بوسے دئے ہین یزید نے کہا تجھکو بھی اونھین دشمنون
سے مین شمار کرتا ہون غلام نے سنتے ہی میان سے تلوار نکال

زور سے سر یزید پر ماری چونکہ تقدیر الٰہی مین سے اس تلوار سے اوسکا کشتہ ہونا مقدر نہ تھا شمشیر بالکل کارگر نہوئی پس ایک غوغا محشر انگیز اوس مجلس مین واقع ہوا اور کامل ایک پہر تک لڑائی کا رنگ جما رہا آخر چالیس آدمیون کو قتل کرکے خود شہید ہو گیا
خادم حسین صاحب آپ لکھتے ہین کہ یزید نے اسیران اہلبیت کی نہایت عزت کی اور با حترام شام سے رخصت کیا۔ لیکن محمد اکرام الدین اپنے رسالہ مذکور کے صفحہ ۱۲۶ مین کہ مسند ابن جوزی لکھتے ہین کہ اہلبیت اطہار کو اونٹون کے خشک پالان پر سر و پا برہنہ پریشان بال کھلے ہوئے سوار کرکے مع سر مبارک مدینہ کی طرف بھیجا۔ اسکے بعد ابن جوزی کا قول لکھتے ہین کہ اگر یزید کے دل مین ایام جاہلیت کا کینہ نہ ہوتا اور اوسکے اقربا جو بدر کے دن حضرت علیؑ کے ہاتھ سے کفر کی حالت مین مارے گئے تھے اگر وہ عداوت اُسکے قلب مین راسخ نہ ہوتی تو سر مبارک کی بزرگی کرکے عمدگی کے ساتھ دفن کرا دیتا اور بقیہ آل رسول کے ساتھ نیکی سے پیش آتا۔
خادم حسین صاحب اب آپ اپنے امام ابن جوزی اور اپنے سند المحدثین عبد الحق صاحب کے نواسے محمد اکرام الدین حنفی سے ملکر یا خود ہا اسکا فیصلہ کر لیجیے کہ تینون مین کون آیہ کریمہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا مستحق ہے۔

قولہ لیکن سوال یہ ہے کہ اُن کوفیون نے کونسا حق جان نثاری ادا کیا جو روز ازل سے شیعیان علیؑ و محبان اہلبیت تھے اور جنکا خمیر ہی پیدائش کے وقت اہلبیت کے خمیر کے ساتھ مشترک تھا ؎

من از بیگانگان ہرگز نہ نالم ؛ کہ با من ہرچہ کرد آن آشنا کرد

اقول اُن کوفیون نے جو روز ازل سے شیعیان علیؑ و محبان اہلبیت

تھے اور جنکا خمیر بھی پیدایش کے وقت اہلبیت کے ساتھ مشترک تھا مثلاً ہانی بن عروہ حبیب بن مظاہر مسلم بن عوسجہ زہیر بن القین عابس بن شبیب شوذب حر ابن یزید ریاحی مع فرزند و برادر و عبداللہ بن عفیف وغیرہم نے جیسی جان نثاری کی اور جس طرح اپنے خون کو بھی خون اہلبیت کے ساتھ ملحق کرکے شرکت خمیر کو ثابت کردیا تمام عالم پر روشن ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ہان یہ البتہ ہے کہ اُن کوفیون کی تعداد جو روز ازل سے شیعیان علیؑ و محبان اہلبیت تھی اور جنکا خمیر بھی پیدایش کے وقت اہل کے خمیر کے ساتھ مشترک تھا بہت کم بلکہ انگلیون پر شمار کرنے کے قابل باقی رہگئی تھی جیساکہ آپکے امام ابوالحسن علی بن محمد کی کتاب الاحداث سے اوپر دکھایا جاچکاکہ "آپکے امیر معاویہ نے اپنے عمال کے ہاتھون سے عموماً اور زیاد کے ہاتھ سے خصوصاً قبل واقعۂ کربلا شیعون کا ایسا استیصال کرادیا تھاکہ یکتن از شناختگان شیعیان علی علیہ السّلام در عراق بجا نماند" چنانچہ خود عبیداللہ ابن زیاد نے جبکہ ہانی ابن عروہ کو محمد ابن اشعث وغیرہ کی معرفت دغابازی سے اپنے دربار مین بارادۂ قتل بلوایا ہے تو ہانی پر احسان جتاکر کہا کہ یاھانی اما تعلم ان ابی قدم ھذا البلد فلم یترک احد من ھذہ الشیعۃ لاقتل غیر ابیک (یعنی اے ہانی کیا تو نہین جانتا کہ میرا باپ بعد معویہ حاکم کوفہ ہوکر آیا تو اُس نے ان شیعون مین سے سوائے تیرے باپ کے اور کسی کو بغیر قتل کئے نہین چھوڑا۔

خادم حسین صاحب دیکھئے آپکے امیر معاویہ صاحب نے تو زیاد بن ابیہ کو اپنے باپ ابوسفیان کا جنا قرار دیکر اور کوفہ و بصرہ کا حاکم بناکر

اُسکے ہاتھون سے شیعیان علیؑ کا اس طرح خاتمہ کرا دیا تھا اب کوفہ مین بجز چند افراد مثل ہانی ابن عروہ وغیرہ کے شیعیان علی کہان تھے جو جان نثاری کرتے اب تو شہر کوفہ بلکہ تمام عراق بلکہ معویہ کا سارا قلمرو سنیون سے جو اوسوقت شیعیان عثمان کہے جاتے تھے بھرا تھا کیونکہ جس فرمان مین شیعیان علیؑ کے استیصال کا حکم تھا اُسی مین شیعیان عثمان یعنی سنیون پر مواہب وعطایا کرنے اور اُنکی عزت افزائی کرنیکی بھی تاکید تھی۔ جس گروہ پر بادشاہ وقت کی اسقدر نوازش ہو اُسکی ترقی کا کیا کہنا ہے دنیا دار طمع عطایا و مواہب مین جھک پڑے جدھر دیکھو دوستان عثمان ہی نظر آتے تھے اور جو سنی شیعیان عثمان تھے وہی شیعیان معویہ و شیعیان یزید بھی تھے اور ان سب کے سرگروہ محمد ابن اشعث آپکے خلیفہ اول ابوبکر صاحب کے بھانجے اور عمر ابن سعد وہی سعد ابن وقاص جنکو آپ لوگ سادس الاسلام کہتے ہین چنانچہ انھین لوگون کے خبر دینے پر یزید نے ابن زیاد کو جو اُس وقت بصرہ مین تھا لکھا تھا کہ ہمارے شیعون نے کوفہ سے ہمین مسلم ابن عقیل کے آنے کی خبر دی ہے۔ اور چونکہ یہ کوئی سنی جو شیعیان عثمان بعدہ شیعیان معویہ و شیعیان یزید و بعدہ معویہ کے دو سال کے نامون سے مرکب ہوکر یادگار بیعت معویہ و اجرائے سنت سب علیؑ اہلسنت والجماعت کے لقب سے سرفراز ہوے. جیسا کہ اوپر ثابت ہو چکا اپنی منافقانہ چال اور بزدلی و بیوفائی و قابو پرستی مین تمامتر اصحاب ثلاثہ و عبداللہ ابن عمر کے ہمسر تھے لہذا ہر عاقل یہی کہیگا کہ ان کا خمیر بھی پیدائش کے وقت اصحاب ثلاثہ ہی کے خمیر کے ساتھ مشترک تھا کیونکہ خمیر کا پتہ آثار و افعال

سے لگتا ہے سردار اہلبیت یعنی حضرت علی کی جان نثاریان
جنگ احد مین جبکہ سب اصحاب حتی کہ یار غار بھی رسول اللہ صلعم
کو تنہا چھوڑکر بھاگ گئے تھے ثابت قدم رہکر رسول کی سینہ سپر
رہنے۔ جنگ خندق مین جبکہ عمرو بن عبدود کی مبارزطلبی پر
اُسکے رعب سے ساری فوج اسلام اس طرح بے حس و حرکت
ہو رہی تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ سبھون کے سرون پر طائر بیٹھا ہے
اُس دیو سے مقابل ہوکر اوسکو فی النار کرنے اور سند لافتیٰ
الاّ علی لاسیف الا ذوالفقار وضربت علیؑ یوم الخندق
افضل من عبادۃ الثقلین حاصل کرنے جنگ حنین مین جبکہ
سب اصحاب منتشر الحواس بھاگے جاتے تھے اُس شیر خدا کے
ثابت قدم رہکر جنگ کو فتح کرنے۔ جنگ خیبر مین رسول اللہ صلعم
کی زبانی کرار غیر فرار کا خطاب و رجلاً من یحب اللہ واللہ
یحبہ کی سند حاصل کرنے سے جسپر تمامی کتب تاریخ و مغازی
بلا اختلاف شاہد ہین اظہر من الشمس ہین تب اُن لوگون کی
نسبت جن کا خمیر ایسے جان نثار و کرار غیر فرار کے ساتھ
مشترک ہو بزدلی یا بیوفائی کا گمان بھی کرنا سراسر خلاف عقل
ہے۔ خمیر کا کیا ذکر ایسے لوگون کو جن مین اوصاف ذمیمہ
پائے جائین اہلبیت کی جانب جنکی شان مین آیہ تطہیر نازل
ہوا ہے منسوب کرنا بھی اہل اسلام کا کام نہین ہے۔ اسکے
برعکس شب ہجرت کو آپکے خلیفہ اول ابوبکر صاحب کے غار مین
مارے ڈر کے رونے لگنے سے جنگ احد مین رسول کو تنہا
چھوڑکر ابوبکر و عمر و عثمان تینون صاحبون کے فرار کرنے سے
جن مین ابوبکر صاحب بقول عمر صاحب خود تو بھاگے ہی جاتے

تھے دوسروں سے بھی پکار پکار کر کہتے جاتے تھے قد قتل محمد فارجعوا الی ادیانکم اور عمر صاحب بقول خود مثل بزکوہی اُچکتے ہوئے پہاڑ پر چڑھے جاتے تھے جس کا ذکر قرآن مین بھی جناب باری اس طرح فرماتا ہے اذ تصعدون ولا تلوٗن علی احدٍ والرسول یدعوکم فی اخرٰکم (یاد کرو اُس دن کو جبکہ تم چڑھے چلے جاتے تھے پہاڑ پر اور کسی کی طرف مڑکر نہ دیکھتے تھے حالانکہ رسول ص تمھارے پیچھے تمکو بلا رہا تھا) اور تیسرے درجہ والے عثمان صاحب تو اپنے درجہ کی مناسبت سے ایسا بھاگے کہ تین روز تک پتہ نہ لگا اُحد سے بھاگتے بھاگتے مدینہ ہی مین آکر دم لیا۔ جنگ خندق مین باوجود اسکے کہ رسول نے ان لوگون کو نام بنام مخاطب فرماکر حکم دیا کہ عمرو ابن عبدود سے مقابلہ کرو اُن لوگون کی جرأت نہ پڑنے سے اور عمر صاحب اس عذر کرنے سے کہ یا حضرت یہ تو ایسا بہادر ہے کہ ہزار ڈاکوون سے تنہا لڑا تھا اور بجائے سپر ہاتھ مین بچہ شتر کو اوٹھائے ہوئے تھا کسکی مجال ہے کہ اس سے مقابلہ کرے۔ جنگ حنین مین بھی ان سب حضرات کے فرار کر جانے سے اور رسول ص کے یا اصحاب الشجرہ ویا اصحاب الثمرہ کہکر پکارنے پر بھی کہ جس سے حضرت کا مقصود جان نثاری والی بیعت رضوان کا یاد دلانا تھا نہ پلٹنے سے اور جیساکہ صحیح بخاری مین ہے عمر صاحب کو بھاگتے دیکھکر ابو قتادہ نے کہ پوچھنے پر کہ ماشان الناس عمر صاحب کے امر اللہ فرماتے ہوئے اپنا رستہ لینے سے۔ جنگ خیبر مین ابو بکر صاحب کے ایک بار اور عمر صاحب کے دو بار علم لیکر میدان جنگ مین جانے اور تینون مرتبہ ان لوگون کے فرار کرنے اور بھاگتے

وقت عمر صاحب کا فوج والون کو اور فوج والون کا عمر صاحب کو بزدل کہنے سے حدیبیہ مین اونٹون کی قربانی اور سر منڈانے مین رسول ص کی پیروی نہ کرنے اور رسول ص کا حکم نہ ماننے سے جیش اسامہ کے ہمراہ نہ جانے مین مخالفت حکم رسول ص کر کے دربار رسول ص سے لعن اللہ من تخلف عن جیش الاسامۃ کا تمغہ پانے سے اور رسول کی لاش کو بے غسل و کفن چھوڑ کر فکر حصول خلافت مین سقیفہ کا راستہ لینے سے جیساکہ تفسیر درمنثور سیوطی و صحیح بخاری و مسند احمد بن حنبل و ازالۃ الخفا و مستدرک حاکم و مدارج النبوۃ جیسی معتبر کتب اہلسنت و جملہ کتب تاریخ و مغازی سے ثابت ہے ان لوگون کی بزدلی بیوفائی طماعی دنیاداری بھی اظہر من الشمس ہے لہذا عقل بھی گواہی دیتی ہے کہ جن کوفیون سے بیوفائی بزدلی طماعی و دنیاداری ظہور مین آئی اور جنھون نے نواسہ رسول ص کو بلا کر اُسکا ساتھ نہ دیا بلکہ یزید کی اطاعت مین امام مظلوم کو بظلم و ستم شہید کر ڈالا اُن کا خمیر بھی پیدایش کے وقت اصحاب ثلاثہ ہی کے ساتھ مشترک تھا۔ اور ظاہر ہے کہ الجنس یمیل الی جنسہٖ ؎

کند ہمجنس باہمجنس پرواز

مزید او سپر یہ ہے کہ تیئیس برس تک زیر سایہ خلفائے ثلاثہ رہکر پرورش پانے سے اُنھین کی سیرت ان کوفیون کے ہر رگ و ریشہ مین پیوست ہو گئی تھی حضرت علیؑ کو تو مثل اس زمانہ کے سنیون کے چوتھا خلیفہ مان کر چند روز ساتھ ہوئے ہوتے نہ ہوتے لیکن معاویہ کی جانب جو عمر صاحب کا بنایا ہوا امیر تھا ان لوگون کا مثل آپلوگون کے دلی میلان تھا اور حضرت علیؑ کا سیرت شیخین

سے متنفر ہونا بھی ان دنیا پرستون کے دلون پر شاق تھا تب ایسے کوفی دلدادگان سیرت شیخین کیون نہ حضرت علیؑ یا حضرت امام حسنؑ سے بیوفائی کرتے اور کیون نہ یزید کا ساتھ دیکر خاندان نبوت کو جسکے نیست و نابود کرنے کا بندوبست خلفائے ثلاثہ ابتدا ہی سے کرتے آتے تھے کربلا مین تباہ و برباد کرتے اسکا تو ان کوفیون سے کوئی تعجب ہی نہین ہان یہ البتہ تعجب کی بات ہے کہ یہ کمبخت کوفی ایسے بیہودے تھے کہ عمر صاحب کا دم بھی ناک مین کر دیا تھا حالانکہ اُنھین کے ساختہ و پرداختہ اور بسائے ہوئے تھے اور دربار خلافت سے روزینہ پاتے تھے۔ (دیکھو سیرۃ النعمان شبلی صفحہ ۳۵) جسپر تنگ آکر خلیفہ صاحب کہا کرتے تھے من عذیری من اهل الکوفة ان استعملت علیهم القوی فجروه وان ولیت علیهم الضعیف حقروه۔ (کون ہے جو کوفیون سے میری عذر خواہی کرے کیسے ہی قوی عامل کو اُنپر حاکم مقرر کرتا ہون اُسکو عاجز کر ڈالتے ہین اور اگر کسی ضعیف کو والی مقرر کرتا ہون تو اُسکو ذلیل کرتے ہین)

اس سوال و جواب کے آخر مین جو آپنے شعر لکھا ہے اوسکی نسبت ہم کیا کہین کاش آپ سے اور عثمان صاحب سے عالم برزخ مین ملاقات ہوتی تو آپ سنتے کہ اونکی روح بی بی عائشہ صاحبہ کے سلوک کو یاد کر کے کس طرح آپکا یہ ترانہ پڑھکر نوحہ کر رہی ہے ؎

من از بیگانگان ہرگز نہ نالم ۔ کہ با من انچہ کرد آن آشنا کرد

قولہ سوال ۲۸ کہتے ہین کہ امام علیہ السلام کی مصیبت آدمؑ سے لیکر اسوقت تک بلکہ قیامت تک سب سے بڑی مصیبت ہی۔

جواب ۔ یاد رکھو کہ انبیائے کرام نے جو تکلیفین اپنے اپنے وقت کے مخالفون کے ہاتھ سے برداشت کی ہین وہ کربلا کی مصیبت سے بہت ہی زیادہ ہین حضرت نوح علیہ السلام کی مصیبت کو ہی تو خداوند کریم قرآن مجید مین فرماتا ہے فنجیناہ واھلہ من الکرب العظیم سورۂ انبیاء ع ۶ پھر شیعہ کی کتابون مین بھی لکھا ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے اعظم الناس بلاءً الانبیاء ع پس جن بزرگوارون کی مصیبت کو خدا اور اُسکا رسول عظیم مصیبت فرمائے اس کا تو ہم کچھ خیال اور اندازہ ہی نہ کرین اور ایک کربلا کی مصیبت کو عظیم ترین مصیبت بنائین یہ کہان کا انصاف اور کہان کا اسلام ہے اور پھر فرض کر لیا کہ کربلا کی مصیبت ہی عظیم الشان مصیبت ہے لیکن دیکھنا چاہیئے کہ یہ مصیبت اسلام پر کس گروہ کے طفیل نازل ہوئی ہے دوستون سے اسقدر صدمے اٹھائے جان پر ۔ دشمنون کی بھی عداوت کا گلہ جاتا رہا ۔

اقول آپنے انبیا کے مصائب کو تو اعظم مصائب فرمایا لیکن اسکی دلیل مین جو آیت پیش کی ہے فنجیناہ واھلہ من الکرب العظیم اس مین تو جناب باری نے حضرت نوح کی مصیبت مین اور اُنکے اہل کی مصیبت مین کچھ فرق نہین کیا ہے حضرت نوح کے اہلبیت سے بھی آپکے نزدیک خاتم النبیین سید المرسلین ص کے اہلبیت کم درجہ کے تھے آپ نے اس آیت سے صرف حضرت نوح کی تکلیف پر جو اُنکے مخالفین سے پہونچی استدلال کیا ہے مگر وہ اُنکے اہل کو اونکے مخالفین سے کیا تکلیف پہونچی کچھ نہین لکھا ۔

عوام الناس کے بہکانے کے لئے ایک عام فریب بابت لکھدی

کہ یاد رکھو کہ انبیائے کرام نے جو تکلیفین اپنے اپنے وقت کے
مخالفون کے ہاتھ سے برداشت کی ہین وہ کربلا کی مصیبت سے
بہت زیادہ ہین لیکن کسی نبی یا اوسکے اہلبیت کی کسی ایک مصیبت
کا بھی نام نہ لیا اور نہ لے سکتے ہین کہ جسکا مقابلہ کربلا کے مصائب
لاتعد ولاتحصیٰ سے کیا جاسکے مثل اُن لوگون کے جو تارک الصلوٰۃ
ہوکر لاتقربوا الصّلوٰۃ پر استدلال کرکے نماز و قرآن کے ساتھ
تمسخر کرتے ہین یا بتقلید اپنے پیر مغان یزید صاحب کے جس نے
اپنے اس شعر مین ؎ ماقال ربُّك ویل للذین شربوا
بل قال ربك ویل للمصلین (یعنی تیرے پروردگار نے
یہ نہین کہا ہے کہ جہنم ہے اُن لوگون کے واسطے جو شراب پیتے
ہین بلکہ تیرے پروردگار نے کہا ہے کہ جہنم ہے اُنکے واسطے
جو نماز پڑھتے ہین) نمازیون کے معاذ اللہ جہنمی ہونے پر قرآن سے
استدلال کیا ہے آپ نے بھی عوام الناس کو مغالطہ دینے کے لئے
آیات قرآنی کی قطع و برید کرکے صرف ایک آیت کا ایک ٹکڑا فنجیناہ
واھلہ من الکرب العظیم سورۂ انبیا رع ١ سے حضرت نوحؑ
علی نبینا وعلیہ السّلام کے بارہ مین لکھدیا تاکہ عوام الناس یہ سمجھین
کہ حضرت نوحؑ اور اُنکے اہلبیت حسینؑ سے بڑھکر کرب عظیم مین
مبتلا ہوگئے تھے۔ وہ مسلم آیت جسکا ٹکڑہ آپنے لکھا ہے اس طرح ہی
ونوحًا اذ نادی من قبل فاستجبنا لہ فنجیناہ واھلہ من
الکرب العظیم (اور نوحؑ کو جب اُس نے آواز دی اس سے
پہلے تو ہمنے اُسکی دعا قبول کی پھر نجات دی اُسکو اور اُسکے
اہل کو کرب عظیم سے) اور اسکے بعد اسی کے متعلق ایک اور
آیت اس طرح ہے ونصرناہ من القوم الذین کذبوا

بآیتنا انھم کانوا قوم سوءٍ فاغرقنٰھم اجمعین۔
(اور ہمنے مدد کی اُسکی اُس قوم کے مقابلہ مین جس نے ہماری
نشانیون کو جھٹلایا تھا بیشک یہ لوگ بہت بُری قوم تھے
ہمنے اُن سبھون کو ڈوبا دیا) صاحب تفسیر حسینی لکھتے ہین (و
نوحًا) ویاد کن نوح راعم (اذ نادی) چون ندا کرد پروردگار
خود را (من قبل) پیش از لوط و ابراہیم عم یعنی دعا فرمود بہلاک
قوم خود (فاستجبنا) پس اجابت کردیم مر دعائے او را
(فنجیناہ) پس نجات دادیم او را (واھلہ) و اہلبیت اورا از
فرزندان و زنان ایشان (من الکرب العظیم) از غم بزرگ
یعنی محنت طوفان۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ کرب عظیم سے
یہان مراد وہی طوفان نوحؑ ہے جس مین غرق ہونے سے
جناب باری نے حضرت نوحؑ اور اُنکے اہل کو بچالیا اور
اُن لوگون کو جو تکذیب آیات خدا کرتے تھے غرق کردیا جس
تفسیر کو چاہیے اُٹھا کر دیکھ لیجیے جملہ مفسرین نے بالاتفاق یہان
کرب عظیم سے مراد طوفان ہی کو لیا ہے۔ اس کرب العظیم کو حضرت
نوحؑ کی مصیبت قرار دینے اور اُسکو مصائب کربلا کے مقابل
مین لانے سے آپ کا منشا یہ ہے کہ جن مصائب مین حضرت امام
حسینؑ نے مبتلا ہو کر صبر کیا اُس سے بڑھکر حضرت نوحؑ نے اس
کرب عظیم مین مبتلا ہو کر صبر کیا حالانکہ یہ بالکل برعکس معنی عبارت
صریح آیہ کریمہ کا ہے اور ایسا معنی لگانے سے صاف صاف
تکذیب قرآن ہوتی ہے اس آیہ کریمہ کی عبارت تو اسقدر
صاف ہے کہ جسکو پڑھکر ادنی مبتدی عربی خوان بھی کہدیگا
کہ اسکا صریح مطلب تو یہی ہے کہ حضرت نوحؑ نے دعا کی

اور خداوند مجیب الدعوات نے اُنکی دعا کو مستجاب فرماکر اُنکو اور اُنکے اہل کو اس کرب عظیم سے نجات بخشی نہ یہ کہ وہ جناب اس کرب عظیم مین مبتلا ہوگئے اور اُسپر صبر کیا تب اس کرب عظیم کا مقابلہ اُن مصائب لاتعد ولاتحصیٰ سے جن مین حضرت امام حسینؑ نے مبتلا ہو کر صبر کیا کیونکر ہو سکتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ آپ نے اپنے مضمون مین ابتدا ہی سے اُلٹی بانی اختیار کیا ہے جس طرح سنیون کو شیعہ و دشمنان اہلبیت کو دوستان اہلبیتؑ بنایا ہی معویہ اور یزید نے جو تعدیان اور جو ظلم و ستم حضرت علیؑ و حسنین علیہم السلام اور اُنکے شیعون پر کئے اُنکو براہ طنز خاص طور کی خاطر و مدارات سے تعبیر کیا ہے ان حضرات کی توہین و سب و شتم کو آپ نے اپنی خاص اصطلاح مین عزت و حرمت قرار دیا ہی اُسی طرح یہان بھی اپنی اُلٹی بانی مین آپ اس آیہ کریمہ کا اُلٹا مطلب لگا رہے ہین آنحضرتؐ نے جو فرمایا کہ اعظم الناس بلاءً الانبیاء نہایت صحیح ہے لیکن کیا آپکو معلوم نہین ہے کہ کسی شخص کی مصیبت صرف وہی مصیبت نہین ہے جو اُسکے خاص جسم پر واقع ہو اپنی ہی پیش کردہ آیت مین دیکھ لیجئے جو نسبت حضرت نوحؑ کو کرب عظیم سے ہے وہی نسبت اُنکے اہل کو بھی ہے۔ بہائم کا ذکر نہین لیکن دنیا مین جتنے ذوی العقول ہین وہ اپنے اہل و عیال کے مصائب کو اپنے ذاتی مصائب سے بدرجہا بڑھکر سمجھتے ہین چنانچہ آپکے ہم مشرب محمد اکرام الدین صاحب بھی اپنے رسالہ سعادت الکونین کے صفحہ ۱۹۰ مین جواز لعن بر یزید کی بحث مین لکھتے ہین کہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ولد کی ایذا والد کو ایذا دینا ہے۔ کیا آپ نہین جانتے کہ حسینؑ کو خاتم المرسلین سے کیا

نسبت ہے حسینؑ وہ ہین کہ جنکی شان مین آنحضرتؐ کبھی لحمک
لحمی ودمک دمی (یعنی تیرا گوشت میرا گوشت ہے اور تیرا
خون میرا خون ہے) اور کبھی حسین منی وانا من الحسینؑ
(یعنی حسینؑ مجھسے ہے اور مین حسینؑ سے ہون) فرماتے تھے
حسینؑ بنص آیہ مباہلہ (فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم و
نساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل
لعنۃ اللہ علی الکاذبین) فرزند رسول الثقلین ہین جس
تفسیر کو چاہیئے اوٹھا کر دیکھ لیجئے اس آیہ کریمہ مین خود حضرت
علیؑ ہی کو نفس رسولؐ اور حسنینؑ علیہما السّلام کو فرزندان
رسول قرار دیا ہے۔ کیا آپ کسی تفسیر یا حدیث یا تاریخ کی کتاب مین
دکھا سکتے ہین کہ اس حکم الٰہی کی تعمیل مین بجز حضرت علیؑ و جناب
فاطمہؑ و حسنین علیہم السّلام کے کوئی اور بھی ایسا تھا جسپر لفظ ابناءنا
یا نساءنا یا انفسنا صادق آسکے۔ دیکھئے جب آپکے معویہ صاحب نے
سعید بن وقاص سے حضرت علیؑ کو بُرا کہنے کا حکم دیا تو سعید نے
اسی آیہ مباہلہ پر استدلال کرکے ایسا جواب دیا کہ آپکے امیر صاحب
سے کچھ نہ بن پڑی ساکت ہوگئے چنانچہ صحیح مسلم جلد ثانی باب مناقب
مین ہے کہ معویہ نے سعید کو حکم دیا کہ تو ابوتراب کو بُرا کیون نہین
کہتا ہے تو سعید نے جواب دیا کہ بسبب تین امر کے اولاً یہ کہ مین نے
رسول اللہؐ کو حضرت علیؑ سے فرماتے ہوے سُنا کہ کیا تو راضی
نہین ہے اسپر کہ تیری منزلت میرے ساتھ ویسی ہی ہو جیسی کہ حضرت
ہارونؑ کی منزلت حضرت موسیٰ کے ساتھ تھی مگر یہ کہ میرے بعد نبوت
نہ ہوگی۔ دوسرے یہ کہ بروز خیبر مین نے آنحضرتؐ کو کہتے ہوئے
سُنا کہ کلہ مین اُس شخص کو علم دونگا جو خدا اور رسولؐ کو دوست

رکھتا ہے اور جسکو خدا اور رسول دوست رکھتے ہین پس ہملوگ اپنے
اپنے دلون مین منصوبہ باندہنے لگے لیکن جناب رسولخدا نے فرمایا
کہ علیؑ کو بلاؤ جب لوگ حضرت علیؑ کو لائے تو انکی آنکھین دُکھ رہی
تھین آنحضرت نے اُنکی آنکھون مین اپنا لعاب دہن لگا دیا اور علم
اُنھین کو عنایت فرمایا اور اللہ تعالی نے اُنھین کے ہاتھون پر فتح
کرائی تیسرے جب یہ آیت ندع ابناءنا نازل ہوئی تو رسول اللہ
نے حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السّلام کو بلاکر کہا اللّھم
ھولاء اھلی (اے اللہ ہمارے اہل بس یہی ہین) ہمارا مقصود
یہان اس حدیث مین جو آپکی صحیح مسلم سے نقل کی گئی صرف لفظ
اھلی پر توجہ دلانا ہے یہی حدیث صحیح ترمذی کتاب التفسیر ص۱۳۹
مین بھی منقول ہے اور اُس مین بھی یہی لفظ اھلی وارد ہوا
ہے۔ اور ملاحظہ فرمائے تفسیر نیشاپوری مین ہے عن عائشہ
انّہ لما خرج فی المرط الاسود جاء الحسن فادخلہ ثم جاء الحسین
فادخلہ ثم فاطمۃ ثم علی ثم قال انما یرید اللہ لیذھب
عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً وھذہ الروایۃ
کالمتفق علیہ علی صحتہا بین اھل التفسیر والحدیث ندع
ابناءنا وابناءکم ای یدع کل منا ومنکم ابناءہ وبنا
ویات ھو بنفسہ وبمن ھو کنفسہ الی المباھلۃ وانما یعلم
اتیانہ بنفسہ من قرینۃ ذکر النفس ومن احضار من ھو
اعز من النفس ویعلم ایتان من ھو بمنزلۃ النفس من
قرینۃ ان الانسان لا یدع نفسہ۔ دیکھئے یہ روایت خود
بی بی عائشہ صاحبہ سے ہے اور یہی روایت آپکی صحیح مسلم جلد
ثانی باب مناقب حسنین صفحہ ۲۸۳ مین بھی بی بی عائشہ صاحبہ ہی

سے صفیہ بنت شیبہ کی زبانی منقول ہے۔ بی بی عائشہ صاحبہ
فرماتی ہین کہ (مباہلہ کے لئے) جب جناب رسولخدا سیاہ کمل
اوڑھکر نکلے تو پہلے حضرت امام حسنؑ آئے اُنکو اُسی کمل مین داخل
کرلیا بعدہ حضرت امام حسینؑ آئے اُنکو بھی داخل کرلیا پھر جناب
فاطمہؑ آئین اُنکے بعد حضرت علیؑ آئے جب یہ پانچون بزرگوار
یعنی پنجتن پاک ایک ہی کمل کے اندر مکمل اور محدود ہو چکے تو
آنحضرت نے فرمایا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل
البیت ویطھرکم تطھیرا۔ صاحب تفسیر نیشاپوری لکھتے ہین
کہ یہ روایت ایسی ہے کہ گویا اتفاق ہے اسکی صحت پر درمیان اہل
تفسیر اور اہل حدیث کے۔ آپکی صحیح ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۷۰ مین ہے
عن انس بن مالک ان رسول اللہ کان یمرّ بباب فاطمہ
ستة اشھر اذا خرج لصلوۃ الفجر یقول الصلوۃ یا اھل
البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت
ویطھرکم تطھیرا۔ یعنی انس بن مالک جو آپکے جلیل القدر صحابہ
سے ہین اور جنکی حدیثون پر آپکے یہان بہت کچھ دارومدار ہے
وہ کہتے ہین کہ چھ مہینہ تک جب جناب رسولخدا نماز صبح کے لئے
نکلتے تھے تو دروازۂ جناب فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا پر گذرتے ہوے
پکارتے تھے کہ الصلوۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب
عنکم الرّجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ اور ملاحظہ کیجئے
اسعاف الراغبین صفحہ ۱۰۶ مین ہے۔ ابن ابی شیبہ واحمد بن حنبل وترمذی
وابن جریر وابن المنذر وطبرانی وحاکم نے روایت کی ہے اور
اُسکو صحیح کیا ہے انس سے کہ رسول اللہ جب نماز صبح کے لئے
نکلتے تھے تو آپکا معمول تھا کہ جناب فاطمہ کے دروازہ پر جا کر

پکارتے تھے کہ الصلوٰۃ اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً۔

کیون خادم حسین صاحب بتائیے تو بجز ان حضرات کے یہ اہتمام اور کسی بنی کے اہلبیت کے واسطے ہوا ہے کیا حضرت نوحؑ کے اہل بیت کی بھی ایسی عظمت یا اونکے لئے ایسا اہتمام ہونا آپ کسی کتاب سے دکھا سکتے ہین؟

حیف ہے آپکی عقل پر کہ حضرت نوحؑ کے اہلبیت کی مصیبت کو تو آپ مصیبت عظیم سمجھتے ہین حالانکہ وہ اوس مصیبت سے بچ گئے جیسا کہ فنجیناہ واھلہ سے ثابت ہے اور سردار انبیا کے اہل بیت خصوصاً اوس فرزند رسولؐ کے مصائب لاتعد ولاتحصیٰ کو جسکی شان مین سرور کائنات واشرف الموجودات لحمک لحمی ودمک دمی اور حسین منی وانا من الحسین احب اللہ من احب حسیناً (رواہ الترمذی) فرمایا کرتے تھے آپ کچھ نہین سمجھتے!! خیر آپ سمجھئے یا نہ سمجھئے لیکن جناب باری تعالیٰ کے نزدیک اسکی کسی عظمت ہے چنانچہ مستدرک مین آپکے امام حاکم ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہین قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوحی اللہ الیّ انی قتلت بیحییٰؑ ابن ذکریا سبعین الفاً وانی قاتل ابن بنتک سبعین الفاً وسبعین الفاً۔ یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ وحی فرمائی مجھپر اللہ تعالیٰ نے کہ بدرستیکہ قتل کیا مین نے بسبب یحیی ابن ذکریا کے ستر ہزار آدمیونکو اور بدرستیکہ قتل کرونگا مین بسبب تیری دختر کے فرزند کے ستر ہزار اور ستر ہزار آدمیونکو (نیز دیکھو کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۳۲)

یہ تو حضرت یحییٰ کی مصیبت کے مقابل مین ارشاد ہوا اور ذبح حضرت

اسمعیل کے مقابل مین اسکو ذبح عظیم قرار دیا ہے چنانچہ منقول ہے کہ جب حضرت ابراہیم حضرت اسمعیل کی قربانی سے باز رکھے گئے تو آپکو حزن وملال کے ساتھ یہ خیال پیدا ہوا کہ جس قربانی پر اس شد ومد سے مامور کئے گئے تھے اوس سے کیون باز رکھے گئے ارشاد ہوا انّ ھذا لھوالبلاء المبین وفدینٰہ بذبح عظیم حضرت ابراہیم نے ذبح عظیم کو دریافت فرمایا تو ارشاد ہوا کہ تیرا فرزند اسمعیلؑ حامل نور خاتم المرسلین ہے اس وجہ سے ہمنے تیرا امتحان لیکر اسمعیلؑ کو بچالیا پھر جناب باری نے خلیل اللہ کی نظرون سے رفع حجاب فرماکر ختم المرسلین اور اُنکی آل طاہرین کا رتبہ جلیلہ معائنہ کرادیا حضرت ابراہیمؑ بہت محظوظ ہوے اور حضرت امام حسینؑ کو دیکھکر پوچھا یہ کون ہین ارشاد ہوا کہ یہ اسمعیلؑ کے فرزند کا لخت جگر یعنی محمد مصطفےٰ کی دختر کا بیٹا ہے اے ابراہیمؑ اپنی ذات کو زیادہ دوست رکھتے ہو یا محمدؐ کے لخت جگر حسینؑ کو عرض کی خداوندا مین محمدؐ کو اپنی ذات سے اور حسینؑ کو اپنے فرزند اسمعیلؑ سے زیادہ دوست رکھتا ہون ارشاد ہوا کہ اے ابراہیمؑ یہی اسمعیلؑ کا فدیہ عظیم ہے اشقیائے امت اسی کو مع اسکے اطفال خورد سال کے تین دن کا بھوکا پیاسا غربت وبیکسی کی حالت مین نہایت ظلم و ستم کے ساتھ شہید کرینگے جسکو دیکھکر شجر وحجر آسمان وزمین وحوش وطیور بہت روئینگے یہ سنکر حضرت ابراہیمؑ بہت روئے خطاب آیا کہ اے ابراہیم حسینؑ کی مصیبت کو سنکر رونا اوسی ثواب کے برابر ہے جو اسمعیل کی قربانی سے حاصل ہوتا (دیکھو منا ہیج الطالبین قزوینی - روضۃ الشہدا حبیب السیر معارج النبوۃ وغیرہ) اور جناب باری نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا چنانچہ ابن حجر

صواعق محرقہ مین روایت کرتے ہین روایت کرتے ہین کہ حسینؑ
جب شہید ہوئے تو ارض وسما گریان ہوئے آفتاب مین گہن لگ گیا
تین دن تک دنیا تیرہ وتاریک رہی دن کو تارے نظر آتے تھے
وظن الناس انّ القیامۃ قد قامت ولم یرفع حجرا من الشام
الا دای تحتہ دم عبیط اور مترجم صواعق محرقہ نے لکھا ہے
کہ ابو سعید گفت ہیچ سنگے در دنیا برنداشتند در ایام قتل حسینؑ
مگر اینکہ در زیر آن سنگ خون تازہ بود ودران روز آسمان خون
بارید واثر آن خون درجامہا باقی ماند تا انقطاع یافت اور ابو نعیم
کا قول لکھتے ہین کہ چون بیدار شدیم دیدیم کہ جامہا وظروف تمام
پر خون بود ودر روایتے آنکہ گفت بارانے بارید بر خانہا و
دیوارہا در خراسان وشام وکوفہ از خانہا مانند خون روان۔ اور امام
امام ثعلبی نے بھی آیہ کریمہ فما بکت علیہم السماء والارض کی
تفسیر مین لکھا ہے عن السدی قال لما قتل الحسینؑ ابن علی
بکت علیہ السماء وبکاءھا حمرتھا۔ عطا نے بھی اس آیہ کریمہ
کی تفسیر مین ایسا ہی لکھا ہے۔ محمد اکرام الدین صاحب حنفی بھی اپنے
رسالہ سعادت الکونین مین ابن الاخضر زہری وحافظ ابو الحسن
عثمان بن محمد بن ابی شیبہ العنسی وثعلبی کی روایتین لکھی ہین کہ
امام ہمام کے قتل پر آسمان رویا فرشتون کے چیخ کی آواز لوگون
نے سنی آسمان سے بارش خون ہوئی کئی دن تک تمام جہان
تیرہ وتاریک رہا جس پتھر کو اوٹھاتے تھے اوسکے نیچے خون تازہ
جوش مارتا تھا اور لکھتے ہین کہ تہذیب التہذیب ذہبی مین مرقوم
ہے کہ امام حسینؑ کے قتل سے آسمان خون رویا اور صبح کو سارے
لشکر کے برتن خون سے پُر تھے شواہد النبوت مین ہے کہ امام

حسینؓ کے قتل سے آفتاب کو گہن لگ گیا طبرانی بشیر جعفر بن سلیمان سے نقل کرتے ہین کہ اونکے ماموں کہتے ہین کہ جب امام حسینؓ شہید ہوے تو آسمان سے خون مینہ کی طرح برسا میمون کہتے ہین کہ مین نے مروان ابن حنظلہ کے غلام سے سنا کہ وہ کہتے ہین عبید اللہ ابن زیاد کے دربان نے مجھسے بیان کیا کہ جب امام حسینؓ کا سر دار الامارۃ مین رکھا گیا تو مین نے دیوانخانہ کی چھت سے خون برستا دیکھا۔

کیون خادم حسینؓ صاحب آپ نے اس غم کی عظمت دیکھی؟ حدیث اعظم الناس بلاءً الانبیاء تو آپکو یاد رہی لیکن سید المرسلین کا یہ ارشاد کہ ما اوذی النبیون کما اُذیت ایہ حسین منی، وانا من الحسین بھول گئے۔ آہ آہ قتل حسین جو ایذا پہونچی اوس کا اندازہ کیا کوئی کر سکتا ہے۔ کیون جہان تیرہ و تاریک نہ ہو جاتا کیون آفتاب و ماہتاب کو گہن نہ لگتا کیون آسمان سے خون نہ برستا جبکہ خود اوس حبیب خدا کی روح مطہر جسکی شان مین خدا نے لولاک لما خلقت الافلاک فرمایا قبر سے مضطرب الحال اس غم مین خاک بسر نکل آئے۔ جیساکہ صحیح ترمذی مسند احمد بن حنبل جامع الاصول تاریخ الخلفا وغیرہ جیسی مستند کتابون سے ثابت ہے۔ آپکے ہم مشرب مولوی اکرام الدین صاحب حنفی بھی اپنے رسالہ سعادت الکونین کے صفحہ ۱۲۹ مین لکھتے ہین احمد اور بیہقی دلائل النبوۃ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ مین ایک دن دوپہر کے وقت قیلولہ کے لئے لیٹا ہوا تھا دیکھتا کیا ہون کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مگر اس حال مین کہ آپ کے سر اور

داڑھی کے بال پریشان غبار آلودہ تھے اور ایک شیشہ خون
کا بھرا ہوا ہاتھ مین رکھتے تھے مین نے عرض کیا کہ میرے مان باپ
آپ پر سے قربان ہون یہ شیشہ پر از خون آپ کے دست مبارک
مین کیسا ہے آپ نے دیدہ پرنم کر کے فرمایا کہ آج صبح سے حسینؑ
اور اوسکے رفقا کا خون اکٹھا کرتا ہوا پھرتا ہون اسی شیشہ مین
اوسکا اور اوسکے عزیزون کا خون ہے مین اس بات کو سنکر چونک
پڑا مگر جب امام حسینؑ کے قتل کی خبر سنی اور خواب کے وقت کا
اندازہ کیا تو امام علیہ السلام کی شہادت کا وہی وقت تھا جسمین
مین خواب دیکھ رہا تھا (دیکھو بھلا آنحضرت کا یہ حال نہ ہوتا یہ وہی
حسینؑ جگر گوشۂ رسول الثقلین ہین دیکھو شواہد النبوۃ جسپر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنے بیٹے ابراہیم کو قربان کر دیا) ترمذی
ایک انصاریہ عورت سے جسکا سلمی نام تھا روایت کرتے ہین
سلمی کہتی ہین کہ مین حضرت ام سلمہ کے گھر ایسے وقت پہونچی کہ
آپ زار زار رو رہی تھین مین نے کہا خیر تو ہے فرمایا کچھ نہین
مین نے کہا پھر بھی آخر رونیکی وجہ فرمایا مین نے ابھی رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپکی داڑھی اور سر مبارک پر
بکثرت غبار چھا رہا ہے مین یہ دیکھکر پریشان ہو گئی اور بیتابانہ عرض
کیا یا رسول اللہ یہ کیا ہے فرمایا حسینؑ کے مقتل سے آتا ہون صبح
سے اون کا اور اونکے ساتھیون کا خون اکٹھا کرتا پھرتا ہون
(ابن عباس والی روایت کو آگے امام احمد بن حنبل نے اپنے
مسند کے جلد اول صفحہ ۲۸۰ مین لکھا ہے اور ام سلمہؓ والی روایت
کو تاریخ الخلفا صفحہ ۱۴۵ مین بھی موجود ہے) اور جالوت وجاثلیق
کا خواب دیکھنا بھی اوپر مذکور ہو چکا۔ یہ اُسی غم کا اور رسولؐ کے

اُسی کرب کا اثر ہے کہ ابتک اُس شیشہ پر خون کی یادگار
ہین جسے رسولؐ بروز عاشورا اُس حالت سے لئے پھرتے
تھے شیعے بتاسی رسول تعزیہ جسکا مقصود وہی ہے جو اُس شیشہ
پر خون کا تھا بروز عاشورا لیکر نکلتے ہین اور چند روز قبل عاشورا
جو مٹی لاتے ہین وہ بتاسی جبرئیل ہے۔ آنحضرتؐ نے اس واقعہ
پر بعد وقوع ہی نہین غم کیا ہے بلکہ قبل وقوع بھی چنانچہ محمد اکرام الدین
اپنے رسالہ سعادت الکونین کے صفحہ ۵۶ مین لکھتے ہین حضرت
عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ مجھسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ میرا فرزند میرے بعد زمین طف مین مقتول ہوگا اور
اوسکے مقتل کی مٹی جو جبرئیل علیہ السّلام نے لاکر دی تھی اور جسکا
سرخ ہونا آپکے شہید ہونیکی پوری علامت تھی دی۔ محمد اکرام الدین
صاحب اور چند روایتین اسکے متعلق لکھنے کے بعد صفحہ ۲۰ مین
لکھتے ہین کہ ابن عساکر ام سلمہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت
جبرئیل علیہ السّلام نے امام حسینؑ کے مقتل کی مٹی رسول خدا کو دی
اور فرمایا کہ قاتل حسینؑ پر خدا تعالی کا بہت بڑا غصہ ہے اور
اوس سے زائد خدا کے نزدیک کوئی مبغوض نہین۔ اور شواہد
النبوۃ مین مرقوم ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ ایک
رات رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر سے کہین باہر تشریف
لے گئے اور تھوڑی ہی دیر مین تشریف لے آئے مگر ایک عجیب
ہیئت پریشان محزون مغموم کی طرح بال بکھرے ہوئے غبار
آلودہ ہاتھ مین کچھ لئے ہوئے آئے مین نے یہ حال مشاہدہ کرکے
عرض کی یا رسول اللہ صلعم میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہون
یہ کیا حال ہے فرمایا اس وقت جبرئیل مجھے عراق کے اوس

حصہ مین جس کا کربلا نام ہے لیگئے امام حسینؑ کے قتل کی جگہ اور میرے اون فرزندون کے مواضع قتل جو امام حسینؑ کے ساتھ اپنی پیاری جانین فدا کرینگے جبریل نے دکھائی اور اون کا خون اوٹھا کر مجھے دیا لو دیکھو لو میرے ہاتھ مین موجود ہے اسے لو اور حفاظت سے نگاہ رکھو۔ پھر صفحہ ۱۷ مین لکھتے ہین کہ غنیۃ الطالبین مصنفہ حضرت غوث الاعظم مین مذکور ہے کہ ام سلمہ فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اور امام حسینؑ آپکے ساتھ تھے آنحضرت تو لیٹ گئے اور امام حسینؑ آپکے سینہ مبارک پر بیٹھے کھیل رہے تھے اتنے مین آپ اوٹھ بیٹھے اور ہاتھ مین مٹی لئے ہوئے اولٹ پلٹ کر رہے تھے اور آنکھون سے آنسو بہا رہے تھے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر سے قربان ہون یہ کیسا رونا ہے اور آپکے ہاتھ مین یہ مٹی کیسی ہے فرمایا اسوقت نہایت خوشی کے ساتھ مین حسینؑ کو سینہ پر لٹائے ہوئے لیٹا تھا کہ جبریل علیہ السلام آئے اور یہ مٹی دیکر فرمایا اسپر حسینؑ کا خون گریگا اوس وقت سے مین رو رہا ہون۔ الغرض روایتین کہانتک نقل کی جائین حضرت جبریل و دیگر ملائکہ کا خبر شہادت حضرت امام حسینؑ جناب رسولخدا کو آنحضرتؐ کی حیات مین دینا اور رسولؐ کا مقتل حسینؑ کی مٹی حضرت جبریل کے معرفت منگا کر سونگھنا اور اوسکو دیکھکر رونا اور پھر اوسی مٹی کو ایک شیشی مین رکھکر ام سلمہ کے سپرد کرنا مشکوۃ صفحہ ۵۰۹ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ۔ رسالہ بلاء المبین صفحہ ۱۵ معجم امام بغوی معجم کبیر امام طبرانی جذب القلوب الی دیار المحبوب شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔ طبقات ابن سعد۔ صحیح ترمذی مسند امام احمد

بن حنبل ۔ سنن امام بیہقی شواہد النبوہ ملا جامی صواعق محرقہ ابن حجر
تذکرہ امام قرطبی سر الشہادتین مستدرک امام حاکم منہج مکیہ
شرح قصیدہ ہمزیہ روضۃ الاحباب حبیب السیر فتوحات اعثم
کوفی دلائل النبوۃ تہذیب التہذیب غنیۃ الطالبین سعادت الکونین
فی فضائل الحسنین وغیرہ مین اور بھی ہر طبقہ کے محدثین مثل ابن ابی
شیبہ عبد اللہ بن حمید کشی ابو داؤد عبد الرزاق ۔ طبرانی ۔ ابو نعیم
ابو یعلی ابن عساکر ۔ خطیب ابن تیمیہ ابن قیم ۔ نووی ۔ سبکی ۔ ابن
سبکی ۔ قاضی عیاض ۔ امام غزالی ۔ ابن عربی ۔ ذہبی ۔ مزی ۔
ابن اثیر ۔ ابن حجر عسقلانی ۔ سخاوی ۔ شعرانی ۔ جلال الدین سیوطی
سمہودی ۔ شیخ علی متقی ۔ عینی ۔ دیلمی ۔ شاہ عبد العزیز دہلوی ۔
محمد اکرام الدین حنفی ۔ الغرض صدہا محدثین و مورخین نے اپنی
کتابون مین باسناد صحیحہ لکھے ہین الفضل ما شہدت بہ الاعداء
سبحان اللہ اوس غم کی فضیلت کا کیا کہنا ہے جسکی شہادت مخالفین
بھی دین اور اپنی اپنی کتابون مین درج کرنیکو مجبور ہون وہ
مسلمان نہین جو رسول کی اس بیچینی اور کرب کی حالت سے
واقف ہو اور پھر قلب اوسکا موثر نہ ہو گیا اتہام ہے ہنوز
حسین اپنی مان بضعۃ الرسول کی گود مین ہین سن بلوغ کو
نہین پہونچے ہین ملائکہ خصوصاً جبریل امین بار بار اس غم
کی خبر رسول کو سناتے ہین اور مقتل کی مٹی لا کر دکھاتے ہین
رسول اوسکو بحسرت دیکھتے اور سونگھتے اور روتے ہین اللہ اکبر
کیا عظمت اور کیا شان اس غم کی ہے جس شان کا رسول ہے
اوسی عظمت کا اوسکا غم بھی ہے اسلامی کتابون مین اس غم کا
مذکور رہنا کوئی جائے تعجب نہین ہے جس طرح ہمارے نبی خاتم

المرسلین کی بشارتون سے کتب سماوی مملو ہین اوسی طرح اس غم کی خبر بھی کتب سماوی مین موجود ہے لیکن چونکہ بشارتون مین آنحضرت کا اسم مبارک مذکور نہین ہے اوصاف مذکور ہین اون تمام بشارتون کو نصاریٰ براہ تعصب حضرت عیسیٰؑ سے منسوب کردیتے ہین مگر اس خبر غم کے بارہ مین جو توراۃ مقدس کی کتاب اخبار باب بست وسوم آیہ ۲۳ لغایت ۳۲ وباب شانزدہم آیہ ۲۹ تا ۳۴ وکتاب گنتی باب بست ونہم آیہ ۷ مین موجود ہے نصاریٰ بھی بمقابل اہل اسلام مجبور ہین کیونکہ یہودیون کے ساتوین مہینہ کی دسوین تاریخ کو بجز حسینؑ فرزند رسول الثقلین نہ حضرت عیسیٰ کسی مصیبت مین مبتلا ہوے ہین نہ کوئی دوسرا نبی مگر جب آپکے ایسے مدعیان اسلام ہی ایسے عظیم الشان غم کی جو حقیت اسلام کی قطعی دلیل ہے قدر نہ کرین بلکہ اوسکی توہین کرین اور مٹانیکے درپے ہون تو نصاریٰ کی جو اپنے دین کی حمایت اور مخالفت اسلام مین اون بشارتون کی جو پیغمبر اسلام سے متعلق ہین تاویلین کرتے یا حضرت عیسیٰ سے منسوب کردیتے ہین کیا شکایت بقول آپکے سے دوستون سے اسقدر صدمے اوٹھاے جان پہ دشمنون کی بھی عداوت کا گلہ جاتا رہا۔

خادم حسین صاحب اگر واقعی آپ اسلام کے بہی خواہ ہین تو اس غم کی قدر کیجیے۔ یہ غم حقیت اسلام کی قطعی دلیل ہے دیکھیے توراۃ مقدس کی کتاب اخبار باب ۱۶ آیہ ۲۹ تا ۳۴ وباب ۲۳ آیہ ۲۳ تا ۳۲ جناب باری نے اپنے کلیم حضرت موسیٰ سے خطاب فرماکر یہودیون کے ساتوین مہینہ کی دسوین تاریخ کو نہایت شد و مد سے ابدالآباد

کے لئے یوم غم اور یوم غفران قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ
جس وقت کہ اس ماہ کے نو دن گذر جائین تو نوین تاریخ کی شام
سے دسوین کی شام تک ہر کاروبار سے باز رہو اور مخصوص
دسوین تاریخ کی نسبت باین تہدید حکم دیا ہے کہ جو کوئی نفس
عین اوس دن غمگین نہوجائیگا وہ اپنی قوم سے کٹ جائے گا
اور جو کوئی نفس اوس روز کوئی کام کریگا خاصۃً اوسی نفس کو
مین اوسکی قوم سے فنا کردونگا۔ یہی حکم اسلام مین بھی روز
تاسوعا اور عاشورا کا ہے مصائب حسینؑ کی کتابین اس سے
مملو ہین ملاحظہ کر لیجئے۔ اور توراۃ مین بھی۔ یہ حکم کچھ صرف
عہد حضرت موسیٰ کے لئے نہ تھا بلکہ ابدالاباد کے لئے ہے
کیونکہ صاف فرما دیا ہے کہ ”یہی طریقہ تمھاری قومون اور پشتون
مین ابد تک جاری رہے“ اسلئے اسکے سنت بلکہ فریضہ انبیائے
سلف ہونے مین کوئی کلام نہین ہو سکتا۔ مزید اطمینان کے لئے
جنتری بھی ملاحظہ کر لیجئے جس سے امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین
کی شہادت کا یہودیون کے ساتوین مہینہ کی دسوین تاریخ
کو واقع ہونا اظہر من الشمس ہے۔

یہودیون کا ساتوان مہینہ جسکو تشری اور ایتانیم بھی کہتے ہین سنہ ۴۴۴۱	محرم الحرام سنہ ۶۱ ہجری	ستمبر سنہ ۶۸۰ عیسوی	یوم
۱	۱	۲۹	شنبہ
۲	۲	۳۰	یکشنبہ
۳	۳	۱ اکتوبر	دوشنبہ
۴	۴	۲	سہ شنبہ

یہودیون کا ساتوان مہینہ جسکو تھسری اور ایتانیم بھی کہتے ہین سنہ [illegible]	محرم الحرام سنہ [illegible] ہجری	اکتوبر سنہ [illegible] عیسوی	یوم
۵	۵	۳	چہارشنبہ
۶	۶	۴	پنجشنبہ
۷	۷	۵	جمعہ
۸	۸	۶	شنبہ
۹	۹	۷	یکشنبہ
۱۰	۱۰	۸	دوشنبہ

یہودیون کا قرن ۱۹ سال کا ہوتا ہے۔ آغاز سنہ یہودیہ سے تا ولادت مسیح یہودیون کے پورے ۱۹۰ قرن گذر کر سنہ ۱ع سے جدید قرن کا آغاز ہوا تھا۔ اسلئے ۴۴۸۰ کو ۱۹ پر تقسیم کرنے سے ۲۳۵ قرن ۱۵ سال ہوتے ہین یعنی سنہ [illegible]ع تک ۲۳۵ قرن گزر کر سنہ [illegible]ع مین دو سو چھتیسوین قرن کا پندرہوان سال تھا۔ اور یہ معین ہے کہ گریگورین قاعدہ کے مطابق یہودیون کے مذہبی ساتوین مہینہ یعنی تھسری کا غرہ ہر قرن کے پندرہوین سال مین ۹ ستمبر کو پڑیگا اور جس طرح مسلمانون کے مہینہ کا شمار آغاز ہلال سے ہوتا ہے۔ اوسی طرح یہودیون کے مہینہ کا شمار بھی آغاز ہلال سے ہوتا ہے سنہ [illegible] ہجری مین ماہ محرم کی دسوین تاریخ مطابق ۸ اکتوبر سنہ [illegible]ع کے تھی پس بموجب قاعدہ مذکورہ بالا ہر شخص حساب کرکے معلوم کر سکتا ہے کہ سنہ [illegible] ہجری مین محرم کی دسوین تاریخ اور یہودیون کے ساتوین مہینہ یعنی تھسری کی دسوین تاریخ ایک ہی روز واقع ہوئی تھی۔ اور ظاہر ہے کہ تاریخ زمانہ آفرینش سے آجتک وہی

دوسرا واقعہ عظیم الشان مثل واقعہ کربلا کے جسکی یادگار باوجود مخالفت مخالفین آجتک قائم ہے اوس روز واقع ہونا ہرگز ثابت نہین کرسکتی اسلئے جس غم کے ابدتک قائم رکھنیکا حکم جناب باری نے اپنے کلیم کو اس شد و مد سے توراۃ مقدس مین دیا ہے بجز غم حسینؑ کے دوسرا نہین ہوسکتا جو ایک بدیہی اور لاجواب ثبوت حقیت اسلام کا ہے۔ توراۃ مین اعمال کے لئے اور بھی چند ایام مخصوص ہین اور ہر ایک کے احکام علیحدہ علیحدہ بالتصریح مذکور ہین مگر بجز اس روزہ کے اور کسی روز غم کرنے کا حکم نہین ہے۔ عرب کے یہود جو عربی مہینہ کے پابند تھے وہ عاشورۂ محرم ہی کو جسکی مطابقت یہودیون کے ساتوین مہینہ کی دسوین تاریخ کے ساتھ جنتری سے دکھائی گئی اپنا عاشورا قرار دیتے تھے (دیکھو مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۹۲ و ۹۳) لیکن صاحب مدارج النبوۃ جو یہ لکھتے ہین کہ اوس روز بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات ملی تھی اور اسکے شکریہ مین یہود روزہ رکھتے تھے محض غلط ہے توراۃ سے ظاہر ہے کہ فرعون سے نجات پہلے مہینہ کی ساتوین تاریخ کو ملی تھی اوس روز کھانے اور عید کرنے کا حکم ہے صاحب مدارج النبوۃ کا یہ لکھنا بھی کہ یہودیون کو بروز عاشورا روزہ رکھتے دیکھکر آنحضرت نے مسلمانون کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا محض بہتان ہے۔ رسول کو تتبع یہود کی ممانعت تھی دیکھو آیۂ کریمہ ولا تتبع اھوائھم الخ (مائدہ ع ۷)

ابن حجر شارح بخاری لکھتے ہین وکان ابن عمر یکرہ قصدہ بالصوم۔ یعنی ابن عمر بروز عاشورا قصد صوم سے کراہت کرتے تھے۔ اگر رسول روزہ رکھنے کا حکم دئے ہوتے تو ابن عمر کیون کراہت

کرتے - اصل یہ ہے کہ جب تک واقعہ کربلا واقع نہ ہوا تھا یہ حکم
غم ایک رمز سربستہ تھا انبیا جو بوجہ غم والم ترک اکل وشرب
کرتے تھے اوسکو عوام الناس نے روزہ سمجھ لیا - اور ہنوز آپلوگ
باوجود واقفیت بمخالفت آیہ لاتتبع اھوائھم اوس روز بتاسی
یہود روزہ ہی رکھتے ہین - الغرض مخصوص یوم عاشورا کا تو حضرت
موسیٰ کے وقت سے ابد الآباد کے لئے یوم غم قرار پانا توراۃ مقدس
سے ثابت ہے اور خانہ کعبہ کو بروز عاشورا سیاہ پوش کرنا یعنی ماتمی
لباس پہنانا عہد حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے جنہون نے بنائے
خانہ کعبہ کی تھی جاری ہے جیسا کہ صاحب مدارج النبوۃ اور
ابن حجر وغیرہ کی تحریرون سے ثابت ہے تب باوجود اسکے کہ کسی
دوسری ماتمی یادگار کے قائم کرنے کا عرب مین رواج نہ تھا
مخصوص یوم عاشورہ کا یوم غم قرار پانا اور اوسی روز خانہ کعبہ
کو ماتمی لباس پہنانا اس غم کی کمال عظمت پر دلالت کرتا ہے
قبل وقوع واقعہ عوام الناس نہین سمجھتے تھے کہ یوم عاشورا
کیون یوم غم قرار پایا ہے اور خانہ کعبہ کو ماتمی لباس کیون پہناتے
ہین لیکن اب یہ راز منکشف ہوگیا کہ یہ حسینؑ فرزند رسول الثقلین
کی ماتمی یادگار ہے جو انبیائے سلف کے وقت سے قائم ہے
اور جناب باری چونکہ خود جسم وجسمانیت سے بری ہے اسلئے
بوجہ غم رسول مخصوص وہ مکان جسکو بیت اللہ کہتے ہین ماتمی
لباس پہنایا جاتا ہے - ظاہر ہے کہ دنیا مین بڑے بڑے واقعات
درد انگیز گذرے ہین اور اونکی یادگار قائم رکھنے کی کوششین
بھی کی گئی ہین اور کی جاتی ہین لیکن نہ قائم ہوسکین نہ ہونگی
یہ اثر اور یہ شرف تو صرف غم امام حسینؑ کو جناب باری نے

عطا فرمایا ہے جو ہمہ وقت تازہ ہے اور جس کی یادگار قبل از وقوع واقعہ انبیائی سلف
کے وقت سے قایم ہے تب کیا مسلمانون کے لیئے یہ کم فخر کی بات ہے کہ جس طرح
جناب باری نے اپنے مقابل مین کسی دوسرے کی بقا پسند نہ فرمائی اوسی طرح اپنے
حبیب پیغمبر اسلام کے نواسہ کے غم کے مقابل مین کسی دوسرے کی ماتمی یادگار بھی قایم ہونا
گوارہ نہ فرمایا اور واقعی اگر دوسرونکی ماتمی یادگار بھی اوسیطرح قایم ہوتی جیساکہ حسینؑ کی
عزاداری قایم ہے تو ظاہر کوئی فرق باقی نہ رہتا اور حق واضح نہ ہونے پاتا لیکن واللہ
متم نورہ ولو کرہ الکافرون ۔

خادم حسین صاحب افسوس آپ مدعی اسلام ہین اور آپ کو حسینؑ فرزند رسول الثقلین
کی مصیبت کی عظمت نظر نہین آتی ہے دیکھیئے غیر قومون کے عقلا اسکو کس عظمت
کی نگاہ سے دیکھتے ہین چنانچہ مسٹر مسیو ماربن جو نہایت مشہور و معروف حکیم اور روشن
خیال فلاسفر جرمن کا ہے اور اہل یورپ مین مورخ جلیل الشان ہے باوجود عیسائی ہونے
کے اپنے رسالہ سیاست اسلامیہ کے فصل ہشتم مین لکھتا ہے ۔ بڑے بڑے تاریخی
واقعات مین سے حضرت یحیی کا قصہ ایک بڑا واقعہ ہے اور علی ہذا جو سلوک یہودیون
نے مسیح کے ساتھ کیا اوس زمانہ تک اوسکی نظیر واقع نہ ہوئی تھی لیکن حسینؑ کا واقعہ
تمامی واقعات پر فوقیت لیگیا تاریخ سے ایسا نہین معلوم ہوتا کہ روحانیین و ارباب
دین مین سے کسی شخص نے بھی خیالات عالیہ آخر الذکر کے بعد بسبب اضمحلال اسلام بوجہ
اعمال قبیحہ بنی امیہ خصوصاً یزید جسنے مان بہنون کو بھی حلال اور دیگر معاصی مثلاً شرب
خمر زناکاری لواطہ وغیرہ کو مباح کردیا تہا دیکھو رسالہ سعادت الکونین صفحہ ۹۲ کیونکہ
اپنے ذات کو بہ علم و ارادہ قتل کرادیا ہو یعنی ارباب دین مین سے جو شخص قتل ہوا ہے انکے
دشمنون نے دفعتاً اوسپر حملہ کرکے مظلومیت سے اوسے قتل کر ڈالا در موافق اوسکی
زہد و سیف سے یہ انقلاب بھی اونکے فیض سے پیدا ہوا مگر حسینؑ کا واقعہ جیسا نہ اوسکا
حسینؑ کا تہا اور دنیا کی تاریخ مین اوسکی نظیر نہین ملتی گیارہ برس حسینؑ اپنے مقتول
ہونیکا انتظام اور تہیہ کرتے رہے اور نہایت بلند اور عالی مقصد اونکے پیش نظر تہا

تاریخ مین کہین پتہ نہین ہے کہ بجز حسینؑ کسی نے بھی آئندہ زمانہ مین اپنے دین کے ترویج
کیلئے بہ علم و قصد اپنی جان دی ہو جو مصیبتین کہ حسینؑ نے اپنے جد (امجد) کے دین کے
زندہ کرنیمین برداشت کین اسلاف ارباب دین پر فوق لیگئی ہین اور سابقین مین سے
کسی پر بھی واقع نہین ہوئین اور بالفرض اگر کہا جائے کہ اور لوگون نے بھی دین کے لئے
اور راہ دین مین جانین دی ہین تاہم حسینؑ کے طرز و انداز پر ایسا نہین ہوا حسینؑ نے اپنی
جان شیرین دی اپنے عزیز فرزند دیئے اپنے بھائی اپنے بھانجے بھتیجے اپنے دوست و اقربا
سب دیدیئے مال دیا اہل و عیال کی اسیری گوارہ کی اور یہ مصیبتین دفعتاً ناگہان اور
نادانستہ نہین واقع ہوئین کہ مجموعی حیثیت سے کل ایک ہی سمجھی جائین بلکہ بتفصیل یکے بعد دیگرے
یہ مصیبتین پیش آتی گئین اور وارد ہوئین۔ دنیا کی تاریخ مین ایسے مصائب کا پے در پے ہجوم
کرنا حسینؑ ہی کے ساتھ مخصوص ہوا۔ (وہی مسٹر میسو ماربن دوسرے مقام پر لکھتے ہین جسکا
خلاصہ یہ ہے کہ) ہرگز حسینؑ کا قصد سلطنت و ریاست حاصل کرنیکا نہ تھا حسینؑ
اپنے اوس علم و سیاست اور تجربہ سے جو اونہین اپنے پدر بزرگوار اور برادر عالی مقدار
کے زمانہ سے حاصل تھا خوب جانتے تھے کہ بحالت نہ مہیا ہونے اپنے اسباب کے اور
بسبب اوس اقتدار و عظمت یزید کے اوسکے ساتھ مقابلہ کسیطرح ممکن نہین ہے اسلئے
یہ سمجھکر کہ ایسی حالت مین بہترین ذریعہ حمایت دین کا بیکسی اور مظلومی سے شہید ہو جانا
ہے اسیکو اختیار کیا اور اپنے مظلومی ظاہر کرنے مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا حتی کہ اپنی
زندگی کے آخری وقت مین اپنے طفل شیرخوار کے باب مین وہ کام کیا کہ زمانہ کے فلاسفہ
کے عقول کو متحیر کردیا یعنی اسوقت آخر مین ان جانگداز مصائب کے ہجوم مین ان افکار
اندوہ کے تراکم مین اس تشنگی مین اس کثرت جراحات مین بھی اپنے مقصد عالی کی چشم پوشی نہ
کی اپنے شیرخوار بچہ کو بہ بنا سے بہ بلند کر کے سب سے اوسکے لئے پانی کی خواہش کی اور زبان
تیر سے اوس کا جواب سنا۔ کیون خادم حسین صاحب جرسیہ دانما ئے کہ از آدم صفی اللہ
تا عیسیٰ روح اللہ کس نبی کا شیرخوار بچہ اپنے باپ کے ہاتھ پر اعدا مین تیر شعبہ کا نشانہ ہوا ہے۔
اپنے ... ... کا جواب ملاحظہ فرمایئے۔

کربلا کی مصیبت کا واقعی عظیم ترین مصیبت ہونا تو ادپر بخوبی دکھایا جا چکا لیکن آپ اس مصیبت
کو عظیم ترین مصیبت سمجھنے والوں پر طعن آتے ہیں کہ یہ کہاں کا انصاف اور کہاں کا اسلام
ہے۔ اسکے جواب میں ہم آپ کے پیر مرشد عبد اللہ ابن عمر کا وہ خط پیش کر دیتے ہیں جس میں
اونہوں نے بعد واقعۂ کربلا یزید کو لکہا تہا اما بعد فقد عظمت الرزیه وجلت المصیبة
وحدث فی الاسلام حدث عظیم ولا یوم کیوم الحسین۔
(تاریخ بلاذری صفحہ ۶۲ ۱۴) اب اس خط کو لیکر عالم برزخ میں جائیے اور اپنے شفیق پیر مرشد
سے پوچھئے آپ اونکو خارج از اسلام کیجیے وہ آپکو کریں اونہیں کے سامنے آپکا ید الانبیا بہی
اچہا معلوم ہو گا سے دوستوں کی اسقدر صدمہ اوٹھائے جان پر بنے دشمنوں کی بہی عداوت
کا گلہ جاتا رہا۔ اور ہمارا انکو جواب یہ لکہتے ہیں کہ فرض کر لیا کہ کربلا کی مصیبت ہی عظیم التسلیم
مصیبت ہے لیکن دیکہنا چاہیئے کہ یہ مصیبت اسلام پر کس گروہ کے طفیل نازل ہوئی تو اس کا
جواب بہی آپ ہی کے دوست یزید نے آپکے پیر مرشد عبد اللہ ابن عمر صاحب کے خط کے
جواب میں دیدیا ہے کہ اے احمق یہ مصیبت تو اسلام پر تیرے ہی باپ کی طفیل سے نازل ہوئی
اور رسالۂ ہذا میں آپکے اول تین سوالات کے جواب میں بصراحت تمام دکہا دیا گیا کہ وہ گروہ
جنکے ہاتہوں سے یہ مصیبت عظیم اسلام پر نازل ہوئی تمام طرفداران ثلاثہ مخالفانہ خلافت
حضرت علیؑ و دعویداران خون عثمان کا تہا۔ آپکے دوست یزید نے یہی جو جواب عبد اللہ
ابن عمر کو لکہا تہا الوسیمین عبد اللہ ابن عمر صاحب کو احمق بنا کر ان کے باپ کو اول مجرم ثابت
کیا تہا۔ لیکن اس مصیبت کی عظمت اور لا یوم کیوم الحسین سے انکار نہیں کیا تہا۔ السکوت
کالاقرار دیکہئے اس اقرار سے آپ کے دوست یزید نے بہی انکی جان پر صدمہ ڈالا۔ اونکو یہاں
بہی عالم برزخ میں جا کر لائیے سے دوستوں کے اسقدر صدمے اوٹہائے جان پر بنے دشمنوں کی
بہی عداوت کا گلہ جاتا رہا۔

قوله

سوال نمبر ۸ - اگر امام حسینؑ اسوقت اپنی جان قربان نہ کرتے تو دین اسلام کی کشتی غرق
ہو جاتی کیونکہ یزید پلید فاسق و فاجر تہا اور اسکے زمانہ میں فسق و فجور زنا اور شراب کی کثرت

تھی اسی واسطے امام نے بیعت یزید کی ذلت گوارہ نہ فرمائی اور اپنا شہید ہونا منظور کر لیا۔
جواب امام حسینؑ نے اگر صرف یزید کی بیعت نہ کرنے سے دین اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو
بچا لیا تو کیا ہوا شیعہ تو امیر معاویہ کو اور اوسکے والد سفیان بلکہ ساری بنی امیہ کی نسل کو
شجرۂ خبیثہ کہتے ہیں پہر حضرت علیؓ نے امیر معاویہ کی حق کو بوقت فیصلہ ثالثان کیوں اپنی
ہار مان کر برقرار رکہا تہا جس فیصلہ کی رو سے امیر معاویہ خود مختار حاکم شام بن گئے کیا اوس
وقت دین کی کشتی گرداب میں نہ پھنس گئی تہی۔ پہر حضرت امام حسنؓ نے جو امیر معاویہ
سے صلح اور بیعت کر کے پچاس ہزار سالانہ تنخواہ پر کل امر خلافت اُن ہی کے حوالہ
کر دیا تہا جسکے بعد پہر بنی ہاشم کو خلافت کے قائم کرنیکا کوئی استحقاق ہی نہیں رہا تہا کیا
اس وقت دین کی کشتی غرق نہ ہو چکی تہی؟ ان پے در پے سیلابوں کے بعد اس کشتی
کا کون سا ٹکڑا باقی رہگیا تہا کہ امام حسینؑ نے اوسکو بچا لیا۔ فرض کیا کہ انہوں نے اپنی
پیاری جان اسلام پر قربان کر کے دین کی لاج رکھ لی یعنی یزید کی بیعت نہ فرمائی مگر افسوس
ہے امام زین العابدین علیہ السلام نے جو اُنکے فرزند دلبند اور ہمراز اور امام بہی تھے
حسب روایات شیعہ اُس فاسق و فاجر یزید کی بیعت کر لی پہر امام کی قربانی کی قدر
کب قایم رہی۔

اقول

آپ لکہتے ہیں کہ شیعے تو امیر معاویہ کو اور اونکے والد سفیان بلکہ ساری بنی امیہ کی نسل کو
شجرۂ خبیثہ کہتے ہیں۔ واہ خادم حسین صاحب! خوب آپ بہی امیر معاویہ صاحب کے دوست
ہوکر اُنکو گالی دے رہے ہیں ابو سفیان کو تو اُنکا باپ بتا رہے ہیں اور اُوسپر محقق ہونیکا بہی
دعوہ ہے تب اون کے شجرۂ خبیثہ سے ہونے میں کیا کلام ہے ارے صاحب معاویہ سفیان
کا بیٹا نہیں تہا بہائی تہا بیٹا ابو سفیان کا تہا اور شیعے اون لوگوں کو شجرۂ خبیثہ اپنی طبیعت سے
نہیں کہتے ہیں بلکہ ارشاد الٰہی ہے وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس
والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن ونخوفہم فما یزیدہم الا طغیانا کبیرا (بنی اسرائیل الخ)
کی تفسیر جناب کے مفسرین نے کی ہے دیکہا کرتے ہیں اور دیکہو تفسیر نیشاپوری و تفسیر خازن تفسیر

کبیر فخر رازی وغیرہ) سب نے لکھا ہے کہ اس آیت میں الرویا سے مراد رسول کا وہ خواب ہے جس میں آنحضرتؐ نے بنی امیہ کو دیکھا تھا کہ مثل بندر کے آنحضرت کے ممبر پر اچک رہے ہیں اور الشجرۃ الملعونہ سے مراد وہی بنی امیہ ہیں۔

آپ لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے امیر معاویہ کے حق کو بوقت فیصلہ ثالثان اپنی ہار مان کر برقرار رکھا تھا جس فیصلہ کے رو سے امیر معاویہ خود مختار حاکم شام بن گئے۔ کیا اس وقت دین کی کشتی گرداب میں نہ پھنس گئی تھی۔

خادم حسین صاحب خدا سے ڈرئیے کیوں اسقدر صریح جھوٹ بول رہے ہیں البتہ کہیں نہیں پایا جاتا کہ حضرت علیؑ نے بوقت فیصلہ ثالثان اپنی ہار مانکر معاویہ کے حق کو برقرار رکھا یہ آپ کی محض من گڑھی بات ہے۔ رہا آپ کا یہ سوال کہ کیا اسوقت دین کی کشتی گرداب میں نہ پھنس گئی تھی؟ اگر اسکو بھی دیکھنا چاہتے ہیں تو آئیے ہم آپکو دکھائیں کہ کشتی نہیں بلکہ جہاز اسلام کن لوگوں کے کرتوت سے کیسے سخت طوفان میں پڑ گیا اور اوس سخت طوفان و حالت بیکسی میں بھی یہ سچا ناخدا علیؑ مرتضیٰ اس جہاز کو کس انداز سے چلا تا رہا بنی امیہ کا قدیمی دشمن بنی ہاشم ہونا رسول کا طرح طرح کی منقبتیں اور ایذائیں اوٹھا کر اونکی قوتوں کو تیئیس برس میں توڑ نا اور پھر آپ کے خلفائے ثلاثہ کا بعداوت اہلبیت رسولؐ بنی امیہ کو فروغ دینا اور اہلبیت رسول کو ذلیل و حقیر کرنا اور ایذائیں پہونچانا اور ان حضرات کا بخیال اسلام اپنے ذاتی مصائب پر صبر و تحمل فرما کر اس جہاز کو جو گرداب میں پھنسا تھا ڈوبنے سے بچائے رہنا اوپر دکھایا جاچکا۔ یہ بھی دکھایا جا چکا کہ قتل عثمان میں طلحہ و زبیر درحقیقت بطمع خلافت کوشاں تھے لیکن چونکہ یہ امر کمالروم میں مسموع ہوچکا تھا کہ معاویہ کی فوج شام سے عثمان کی کمک کو آرہی ہے بعد قتل عثمان بارے خوف کے مدعائے خلافت کو ظاہر نہ کر سکے حضرت علیؑ سے بیعت کی لیکن جب معاویہ کی فوج نہ آئی بلکہ زبیر کے نام خط آیا جسمیں معاویہ نے زبیر کو امیر المومنین کا خطاب دیکر یہ لکھا تھا کہ ہم نے اہل شام سے تمہاری خلافت پر بیعت لی ہے اور طلحہ کو تمہارا ولیعہد قرار دیا ہے جسطرح جلد ممکن ہو کوفہ و بصرہ پر قبضہ کر لو ان لوگوں کی پھر جرأت زیادہ ہوگئی اور

مگر پہنچکر بی بی عائشہ صاحبہ کو کمینڈر بن ابی حنیف بناکر لشکر گران لئے ہوئے بصرہ پہونچے
اور وہان شب خون مارکر حضرت علیؑ کے عامل کو دار امارہ سے نکالدیا جیسا کہ تاریخ اعثم کوفی
وغیرہ سے اوپر بصراحت مذکور ہوا۔ اب دیکھئے خلافت شیخین کی وجہ سے کتنے اسباب
جمع ہوگئے۔ فروغ بنی امیہ ایک جانب دلدادگان سیرت شیخین ایک جانب طماع
خلافت ایک جانب۔ جہاز اسلام کیسے سخت تلاطم مین پڑ گیا۔ بہرکیف جب حضرت
علیؑ کو طلحہ وزبیر وغیرہ کی بغاوت کی خبر ملی تو اوسکے انسداد کیلئے تشریف لیگئے بخیال
طوالت ان تمام کوششونکا جو حضرت نے قبل از جنگ واسطے اصلاح کے کی ذکر چھوڑکر
صرف یہ دکھاتے ہین کہ دیکھو امام حسنؑ سبط اکبر رسول اطہر اپنے پدر عالیمقدار حیدر کرار
کے حکم سے صف لشکر مخالفین کے روبرو کھڑے ہوکر وعظ وپند اور کلمات ہدایت ارشاد
فرما رہے ہین اور اوسکے جواب مین اوسطرف سے تیر بارانی ہورہی ہے مگر جناب امیرؑ اپنی
فوج سے فرماتے ہین کہ تم کسی شخص کو تیر سے زخمی نکرو نہ کسیکو سیف وسنان سے زحمت پہونچاؤ
اونہین کو سبقت کرنے دو جبتک کہ تمکو ضرر بازبان پہونچے اتنے مین چند لوگ حضرت
کے اصحاب مین سے ایک مقتول کو لائے حضرت نے فرمایا اللھم اشھد اس کے
بعد عبداللہ بن بدیل بن ورقا خزاعی اصحاب رسولؐ خدا اپنے بھائی عبدالرحمن کی لاش کو لائے
حضرت نے اوسکو بھی دیکھکر اللھم اشھد فرمایا۔ بعد اوسکے ایک اور لاش لائے اور اصحاب نے
روکر عرض کی کہ ہملوگ کب تک اُن سے نہ لڑین اور بصریون کے تیر کے نشانے رہینا
تب حضرت نے کلمہ استرجاع زبان مبارک پر جاری کیا اور زرہ جناب رسولؐ خدا کہ ذات
الفضول اُسکا نام تھا زیب تن فرمائی اور عمامہ سر پر رکھا اور ذوالفقار حمایل کی اور علم رسولؐ خدا
جسکا نام عقاب تھا محمد حنفیہ کے سپرد کیا اور دلدل پر سوار ہوئے اور فرمایا کہ بار الہٰا
مین تجھکو گواہ کرتا ہون کہ مین نے ان کو خوف دلایا کہ شاید سفا دسے باز آئین مگر میرا
کہنا انھون نے نہ مانا بعدہٗ آیہ ام حسبتم ان تدخل الجنۃ کی تلاوت کرتے ہوئے
لشکر کے گرد طواف کیا اور قرآن مجید کو ہاتھ مین لیکر فرمایا کہ کون شخص اس مصحف کو مجھسے
لیتا ہے اور اس قوم کو کلام خدا کی طرف بلاتا ہے مسلم المجاشعی نے قبول کیا حضرت نے فرمایا

اے جوان آگاہ ہو کہ پہلے تیرا دست راست قطع کرینگے پہر تو قرآن کو دست چپ مین
لیگا اور جب تیرا دست چپ کاٹ ڈالینگے تو تو زیر بغل اور سینہ چھپائیگا اوسوقت تجھہ کو
تلوار سے پارہ پارہ کرینگے مسلم اولاً ڈرا جب حضرت نے دوبارہ ندا کی تو حمیت مسلم نے جوش
مارا اور عرض کی کہ یا حضرت مین حاضر ہون حضرت نے پہر اونہین کلمات کا اعادہ کیا مسلم
نے کہا کہ راہ خدا مین سب گوارہ ہے اور قرآن لیکر سپاہ عمرو کے درمیان مین آیا اور کہا
کہ اے لوگو یہ کلام خدا ہے اسکے مطابق کام کرو اور اسکے احکام کو عمل مین لاؤ - ایک
شخص نے تلوار ماری دست راست اوسکا کٹ گیا اُس نے قرآن کو دست چپ مین
لے لیا جب وہ بھی کٹ گیا تو اپنے سینہ اور زیر بغل چھپایا اُسوقت ظالمین نے چارون
طرف سے گھیر کر اُس جوان صالح کو پارہ پارہ کر ڈالا (دیکھئے یہ پیشینگوئی ثابت ہی کی)
تب جناب امیرؑ نے بر طبق ارشاد جناب رسولخدا کہ یا علی تقاتلن فئة الناکثة والفئة
الباغیة والفرقة المارقة یہ فرماکر کہ الآن طاب الضراب اپنی فوج کو اجازت
جنگ عطا فرمائی - بالآخر باغیون کو شکست ہوئی طلحہ تو مروان کے ہاتھ سے (جو بنی امیہ سے
تھا اور خود طلحہ کی فوج مین تھا اور بعد یزید آپ لوگونکا خلیفہ ہوا) مارے گئے اور زبیر سے خود ان کے
فرزند احمدی بگڑ گئے لشکر سے نکلکر پہلے گئے جاتے تھے کہ اوہین کے لشکریون مین سے ایک
شخص نے اونکا بہی خاتمہ کر دیا - الغرض جب معاویہ طلحہ و زبیر کو بہ بات کو نہ بہجدی طرح دیکر
اونکا قصہ تمام کرا چکا اور عراق کے بہت لوگون کو حضرت علیؑ سے باغی بنا چکا و شام تو پہلے
ہی سے قبضہ مین تھا اب از شام تا عراق باغیون سے بہر گیا تب خود بغاوت کا جھنڈا بلند
کیا مگر جب اُسپر بھی حضرت علیؑ سے مقابلہ کی تاب نہ لا سکا سامان شکست دیکھا حضرت
علیؑ کے لشکر مین تفرقہ ڈالنے کی غرض سے اشعث بن قیس کو لاکھ درم دینے کا وعدہ کیا
یہ اشعث وہی ابوبکر صاحب کا بہنوئی ہے جو عثمان کا مقرر کردہ آذربائجان کا عامل تھا اور
پہلے ہی سے معاویہ سے ملجانیکی فکر مین تھا جیسا کہ تاریخ اعثم کوفی وغیرہ مین بصراحت مذکور ہے
بخیال طوالت یہان ترک کیا جاتا ہے صاحب روضة الصفا لکھتے ہین کہ اشعث
طلاع بر مضمون نامہ معاویہ اطلاع یافتہ و بر زخارف دنیا فریفتہ گشتہ قبیلہ ازد و ربیعہ و اشعریان را

جمع کرده قرار داد که بعد ازین از محاربه اجتناب نمایند و ایشان را القصد اشتر مرتبه اغوا نمود که
گفتند که اگر مالک مخالفت ما ورزد او را جزای او را از یکدیگر قطع کنیم ایر از دور بعید اشعریه
دری ہیں جو ابو موسیٰ اشعری کے مرید و معتقد تھے) جب عمرو عاص کے حیلہ اور اشعث
بن قیس کی سازش سے حضرت علیؑ کی فوج میں ابتری پیدا ہوئی تو عبداللہ بن الحارث
طائی نے عرض کی کہ یا حضرت آپ کے لشکر میں لوگ مخالفت پر آمادہ ہیں اور معاویہ
سے ملنا چاہتے ہیں آپ جنگ پر آمادہ نہیں۔ صاحب روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۴۴۸
میں لکھتے ہیں۔ امیر المومنین علیؑ جواب داد کہ بکدام لشکر و بکدام ناصر و معین با معاویہ مقاتلہ
نمایم دانستہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با آنکہ قوت جبرئیل و پیغمبر داشت مدت سیزده سال
بسبیل شہرت و علانیہ ہیچ کس را بقبول اسلام و ایمان دعوت نکرد بعد از ان مدت
ده سال اظہار نبوت کرده و قتال نمود چون اعوان و انصار بسیار پیدا کرد بقتال مامور
شد اگر مرا نیز یاوران و مددگاران پدید آیند حرب کنم والا دست بعروة الوثقی صبر زنم چنانچہ
انبیا و اوصیا آن شیوه ورزیده اند ای عبداللہ مرا رسولؐ از قضایا کہ واقع میشود خواہد شد
خبر داده من شکایت قوم به بارگاه احدیت عرض خواہم داشت و به مباشرت فعلی اقدام
نخواہم نمود کہ بسبب آن از امانت خارج گردم۔ عبداللہ گفت گواہی میدہم کہ امام بحق و علم
منصوب میان خداوند و عباد خدا تو دیگری نیست زہے سعادت آنکس کہ انقیاد و
متابعت تو ورزد و بسے خسران رسد بآن شقی کہ پا از دائرہ اطاعت و فرمانبرداری تو
بیرون نہد۔ خادم حسین صاحب دیکھئے دو برس سے کچھ زائد ابوبکر صاحب دس
برس عمر صاحب قریب دس برس کے عثمان صاحب خلیفہ رہے اس بائیس تیئیس برس
کی خلافت میں ان لوگوں نے اسلام کی کیا گت کردی گویا تختہ ہی الٹ گیا پھر وہی روز
اول والا حساب ہو گیا حیف صد حیف خاندان نبوت اس درجہ کو پہنچا دیا گیا کہ جس
طرح رسولؐ بے یار و مددگار ہونے کی وجہ سے تیرہ برس تک مجبور رہے اسی طرح
یہ حضرت علی مجبور ہو رہے ہیں جب از سر نو تیرہ برس کا وہی زمانہ آگئے تو پھر اصلی
اسلام ظہور ہوا رہے اور اعوان و انصار از سر نو پیدا ہوئے۔ ظاہر ہے کہ رسولؐ کے عہد میں جو

مشرکین کی قوت تھی اُس سے بدرجہا منافقین کی قوت کثرت میں ضرورت میں حکومت میں بڑہ گئی ہے بنی امیہ بنی تیم بنی عدی وغیرہ سب ملگئے ہیں اس خلفشار میں اہلبیت علیہم تنہا ہیں آنحضرت کے زمانہ میں اہل اسلام کی نظروں میں جو کچھہ تھے رسولؐ تھے یا علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ تھے لیکن جب خلفائے خود رسولؐ کے خاندانکو کچھ چیز نہ سمجھا تو ان حضرات کو کون پوچھے۔ الغرض صاحب روضۃ الصفا پہر صفحہ ۲۰۰ میں لکھتے ہیں کہ مالک بن اشتر روئے باشعث آورد و گفت اگر در تو خیرے بودی ہمرہ نمیشدی تخت باکراہ اسلام قبول کردی و بعد ازان بطوع بکیش کافران و بت پرستان رجوع نمودی و باز از بیم جان مسلمان شدی و چون این خبر بسمع اشرف امیر المومنینؑ رسید فرمود اے مالک باین قوم مدارا کن چنانکہ من میکنم و مرا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر دادہ کہ از اشعث چہ صادر گردد و از انبار او باولاد من چہا رسد و سخن امیر المومنین مشعر بران بود کہ محمد بن اشعث با امیر المومنین حسین کرم اللہ وجہہ در کربلا مقاتلہ کرد و اسحٰق بن اشعث ہم دران سرزمین آب از آنحضرت باز داشت۔ اسکے بعد اب دیکھیے کہ جسکو آپ فیصلۂ ثالثی کہتے ہیں وہ کیسا فتنہ ہے۔

فریقین کی جانب سے ثالث ٹھہرکر نولے اور ثالثان سب معاویہ صاحب کے ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں جیسا انکو ہا عمر صاحب کا مقرر کردہ شوریٰ تھا ویسی ہی انکی یہ ثالثی بھی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ اہالی شام گفتند کہ ما رضا دادیم کہ از جانب ما عمرو عاص حکم باشد و اشعث بن قیس و تابعان او گفتند مختار ما درین قضیہ ابو موسیٰ اشعری ست حضرت مقدس امیر فرمود کہ من برائے ابو موسیٰ وثوق ندارم۔

حضرت علیؑ ہر چند فرماتے رہے کہ عبد اللہ ابن عباس یا مالک اشتر یا اور جسکو چاہو ثالث مقرر کرو مگر وہ منافقین بجز ابو موسیٰ اشعری کے کسی دوسرے پر راضی نہ ہوئے زبردستی انکو انہوں نے ثالث مقرر کر دیا۔ دیکھئے حلوم حسین صاحب یہ وہی ابو موسیٰ اشعری ہے جسکے مرید قبایل ازد و ربیعہ و اشعر ہیں جنہیں اشعث نے باہم کرلیا ہے یہی ابو موسیٰ اشعری کوفہ میں لوگوں کو علاوت حضرت علیؑ پر برانگیختہ اور لوس جناب کی نصرت کرنے سے منع کرتا تھا جیسا کہ اوپر مفصلا لکھا جا چکا ہے۔ ثالثی کے لئے جو عہد نامہ لکھا جانے لگا تو عبد اللہ بن ابی رافع کاتب عہد نامہ نے

لکہا ھذا ما صلح علیہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب معاویہ بول اوٹھا کہ اگر ہم اونکو امیر المومنین مانتے تو اون سے مقاتلہ کیون کرتے (خادم حسین صاحب دیکہیئے آپ کے معاویہ صاحب خود کہتے ہین کہ ہم حضرت علیؑ کو امیر المومنین مانتے تو اون سے مقاتلہ کیون کرتے۔ اور آپ کے پیر مرشد شاہ عبد العزیز دہلوی تحفہ اثنا عشریہ کے صفحہ ۱۹ مین لکہتے ہین کہ جو کوئی خلافت کے معاملہ مین حضرت علیؑ سے خلاف ہو وہ خطاکار و باغی ہے جو اونکو لایق خلافت نہ جانے بیہودہ اور گمراہ ہے) عمرو عاص نے کہا لفظ امیر المومنین مٹا دو حضرت علیؑ نے فرمایا اللہ اکبر صدق رسول اللہ اس قصہ کی نظیر ہمارے ہی ہاتھ پر روز حدیبیہ واقع ہوئی تھی کہ جب ہم نے صلحنامہ مین لکہا کہ ھذا ما صلح علیہ محمد رسول اللہ تو سہیل بن عمر نے کہا کہ لفظ رسول اللہ کو مٹا دو اگر ہم انکو رسول اللہ جانتے تو ہم اونکو مکہ مین داخل ہونے اور عمرہ بجا لانے سے نہ روکتے جناب رسولخدا نے فرمایا یا علی امحہ فان لک یوما کیوم ھذا یعنی اے علیؑ اسکو مٹا دو ایکروز ایسا ہی دن تمہارے لئے بھی ہونیوالا ہے۔ کیون خادم حسین صاحب دیکہا معاویہ کے ساتھ اس معاملہ کو جناب رسولخداؐ اور حضرت علیؑ مرتضی دونون بزرگوار ویسا ہی سمجھتے تھے جیسا کہ حدیبیہ مین کفار کے ساتھ صلح کرنا جسطرح صلح حدیبیہ سے جناب رسولخداؐ نے اسلام کے جہاز کو گرداب مین سنبھال لیا ویسا ہی اونکے نائب برحق نے بھی ایسے سخت تلاطم مین کہ جسوقت حضرت فرماتے ہین کہ کاش یلتین مثل مالک اشتر معاون من بود ی اس جہاز کو جو گرداب مین پھنس گیا ہے ڈوبنے نہین دیتے مالک اشتر کو اشعث وغیرہ منافقین پر غیظ آتا ہے اور چاہتے ہین کہ تلوار کہینچکر اون سے قتل کرین حضرت اونکو روکتے ہین اور فرماتے ہین کہ اے مالک باین قوم مدارا کن چنانکہ من میکنم۔ اگر حضرت اس بیکسی مین صبر سے کام نہ لیتے تو نہ خود باقی رہتے نہ حسنین اسلام کا جہاز اوسی روز غرق ہو جاتا کیونکہ دونو جانب دلدادگان سیرت شیخین اور بنی امیہ ہی سے میدان بہرا تھا حضرت علیؑ کے مخلصین بہت کم تھے جیسا کہ مالک اشتر کو مدارا کی فہمائش کرنے اور اس کلمہ بیکسی سے کہ کاش یکتن مثل مالک معاون من بودی ظاہر ہے الغرض جسطرح یہ لوگ ثالث قرار پائے اسکی کیفیت تو ظاہر ہو چکی اب جسکو آپ فیصلہ کہتے ہین۔

وہ کیسی عیاری تہی اسکو بہی دیکہئے۔ صاحب روضۃ الصفا لکہتے ہین کہ عمرو عاص گفت کہ
صلاح وقت آنست کہ علی و معاویہ را از حکومت عزل کنیم و مہم خلافت را بشوری حوالہ نمائیم
تا شخصے را کہ شایستہ این کار باشد اختیار فرمایند ابوموسی این رائے را پسند نمود۔ پہر لکہتے
ین روز دیگر ابوموسی اشعری و سایر خلایق بمسجد جامع حاضر شدند و ابوموسی با عمرو خطاب
کرد کہ بر ممبر بر وجہ حدیث (یعنی فیصلہ) متفق علیہ را بسمع مردم برسان عمرو گفت معاذ اللہ تو
تقدیم نمائی کہ از من اسن و افضلی و ابوموسی بالتماس یار موافق بمنبر رفتہ بعد از حمد و ثنائے
ری تعالی و درود بر سید انام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بزبان آورد کہ ترفیہ حال رعایا و تنظیم امور
رایا مسبوط و مربوط بر آنست کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ و معاویہ را از تصدی امر حکومت
لافت معاف داریم و این کار را بشوری حوالہ کنیم۔ اب اسکے بعد عمرو عاص نے دیکہئے
فریب اور بددیانتی کی شوری پر حوالہ کرنے کی رائے سے جسپر دونون نے اتفاق کیا تہا
دم برگردہ ہوگیا اور منبر پر جاکر کہدیا کہ این شخص صاحب خود را از خلافت عزل کرد چنانچہ
مشاہدہ فرمودند و من صاحب خود یعنی معاویہ را بخلافت مقرر کردم۔ جب عمرو عاص
یہ شرارت کی تو صاحب روضۃ الصفا لکہتے ہین کہ ازین سخنان غلغلہ درمیان خلایق
دہ ابوموسی عمرو را دشنام دادہ گفت کہ اللہ تعالی ترا توفیق ندہاد کہ غدر کردی و بہتان
و عصیان ورزیدی کہ ما چنین مقرر نکردہ بودیم۔ کیون خادم حسین صاحب اسیکا
ثالثی ہے۔ ثالث تو اتفاق رائے سے یہ تجویز کرتا ہے کہ امر خلافت بشوری پر رکہا جائے
عاص جو معاویہ کی پارٹی کا آدمی ہے فیصلہ متفق علیہ سے منحرف ہوکر اپنی سابق ہٹ
جاتا ہے اور معاویہ کو مقرر کرتا ہے اور آپ اوسکی ہٹ کو فیصلہ ثالثان کہتے ہین اور
سے معاویہ کا حق قائم کرتے ہین۔ خادم حسین صاحب برائے خدا ایمان سے کہئے
ب اپنے کسی معاملہ مین ایسی چالبازی کے فیصلہ کو مان سکتے ہین۔ دنیا کی تمام قومون کو
ہ ہندو ہو خواہ نصاری خواہ یہود خواہ پارسی یا کسی مذہب والے ہون حتی کہ دہریون کے سامنے
ن کر کے پوچہئے دیکہئے وہ لوگ ایسی ثالثی اور ایسے فیصلہ کو کیا کہتے ہین۔ حضرت علی
فیصلہ کو مانا کیہ ادہ جناب تو اس مین شریک ہی نہ تہے نہ اس پر [illegible]

پہلے معاویہ کو برسرناحق و باغی سمجھتے تھے وہ باہی برابر سمجھا گئے (بلکہ ہنوز ایک فرقہ انہی گروہ
کا گروہ آجتک معاویہ کو باغی سمجھتا ہے) چنانچہ صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ جب
امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو جنگ نہروان میں قلع و قمع مارقین سے فراغت
ہوئی تو دفع قاسطین کیلیے قصد شام کا فرمایا تو لشکر والوں نے باتفاق اشعث بن قیس عذر
ماندگی کا کیا حضرت نے آرام کرنیکی مہلت دی مگر تاکید فرمائی کہ ایک روز سے زیادہ توقف
نہ کرو کیونکہ ہم شام کی جانب توجہ کرنیمین دیر کرنا نہیں چاہتے۔ حضرت خود بمقام نخیلہ لشکرگاہ
مین رہے اور لشکر والے اشعث کے ہمراہ اپنے اپنے گھر شہر کوفہ مین چلے گئے بعد انتظار جب
یہ لوگ شہر سے لشکر مین نہین آئے تو حضرت بھی شہر مین داخل ہوئے اور لوگونکو بہر خطبہ
مین وعظ و پند فرمانا شروع کیا حارث ہمدانی نے ندا کی کہ جو بصدق دل مطیع جناب امیر المومنین
ہین کل بمقام فلان مین جو اجتماع لشکر کے لئے شائستہ ہے حاضر ہون دوسرے روز جو حضرت
وہان تشریف لیگئے تو دیکھا کہ تین سو آدمی سے زیادہ نہین ہین حضرت نے فرمایا کہ اگر ہزار
آدمی بھی ہوتے تو مین کچھہ کام کرتا (خادم حسین صاحب دیکھیے حضرت کے مطیع بصدق دل
یہی تین سو آدمی تھے) اسکے بعد چالیس ہزار کی جمعیت فراہم ہوئی مگر وہ سب وہی دلدادہ
سیرت شیخین اور حضرت علی کو خلیفہ چہارم سمجھنے والے مثل اشعث وغیرہ کے تھے لیکن ابھی
شام کی جانب کوچ کرنیکی نوبت نہ آئی تھی کہ حضرت کو نماز مین ابن ملجم ملعون نے بتحریک اشعث
شہید کر ڈالا دیکھو تاریخ اعثم کوفی۔ ابو الفدا بھی اپنی تاریخ کی جلد اول صفحہ ۱۹۲ مین لکھتے ہین
بایعہ المجون القاسن عسکرہ علی الموت واخذ فی التجہز الی قتال معاویہ فاتفق
مقتلہ۔ کیون حادم حسین صاحب اب فرمائیے آپ نے جو لکھا تھا کہ حضرت علی نے امیر
معاویہ کے حق کو وقت فیصلہ ثالثان کیون اپنی ہار مان کر برقرار رکھا کسقدر جھوٹ اور بہتان
ایسے فقرے سے عوام الناس کو مغالطہ دینے مین آپ تو عمرو عاص پر بھی فوق لے گئے۔ اہلسنت
صاحب خود بی بی عائشہ صاحبہ بھی معاویہ صاحب سے کہتی تھین کہ تو طلقا سے ہے اور طلقا
کو کسیطرح حلال نہین ہے کہ متصدی امر خلافت ہوں (روضۃ الصفا جلد ۳ صفحہ ۳۰) اور قبل ...
جب عمرو عاص ابو موسیٰ اشعری ... ہا تھا کہ معاویہ کو خلیفہ مقرر کرنا چاہیے تو آپ۔

ثالث ابوموسیٰ نے بھی عمرو عاص سے صاف کہدیا تہا کہ معاویہ شایستہ خلافت نیست (روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۵۲) بقول آپ کے پیر مرشد عبدالعزیز صاحب دہلوی کے کہ جو کوئی خلافت کے معاملہ مین حضرت علیؑ سے خلاف ہو وہ خطا کار و باغی ہے جو انکو لایق خلافت نہ جانے بیہودہ اور گمراہ ہے اس فتویٰ کے مطابق ابوموسیٰ اشعری اور عمرو عاص دونون خطاکار باغی بیہودہ اور گمراہ تھے۔

بعد شہادت جناب علی مرتضیٰ حضرت امام حسنؑ بھی اوسی چالیس ہزار فوج کو لیکر جانب شام روانہ ہوئے جس سے صاف ظاہر ہے کہ نہ حضرت علیؑ معاویہ کو برحق سمجھے تھے نہ حضرت امام حسنؑ اور یہ چالیس ہزار فوج بھی جسطرح جمع ہوئی تھی اور اسمین جیسے لوگ تھے اوپر دیکھا یا جا چکا ہے ہنوز حضرت مدائن ہی مین تشریف رکھتے تھے کہ یہ لوگ معاویہ سے جا جا کر ملنے لگے حتی کہ حضرت بالکل تنہا رہ گئے اب بجز اسکے کہ اس ظالم بادشاہ کو معاہدہ کا پابند کرین اور کوئی چارہ نہ تھا چنانچہ جن معاہدون پر صلح ہوئی تھی اوپر مذکور ہو چکے اونکو پڑھئے اور بغور دیکھئے کہ اس ناخدا نے اس جہاز اسلام کی حفاظت کی کیسی کوشش فرمائی ہے اول شرط جو تمامی تقاصد اسلام پر حاوی تہی یہ تھی کہ معاویہ درمیان مردم کتاب خدا اور سنت رسولخدا کے مطابق شایستہ عمل کرے۔ لیکن حیف ہے کہ آپ کے امیر معاویہ صاحب نے اون معاہدون مین سے ایک پر بھی وفا نہ کی جیسا کہ مستند کتب تاریخ سے اوپر لکھا جا چکا ہے۔ کیون خادم حسین صاحب کیا اسی بدعہدی کا نام صلح ہے آپکو اس صلح کا ذکر کرتے ہوئے شرم بھی نہین معلوم ہوتی۔ ایسی ہی صلح تھی کہ جسکے بعد بھی اوس فرزند رسولؐ کو چین سے نہ رہنے نہ دیا بہانتک کہ زہر سے شہید کرا یا جیسا کہ استیعاب وغیرہ اہلسنت کی معتبر مستند کتابون سے اوپر دیکھا یا گیا اور بعد وفات اپنے نانا رسول اللہ کے پاس دفن نہ ہونے پائے جنازہ پر تیر بارانی ہوئی۔ خادم حسینؑ صاحب آپ توجسطرح یزید کو الزام قتل حسینؑ سے بری کرنا چاہتے ہین اوسیطرح معاویہ کو بھی بری کرینگے ٹک کہیئے گا کہ وہ مدینہ مین نہین تہا لیکن وہان یزید کا نائب ابن زیاد تھا یہان معاویہ کا نائب مروان تہا جسنے بی بی عائشہ کو خچر پر سوار کرا کے اپنے ہمراہ لیکر تیر بارانی کرا یا جسپر عبداللہ بن عباس

نے بی بی عائشہ صاحبہ سے کہا کہ اونٹ پر سوار ہو کر جنگ جمل میں حضرت علیؑ سے مقابلہ کرنے
گئیں یہاں خچر پر سوار ہو کر فرزند رسولؐ کے جنازہ پر تیر بارانی کرانے آئی ہو اسکے بعد
اگر تم زندہ رہیں تو ہاتھی پر بھی سوار ہوگی ۔ اور جب کہ صاحب روضۃ الصفا نے لکھا ہے
معاویہ نے مروان ہی کے پاس زہر بھیجا تھا اور اوس نے جعدہ بنت اشعث کے معرفت
امام حسنؑ کو وہ زہر دلوایا ۔ آپ ایسی عجیب نالشی اور صلح کے نام سے اپنے امیر معاویہ کی
حمایت کہاں تک کیجئے گا ایسی صلح تو تھی کہ جسکے بعد ممبروں پر خطبوں میں معاذاللہ حضرت علیؑ
کی شان میں لعن کرنے کی سنت جاری کی شیعیان اور دوستان اہلبیتؑ بیگناہ قتل ہونے
لگے کسیکے ہاتھ کاٹے گئے کسیکے پاؤں کاٹے گئے کوئی دار پر کھینچا گیا کسیکے منھ میں لگام
چڑھائی گئی کسیکا سر تن سے جدا کیا گیا جو بھاگ کر قتل سے بچے اونکو گھر کھودڑا لیگئے پہاڑوں
دروں اور بیابانوں کے گڑھوں میں زندگی بسر کرنی پڑی جو کسی مجبوری سے چھپے چھپائے
اپنے گھر میں رہگئے اُن پر یہ مصیبت کہ اپنے خدمتگاروں اور غلاموں کے سامنے بھی کوئی کلمہ
اپنی زبان پر ایسا جاری نہیں کرسکتے جس سے محبت علیؑ یا محبت اہلبیتؑ کی بو پائی جائے
حجر بن عدی کندی اور بہت سے نماز گذار و عابد و پرہیزگار اشخاص کو جنکو حضرت قسمیں کھاکر
امان دیچکی تھی ہلاک کیا حالانکہ وہ لوگ بالکل کنارہ کش تھے کہیں اسکے ملک میں خلل انداز
نہ تھے حتی کہ عمرو بن حمق الخزاعی کو جو صحابہ رسولؐ سے تھے اور ایسے مرد صالح تھے کہ کثرت
عبادت سے بدن اونکا گھل گیا تھا بیگناہ قتل کرڈالا جیسا کہ خود حضرت امام حسینؑ کے خط
سے جو اوپر منقول ہوا ظاہر ہے حالانکہ اون لوگوں کا کوئی گناہ بجز محبت و تعظیم و ذکر فضائل اہلبیتؑ
کے اور کچھ نہیں تھا ۔ یہ تو مشتی از خروار معاویہ صاحب کے طغیان کا مذکور ہوا اب کچھ مختصر نمونہ
اونکے صاحبزادے یزید کے مظالم کا ملاحظہ کیجئے بمصداق ؏ اگر پدر نتواند پسر تمام کند
آپ کے ہم مشرب اکرام الدین اپنے رسالہ سعادت الکونین کے صفحہ ۷۵ میں لکھتے ہیں
کہ ظلم و فسق و جور و فجور و شرب خمر و لواطت وغیرہ وہ حرکتیں جو عقلاً ناپسند ہیں کرنی شروع کیں
بھائی بہنوں ماں بیٹیوں میں تزویج جائز کردی زنا و لواطہ سود وغیرہ منہیات شرعیہ کو اوس نے
اپنے عہد میں علانیہ رواج دیا اور صفحہ ۸۸ میں لکھتے ہیں کہ اوس نالائق نے اونکا بیوں سے

بہنونکا بہائیون سے نکاح جایز ہی ہنین کیا بلکہ لوگونکو مجبور کردیا۔ صفحہ ۱۹۱ مین بحوالہ مشایخ
لکہتے ہین کہ قرآن مجید کو ہدف بنایا۔ سبط ابن جوزی لکہتے ہین کہ اس امر مین اختلاف نہین ہے
کہ یزید نے مدینہ منورہ کو غارت کیا اور باشندگان مدینہ کو ڈرایا دہمکایا اور یہ حدیث ایسی ہے
کہ جسکو مسلم نے بہی روایت کی ہے جو کچہ کہ اس کے لشکر نے فسق و فساد عظیم برپا کیا اور
وہان کے لوگون کو اسیر کیا اور مدینہ منورہ کی ہتک کی مشہور ہے تین سو کواری لڑکیان فرج
کرڈالی گئین اور اتنے ہی صحابی رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہی قتل کئے گئے اور سات
سو قاری قرآن مار ڈالے گئے اور بہت دنون تک مدینہ لشتار ہا اور مسجد نبوی کی جماعت
بہی ایک مدت تک موقوف رہی اور باشندگان مدینہ اس پراشوبی سے ایک مدت تک
ڈرتے رہے کسی آدمی کو مسجد رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین داخل ہونیکی مجال نہین تہی
نتیجہ یہ ہوا کہ کتے مسجد نبوی مین گہس گئے اور اونہون نے ممبر رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
پر معاذ اللہ پیشاب کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کہنے کی پوری تصدیق ہو گئی
اور یزید کا لشکر جو یزید کی طرف سے مقرر ہو کر آیا تہا وہ صرف بیعت کر لینے ہی کو کافی نہین سمجہتا
تہا بلکہ ہر بیعت کرنیوالے سے یہ اقرار کراتا تہا کہ ہم یزید کے غلام ہین اگر وہ چاہے تو بیچ ڈالے اور اگر
چاہے تو آزاد کرے پس ان مین سے بعض لوگون نے عذر کیا کہ ہم تو کتاب اللہ اور سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بیعت کرینگے پس ایسے لوگون کی گردنین ماری گئی اور یہ
واقعات معرکۂ حرہ کے ہین۔ اسکے بعد اسیطرح یہ لشکر کا لشکر عبد اللہ ابن زبیر کے قتل کیلئے
مکہ گیا پس مکہ کی عمارت پر بڑے بڑے پتہر پہینک کر پاٹ دیا اور پردہ خانہ محترم مین آگ
لگا دی پس کون چیز اس سے زیادہ تر قبیح کہی جائیگی جو اسکی خاص سلطنت مین واقع
ہوئی۔ (اسم المضمون سبط ابن جوزی) یہ بیدین کلام خدا کے ساتہ جسطرح تمسخر کرتا تہا اوپر ہو
چکا۔ کہتا تہا ما قال ربک ویل للذین شربوا * بل قال ربک ویل للمصلین
شاہ عبد الحق محدث دہلوی اپنی کتاب مدارج النبوۃ مین لکہتے ہین کہ اپنی ولیعہدی کے زمانہ
مین اس نالایق نے ام المومنین حضرت عائشہ سے عقد کا پیغام بہیجا جبکہ انکا سن قریب سا ٹہ
کے پہونچ چکا تہا جس سے مسلمانون مین عام شورش پہیل گئی اور تمام اکابر اسلام نے ازراہ

اسے فقتکم کی نص صریح دکہلا کر اوس بدبخت ازلی کو بہت لعنت و ملامت کی معاویہ کو اسکی خبر ملی تو اوس نے کسی نہ کسیطرح اس بڑہتے ہوئے فتنہ کو روک دیا اور ہر شخص کو اپنے مقام پر خاموش کر دیا۔ یہ قباحت کہ ماں بیٹیوں اور بہائی بہنوں میں تزویج ہو کسی مذہب یا کسی قوم میں جایز نہیں ہیں اس سے تو لاکہہ درجہ بہتر یہود و نصاریٰ و مجوسی و ہنود ہیں اگر آپ واقعی مسلمان ہیں تو آپ نہیں ہے بیعت کرکے دکہادیجیے یا اونکو اپنا پیر سمجھکر مرید بنئے نہیں نہیں آپکا کیا ٹھکانا آپ تو کر لیجئیگا اپنے یہاں کے علماؤں میں سے کسی سے ایسا کرا دیجیے کہ معلوم ہو کہ اشراف قوم ایسے فاسق و فاجر کی بہی بیعت کر سکتے ہیں۔ جو شخص اُن اہلبیت طاہرین کی نسبت جنکی شان میں خدا نے آیۂ تطہیر نازل فرمائی ہے اگر گمان بہی کرے کہ ایسے فاسق و فاجر کی بیعت کی تو وہ ہرگز مسلمان نہیں ہے۔ حضرت امام زین العابدین ع کی نسبت بہی یہ لکہنا کہ حضرت نے اُس فاسق و فاجر کی بیعت کر لی ویسا ہی ہے جیسا کہ معاویہ نے براہ مکاری و عیاری غوغا اوڑا دیا تہا کہ عبدالرحمن بن ابی بکر و عبداللہ ابن زبیر اور حضرت امام حسین ع نے بیعت کر لی ہر چند یہ لوگ انکار کرتے رہے اور کہتے رہے کہ ہم نے نہ بیعت کی ہے نہ کرینگے لیکن معاویہ اور اوسکے لوگ یہی مشہور کرتے پہرتے تہے کہ ان لوگوں نے بیعت کر لی (دیکہو سعادت الکونین محمد اکرام الدین حنفی صفحہ ۳۷۔۳۸۔ و تاریخ کامل ابن اثیر و روضۃ الصفا و تاریخ اعثم کوفی وغیرہ) حضرت امام زین العابدین ع کا کیا ذکر اگر حضرت امام حسین ع شہید نہ ہو جاتے تو ہزاروں جو تھے راضی بیعت کے تیار ہو گئے تہے اونکی روایتیں حد تواتر کو پہونچا دی جاتیں مگر حضرت کی شہادت نے حق کو واضح کر دیا۔ خادم حسین صاحب اب آپ نے دیکہا کہ بعد شہادت جناب علی مرتضیٰ و حسن مجتبیٰ علیہما السلام جہاز شریعت اسلام کس بہنور میں پڑ گیا تہا کون سا تختہ باقی رہگیا تہا جو تہ آب نہ ہو اگر امام حسین ع خود غرق خون ہو کر نہ بچانے تو شجرۂ ملعونہ کے گل مراد یزید بدنہاد نے جو تخم پاشی کی تہی اوسکا ثمرہ یہی تہا کہ ...ح اوسکے بالبعض میں ازدواج درمیان ماں بیٹیوں اور بہائی بہنوں کے رائج ہو جانے کا نتیجہ یہ ہوتا کہ یا تو اب بشرط غیرت اس دین سے نکل بہاگتے یا بقول ایک دہریہ کے کہ جب اپنا بویا ہوا درخت تیار ہو تو اوسکا پہل دوسرے کیوں کہائیں تربیت

یزیدی پر عمل کرتے اور شجرۂ خبیثہ کے پھل کھا کھا کر لذت اوٹھاتے ہین بدنصیبی آپ کو افسوس ہی جو آپ اسقدر حضرت امام حسین علیہ السلام کے دشمن ہو رہے ہین۔

حضرت امام حسنؑ اور معاویہ کے درمیان جن شرائط پر صلح ہوئی تھی انکو ہمنے آپ ہی کی یہان کی مستند کتابون سے اوپر درج کر دیا ہے ذرا انکو پڑھکر فرمائیے تو کہ ان شرطون کا آپ نے یہ مطلب لگایا ہی کہ صلح کے بعد پھر بنی ہاشم کو خلافت کے قائم کرنیکا کوئی استحقاق ہی نہین رہا کتب تاریخ کو اوٹھا کر دیکھیے سب نے باتفاق یہی لکھا ہے کہ معاویہ کو اپنا ولیعہد مقرر کرنیکا اختیار نہ تھا بلکہ اسکا اختیار حضرت امام حسن علیہ السلام کو تھا اسی جہت سے اوس نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوا کر شہید کیا۔

خادم حسینؑ صاحب اصلاح کے تین طریقے ہین اول سکوت جیسا کہ حضرت علیؑ نے کیا دوسرے صلح جیسا کہ امام حسنؑ نے کی تیسرے جہاد جیسا کہ خامس آل عبا شہید کربلا نے کیا اپنی انتہائے مظلومی کے ساتھ یعنی ان تینون حضرات نے تینون طریقون سے بدرجہ اتم دین اسلام کو مستحکم کر دیا ورنہ جسطرح معرکۂ کربلا مین حسینؑ کے شہادت نہ اختیار فرمانے سے اسلام تباہ و برباد ہو جاتا اوسیطرح اگر حضرت علیؑ یا امام حسنؑ اپنے اپنے عہد مین تلوار ہی سے فیصلہ کرنا چاہتے تو حجت تمام ہوتی اور نہ اسلام کا نام باقی رہتا یہ تینون حضرات درجہ بدرجہ یکے بعد دیگرے قدم بقدم رسولؐ کے چلے ہین کیونکہ رسولؐ نے بھی ابتدا شعب ابو طالب مین گوشہ نشینی اور مدینہ منورہ کی جانب ہجرت اختیار کی بعدہ حدیبیہ مین صلح کر لی بالآخر جہاد سے کام لیا۔

خادم حسینؑ صاحب آپ مدعی اسلام ہو کر حسینؑ فرزند رسول الثقلین کی شہادت پر طعنہ زن ہین آپ کے ایسے عقل کے اندھونکو کیا جواب دین دیکھیے آپ کے اس طنز کا کہ ان پے در پے سیلابون کے بعد اس کشتی کا کونسا تختہ باقی رہگیا تھا کہ امام حسینؑ نے اوسکو بچا لیا ایک نصرانی جواب دیتا ہے مسیو ماربین جرمنی اپنے رسالہ سیاست اسلامیہ کی ساتوین فصل مین لکھتے ہین جو شخص اوس زمانہ کے حالات اور بنی امیہ کی طرز معاشرت اور تمام اسلامی گروہون پر انکا غالب آجانا اور مسلمانون کی سست اعتقادی

ان تمام باتون سے اچھی طرح واقفیت رکھتا ہے وہ بلا تامل اس امر کی تصدیق کر سکتا ہے کہ حسینؑ نے اپنی جان دیکر اپنے نانا کے دین اور اسلام کے آئین کو زندہ کردیا اگر یہ واقعہ پیش نہ آتا اور مادہ بصیرت آنحضرت کے شہید ہونے سے مسلمانون مین پیدا نہ ہوتا تو ہرگز اسلام اپنی موجودہ حالت پر باقی نہ رہتا اور چونکہ ابھی اسکا ابتدائی زمانہ تہا اس لیئے یہ بات ممکن تھی کہ اسکے رسوم اور قوانین بالکل نابود ہوجاتے چونکہ حسینؑ کو اپنے والد کے انتقال کے بعد سے اس عالی مطلب کے پورا کرنیکا پکا ارادہ تہا اس لئے آپ نے یزید کے جانشین معاویہ ہونے کے تہوڑے ہی دنون بعد مدینہ سے اس بنا پر سفر اختیار کیا تاکہ مسلمانون کے بڑے بڑے مقامات (مکہ وغیرہ) مین پہونچکر اپنے اس اعلی خیال کو منتشر فرمائین یہ آپکی سیاست کا مقدمہ تہا کہ جہان آپ قدم رکہتے تہے وہان کے مسلمانون کے دلون مین بنی امیہ کیطرف سے نفرت پیدا ہوتی جاتی تھی چونکہ یزید بہی ان باریکیون سے بے خبر نہ تہا اسلئے جانتا تہا کہ اگر اس بات کا کسی ایک چہوٹے مقام مین بہی خیال کارگر ہوگیا اور آپنے علم مخالفت بلند کردیا تو بلحاظ اُس نفرت کے جو مسلمانون کے دلون مین بنی امیہ کی طرز معاشرت اور حکومت نے پیدا کردی ہے (مثلاً مان بیٹیون اور بہائی بہنون کے درمیان تزویج وغیرہ وغیرہ) اور بلحاظ اُس قلبی توجہ کے جو مسلمانون کو حسینؑ کے ساتہہ اسوقت مین موجود ہے نہایت سرعت کے ساتہہ آپکا وہ خیال تمام اسلامی ممالک مین جاری وساری ہوجائیگا اور سلطنت بنی امیہ کا دائمی قلع و قمع ہوجائیگا یہی سبب تہا کہ یزید نے تخت پر بیٹہتے ہی تمام باتون سے پہلے حسینؑ کو قتل کرنیکا ارادہ کرلیا۔ بنی امیہ کی سیاسی غلطیون مین سب سے بڑی غلطی یہی تہی اور یہی ایک ایسی خطائے سیاسی تہی کہ جسکے سبب سے اپنے تمام ونشان کو بنی امیہ نے صفحۂ ہستی سے نیست ونابود کردیا۔ بہت بڑی دلیل اسی بات پر کہ حسینؑ اپنی قتل گاہ تک گئے اور ہرگز اونکا قصد سلطنت وریاست حاصل کرنیکا نہ تہا یہ ہے کہ حسینؑ اپنے اُس علم وسیاست اور تجربہ سے جو اُنہین اپنے پدر (بزرگوار) اور برادر (عالیمقدار) کے زمانہ سے بنی امیہ کے ساتہہ جنگ وجدل کرنیکے متعلق حاصل تہا خوب جانتے تھے کہ بحالت نہ مہیا

ہونے اپنے اسباب کے اور بہ سبب اُس اقتدار و عظمت مزید کے اسکے ساتھ مقابلہ کسیطرح ممکن نہین ہے۔ دوسرے یہ کہ حسینؑ اپنے پدر بزرگوار کے مقتول ہونیکے بعد اپنے مقتول ہونیکی پیشینگوئی ہمیشہ کیا کرتے تھے اور جسوقت سے کہ مدینہ سے آپنے حرکت کی صاف صاف اور بآواز بلند کہتے تھے کہ مین مقتول ہونیکے لیے جارہا ہون اور اپنے سب ہمراہیون سے بھی محض اتمام حجت کیلئے یہی بیان کرتے تھے تاکہ جو کوئی جاہ و جلال کی حرص و طمع مین ہمراہی چاہتا ہو جدا ہو جائے اور یہی بات اونکے ورد زبان تھی کہ قتل گاہ کاراستہ میرے سامنے ہے اور یہ بھی ہے کہ حسینؑ اگر غور و فکر اور علم و ارادہ کے ساتھ مقتول ہوجانے پر آمادہ نہ ہوتے تو اسطرح اپنا قتل گوارہ نہ کرتے اور لشکر کے جمع کرنے مین کوشش عمل مین لاتے نہ یہ کہ جو ہمراہ تھے اونہین بھی متفرق و پراگندہ کر دیتے چونکہ کوئی قصد سوائے مقتول ہوجانے کے کہ جو اُن خیالات عالی اور اُس مقدس ریلیجیوشن کا مقدمہ تھا مد نظر اونکے نہ تھا اسلیئے انہون نے یہی سمجھکر کہ بہت بڑا ذریعہ اسکا بیکسی اور مظلومیت ہے اسی کو اختیار کیا تاکہ اونکی مصیبت دلون مین زیادہ تر موثر ہو جائے ظاہر ہے کہ وہ محبوبیت کا مرتبہ جو اوس زمانہ مین حسینؑ کو مسلمانون مین حاصل تھا اگر اونکے ساتھ اپنی قوت بڑہانا چاہتے تو لشکر فراہم کر سکتے تھے مگر اوس صورت مین اگر وہ مقتول بھی ہو جاتے تو وہ مظلومیت جس کا نتیجہ عظیم الشان ریولیوشن (انقلاب) تھا حاصل نہ ہوتی یہی وجہ تھی کہ سوائے اُنلوگو نکے جنکی جدائی امکان سے باہر تھی کسیکو اپنے ساتھ نہین رکھا مثل فرزند برادر اور بھتیجون اور بنی اعمام اور چند مخصوص باوفا کے حتی کہ اُن سے بھی فرمایا کہ تم بھی چھوڑکر جدا ہو جاؤ مگر اونہون نے منظور نہ کیا اور وہ بھی ایسے حضرات تھے کہ مسلمانون کے نزدیک تقدس اور جلالت و قدر کے اوصاف رکھتے تھے اور اُنکا حسینؑ کے ساتھ قتل ہو جانا اُس واقعہ کی زیادہ عظمت و تاثیر کا سبب ہوا ۔ اب دادے ہو خادم حسینؑ صاحب آپکے دعوۂ مسلمانی اور آپ کی عقل پر۔ نصرانی تو اسطرح لکھ رہا ہے اور آپ اسکو ملکی کشمکش کہتے ہین حسینؑ نے اپنے علم و سیاست کی قوت کے ساتھ بنی امیہ کے ظلم و ستم کے افشا مین اور ان خیالات کے اظہار مین جو بنی ہاشم اور اولاد محمدؐ کی عداوت مین اونلوگون کے دلون مین تھی کوئی دقیقہ

اوٹھا نہیں رکھا ان مین سے ایک بات یہ ہے کہ چونکہ بنی امیہ کی عداوت کو آپ اپنے اور
اپنے خاندان کے ساتھ جان چکے تھے یہ بھی سمجھتے تھے کہ میرے قتل کے بعد بنی ہاشم کی عورتین
اور بچے (جو کہ آل محمدؐ تھے) اسیر و مقید ہو جائینگے اور یہ واقعہ مسلمانون مین علی الخصوص عرب
مین اوس درجہ پر پر تاثیر ہو جائیگا جسکا تصور بھی نہین ہو سکتا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بنی امیہ
کی ظالمانہ حرکت اور اُن کے بیرحمانہ سلوک جو اونھون نے اپنے نبی کے حریم (مخدرات)
اور اطفال کے ساتھ کیا اسقدر مسلمانون کے دلون مین تاثیر کر گیا جو کسیطرح حسینؑ اور اونکے
ہمراہیون کے قتل ہو جانے سے کم نہ تھا جس نے خاندان محمدؐ کے ساتھ بنی امیہ کی دشمنی
کو اور اسلام کے ساتھ اونکے عقاید کو اور مسلمانون کے ساتھ اونکے برتاؤ کو واضح کر دیا۔
یہی سبب تھا کہ حسینؑ اپنے اُن دوستون سے جو اُنہین اس سفر سے منع کرتے تھے صاف
طور سے کہدیتے تھے کہ مین تو مقتول ہو جانے کیلئے جا رہا ہون چونکہ ان لوگون کے خیالات
محدود تھے اور حسینؑ کے مقاصد عالیہ پر اُنہین اطلاع نہ تھی اس سفر سے ممانعت مین اصرار
کرتے تھے جسکا آخری جواب حسینؑ کی طرف سے یہ تھا کہ مشیت خدا یہی ہے اور میرے
نانا نے مجھے یہی حکم فرمایا ہے اور جب وہ اصرار کرتے تھے کہ آپ مقتول ہو جانیکے لئے جا رہے
ہین تو عورتون اور بچون کو ہمراہ نہ لیجائیے تو جواب دیتے تھے کہ خدا کی مشیت یہی ہے کہ
میرے عیال اسیر و مقید ہون اور حسینؑ کے یہ کلمات اسوقت چونکہ روحانی ریاست کی
حیثیت سے تھے لاجواب تھے یعنی کسیکو مجال دم زدن نہ ہوتی تھی (خادم حسین صاحب
اپنے کو زیادہ عقلمند سمجھکر لکھتے ہین کہ اگر واپس جاتے تو جان عزیز ضائع نہ جاتی) اور یہ دلیل
ہے اس بات کی کہ حسینؑ سوائے اُن عالی خیالات کے جو اُن کے مسر مین تھے کوئی دوسری
غرض خیال مین لاتے ہی نہ تھے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ مصائب اونھون نے سلطنت
و بادشاہی کے لئے برداشت نہین کئے اور نہ بغیر سمجھے ہوئے اُس مہلکۂ عظیم مین انھون نے
قدم رکھا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ وہ اپنے مخصوص اصحاب سے جنکا دماغ روشن اور عقل
سلیم تھی اس واقعہ سے سالہا سال پیشتر اپنی مصیبتون مین تسلی دینے کی غرض سے کہا
کرتے تھے کہ میرے قتل ہو جانیکے بعد خداوند عالم ایک جماعت کو آمادہ کریگا جو حق کو باطل سے

جدا کر لینگے اور ہماری قبر ونکی زیارت کرینگے اور ہماری مصیبتوں پر روئینگے اور دشمنان آل محمدؐ کو اچھی طرح تباہ کرینگے یہ لوگ خدا کے دین اور میرے نانا کی شریعت کی ترویج کرینگے اور مین اور میرے جد بزرگوار اُنہین دوست رکھینگے اور وہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ محشور ہونگے۔ (دیکھئیے خادم حسینؑ صاحب یہ وہی لوگ ہین جنکی نسبت آپ لکھتے ہین کہ شیعہ تو ناحق اس مذہب کو مذہب اہلبیت جان کر اپنے گلے کا ہار بنائے بیٹھے ہین) اگر حسینؑ کے کلمات اور حرکات مین باریک نگاہ سے غور کیا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ بحیثیت سیاست اُنہون نے بنی امیہ کے قبایح و شنایع اور بنی ہاشم کے ساتھ اونکی قلبی عداوت اور نیز اپنی مظلومیت ظاہر کر دینے مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا اور یہ بات اونکے بڑے حد درجہ کی سیاست اور قوت قلب اور اپنے مقصد عالی کے پورا کرنیکی خود رفتگی کو ثابت کر رہی ہے۔ پہر لکھتے ہین کہ حسینؑ کے قتل ہوتے ہی اور ان درد انگیز واقعات کے پیش آتے ہی اور انکی عورتون اور بیبیون کے اسیر ہوتے ہی بنی امیہ کی باطن کا حال طشت از بام ہو گیا اور اُنکے اعمال ناشایستہ کے قبایح عالم پر روشن ہو گئے سیاسی احساس اور ریولیوشن کا مادہ مسلمانون مین پیدا ہو گیا اور سلطنت یزیدی اور بنی امیہ کے برخلاف ریولیوشن شروع ہو گیا اور بنی امیہ کو مخرب اسلام جان کر انکی بدعتون اور اختراعی امور کو رد کرنے لگے اور اُنہین ظالم اور غاصب کہنے لگے اور اسکے برعکس بنی ہاشم کو مظلوم اور مستحق ریاست جاننے لگے اور حقیقی روحانیت اسلام انہین مین سمجھی گئی گویا مسلمانون نے حیات تازہ اور نئی زندگی حاصل کی اور اسلام کی روحانیت کے لئے نئی رونق پیدا ہو گئی اسلام کی ریاست روحانی جو دفعتاً زائل ہو گئی تھی اور مسلمان جو کہ اسلام کی جنبۂ روحانیت کو فراموش کر بیٹھے تھے ایک خاص روحانیت اور شان کے ساتھ اوسکی تجدید ہو گئی جسطرح حسینؑ کے مصائب کی عظمت تمام روحانین سلف کے مصائب پر مسلم ہے۔ (خادم حسینؑ صاحب آپکو حسینؑ کے مصائب کی عظمت نہین سوجھتی ہے دیکھئے یہ نصرانی معترف ہے کہ حسینؑ کے مصائب کی عظمت تمام روحانیین سلف کے مصائب پر مسلم ہے۔) اوسیطرح اُن ریولیوشنون کی عظمت بھی جو بعد واقعہ حسینؑ کے پیش

آئے تمام سابق ریولیوشنون سے بڑہگئی اور زمانہ بہی اونکا زیادہ اور تاثیرات بہی اونکی زیادہ تہین ان وجوہ سے محمدؐ کے باقی ماندگان کی مظلومیت تمام عالم مین مشتہر ہوگئی پہلا نتیجہ اس ریولیوشن کا یہ ہوا کہ ریاست روحانی کو جو عوالم سیاست مین بڑی مہتم بالشان چیز ہے از سرنو بنی ہاشم مین اور خصوصاً اعقاب حسینی مین مسلم ہوگئی اب تک بہی بنی ہاشم اور خاصکر وہ لوگ جو نسل حسینؑ سے ہین ایک نظر روحانیت سے تمام مسلمانون مین دیکہے جاتے ہین اور چند سال بہی نہ گذرے تہے کہ باوجود اوس اقتدار اور وسعت کے خاندان یزید و معاویہ سے سلطنت نکل گئی اور ایک قرن سے بہی کم مین تمام بنی امیہ سے بادشاہی مغلوب ہوگئی اور اسطرح مضمحل اور نابود ہوگئے کہ آج اسم و رسم و نشان کا بہی پتہ نہین اور جب کبہی کتابون مین اونکا نام آجاتا ہے مسلمان ایک کلمہ شماتت اوسکے ساتہ منضم کردیتے ہین اور یہ سبب حسینی سیاست و تدبیر کے نتائج مین کہ کہا جاسکتا ہے کہ ارباب دین و روحانیین مین سلف سے آجتک ایسا انجام مین عاقبت اندیش مستقل مزاج سرگذشت کے ساتہہ تاریخ نے یادگار مین نہین چہوڑا (خادم حسینؑ تم امام حسینؑ کی دوراندیشی پر حرف آتے ہو) ابہی حسینؑ کے قیدی یزید کے پاس پہنچنے بہی نہ پائے تہے کہ خون خواہی و انتقام کے علم بلند ہوگئے اور ریولیوشن یزید کی مخالفت مین شروع ہوگیا حسینؑ کی مظلومیت نے بنی امیہ کی تمام سیرتونکو کہولدیا انکی نیتونکا پردہ فاش کردیا۔ باوجود اسکے کہ کسیکی مجال نہ تہی کہ حسینؑ اور خاندان علیؑ کا نام یزید کے مقربین اور مخصوصین کے سامنے خیر و خوبی کے ساتہہ لیسکے (خادم حسینؑ صاحب دیکہئے یہ دوسری قوم کی شہادت ہے اور آپ کہتے ہین کہ معاویہ اور یزید ان حضرات کا اعزاز و اکرام کرتے تہے) اس واقعہ کے ہوتے ہی دربار عام اور خلوت و جلوت مین حسینؑ اور خاندان علیؑ کا نام تقدس و عظمت و مظلومیت کے ساتہہ مجبوراً یزید کو سننا پڑتا تہا اور باوجودیکہ ان باتونکا سننا اوس پر بہت گران تہا سوائے سکوت کے کوئی چارہ نظر نہ آتا تہا بلکہ بعض اوقات ان مظالم و اعمال سے اپنی برأت ظاہر کرتا تہا اور اس الزام کو اپنی سلطنت کے امرا کی گردن پر ڈالتا تہا۔ (اور آج بہی خادم حسینؑ صاحب یزید کے ہمیشہ دامن بچانیکی کوشش کررہے ہین) چونکہ یزید نے اس

واقعہ کے بعد حسینؓ کے محامد و فضائل بکثرت سے تو ایکدن کہنے لگا کہ حسینؓ کا بادشاہ ہوجانا مجھہ پر بہت آسان تہا بمقابلہ اس عظمت و تقدس کے کہ جسکے ساتھ آل نبی اور بنی ہاشم یاد کئے جاتے ہین۔ انا فتحنا لک فتحاً مبینا۔ مسیو ماربین پہر لکہتے ہین کہ راقم کے نزدیک قانون محمدؐ کی حفاظت اور مسلمانون کی ترقی اور اسلام کی ترقی یہ سب کچہہ حسینؓ کے قتل ہوجانے سے اور اُن واقعات کے پیدا ہوجانے سے ہی۔ کیون خادم حسینؓ صاحب اب تو آپ کو معلوم ہوا کہ امام حسینؓ نے جہاز اسلام کو ایسا بچالیا کہ غیر قوم کے لوگ بہی گواہی دے رہے ہین کہ قانون محمدیؐ کی حفاظت اور مسلمانون کی ترقی اور اسلام کی ترقی سب کچہہ حسینؓ ہی کی مظلومانہ شہادت سے ہے۔ دیکہیے حسینؓ کو ایسی فتح حاصل ہوئی کہ خود یزید بہی کہنے لگا کہ حسینؓ کا بادشاہ ہوجانا مجھہ پر بہت آسان تہا بمقابلہ اس عظمت اور تقدس کے کہ جسکے ساتہہ آل نبی اور بنی ہاشم یاد کئے جاتے ہین۔ اللھم صلی علی محمد و آل محمد۔ ؎ دین است حسینؓ دین پناہ است حسین * شاہ است حسین و بادشاہ است حسینؓ * سر داد و نداد دست در دست یزید * حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؓ۔ آج بہی دیکہہ لیجئے اہل اسلام مین سادات کس وقعت کی نظرون سے دیکہے جاتے ہین۔ یزید کو ایسی شکست حاصل ہوئی کہ لعنۃ لعن ہر خاص و عام ہوگیا حتی کہ آپ کے ہم مشرب بہی کہنے لگے۔ لعن اللہ یزید او علی آل یزید (دیکہو روضۃ الصفا جلد ۳ صفحہ ۳۴)

قولہ

سوال ۲۶۔ اچہا فرض کیا کہ کوفی لوگ اہلبیت کرام کے بدخواہ تہے لیکن دوسرے ملکون کے شیعون کا اس مین کیا قصور ہے وہ تو خالص و مخلص محبان اہلبیت ہین اور اس محبت کا اجر انکو تو ضرور ملکر رہیگا ؟

جواب۔ کوفہ کو شیعہ مذہب سے وہ نسبت ہے جو خانہ کعبہ کو اسلام سے یا جیسے کہ روح کو جان سے تعلق ہے اور جسقدر فضائل شہر کوفہ کے شیعہ کی کتابون مین مذکور ہین کسی اور شہر یا مقامات کے شیعون کے نہین ہین چنانچہ لکہا ہے کہ کعبہ حرم خدا ہے اور مدینہ حرم رسولؐ اور کوفہ حرم علیؑ ہے اور ایک شیعہ قاضی نے انہی روایات کو مطالعہ کرکے یہ فتویٰ دیا

کہ کسیکا کوفی ہونا اوسکے شیعہ ہونے کی کافی دلیل ہے اور کوئی الاصل کبہی سنی ہو ہی
نہین سکتا جسطرح جناب علی ؑ نے مدینہ کو چہوڑکر کوفہ کو دار الخلافہ بنایا اور اس سے ثابت
ہوا کہ شیعہ مذہب کا پہلا سرچشمہ کوفہ ہے اسیطرح شیعون کے بارہوین امام یعنی امام مہدی
علیہ السلام کی خلافت گاہ بہی کوفہ ہی قرار پائی ہے اس سے ثابت ہوا کہ شیعون کی کمائی
کی جگہ بہی کوفہ ہی ہے اور شیعون کا بہشت بہی کوفہ ہی مین ہے جسکا نام وادی السلام ہے
تو ظاہر ہے کہ تمام احادیث کے پہلے راوی بہی کوفی ہی ہوئے اور اس مذہب نے
نشو و نما بہی ان ہی کوفیون کے ہاتہ مین پائی اور جو سلوک ان کوفیون نے حضرت
علی ؑ اور انکی اولاد سے کیے ہین وہ بہی ظاہر ہین پہر انکے مذہب اور انکی احادیث کا کیا
اعتبار رہگیا شیعہ کی حدیثون مین نہ تو کہین لکہنؤ کی فضیلت ہے نہ ملتان کی ہمارے
ملک کے بہولے بہالے شیعہ تو ناحق اس مذہب کو اہلبیت کا مذہب جان کر گلے کا
ہار بنائے بیٹہے ہین۔ زبانی وہ لاکہہ دفعہ اپنے آپ کو شیعہ علی ؑ ظاہر کرین مگر ظاہر ہے کہ
اُنکا یہ دعوی سراسر غلط اور خلاف واقعہ ہے حضرت علی ؓ اور حضرت حسنین علیہم السلام
کے جو پسندیدہ شیعہ اور اصحاب تہے اُونہون نے تو امامون سے وفا کی نہین اب تیرہ سو
برس بعد جب کہ نہ حضرت علی ؑ زندہ ہین اور نہ حضرت حسنین ؑ کسیکے شیعہ علی ؑ کہنے مین
ہرج و نقصان ہی کیا ہے ذرا کسی امام کی کوئی تحریری یا زبانی سند تو دکہلائین جس
سے ثابت ہو کہ تم ہمارے خاص شیعہ ہو ورنہ یاد رکہین کہ کس نمی پرسد کہ بہیا کون ہو
کہانتہ ہین۔ پہر جس اصول سے بزرگان اہلبیت کے افعال سے شیعہ لوگ مذہب
اہلسنت کو اور تمام اہلسنت کو بدنام کرتے ہین ایسی اصول سے قدیم شیعہ کے افعال سے
ہم کو بہی حق حاصل ہے کہ مذہب شیعہ اور تمام شیعونکو ہم بہی جواب دہ اور ذمہ دار گردانین
بقول شخصے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنی۔

اقول

یہ لکہتے ہین کہ کوفہ سے شیعہ مذہب کو وہ نسبت ہے جو خانہ کعبہ کو اسلام سے یا جیسے کہ ہو
تو ہمان سے نعوذ باللہ من ذالک سہ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

خادم حسین صاحب! شیعوں کا تو ہمیشہ وہی کعبہ رہا اور ہے جسکو ابراہیم خلیل اللہ نے تعمیر
کیا تہا کسی شیعہ نے کبہی دوسرا کعبہ نہین بنایا نہ کسی دوسرے کعبہ کو مانا البتہ آپ کے
یہان اوس کعبہ کے مقابل مین ایک نہین بتعداد خلفائے ثلاثہ تین تین کعبہ بن گئے
اور آپ کے بزرگان دین کعبہ خدا کو چہوڑ کر دین قیام و وقوف اور جملہ مناسک حج بجالاتے
تہے بلکہ دوسرون کو بہی حج کے لیے مکہ معظمہ جانے سے منع کرتے تھے چنانچہ حیواۃ
الحیوان مین ہے فلما ولی عبد الملک بن مروان منع اهل الشام من الحج
من اجل ابن الزبیر الی ان نقل فبنی عبد الملک قبة الصخرة فکان الناس
یقفون عندها یوم عرفه وقیل اول من سن التعریف بالبصرة عبد الله
بن عباس وبمصر عبد العزیز ابن مروان وبیت المقدس عبد الملک بن
مروان - کیون صاحب آپ کو کعبہ کا یا اسلام کا نام لیتے شرم نہین معلوم ہوتی
آپ تو یزید کا دم بہرتے ہین جسکا مقولہ تہا ~~لعبت ہاشم بالملک فلا~~ +
خبر جاء ولا وحی نزل - یہ تو اسکا اسلام کے بارہ مین عقیدہ تہا - اور خانۂ کعبہ پر منجنیق
سے سنگباری کرائی جس سے خانۂ کعبہ کی دیوارین اور مسجد کے ستون بالکل ٹوٹ گئے
کعبہ کے سارے لباس اور پردون مین آگ لگا دی کہ سب جلکر خاکستر ہو گئے مسجد
نبوی مین نجاست پہیلائی گئی وہان اغلام ہوئے کئی سو عورتون کو زنا سے حمل رہ
گئے اوسکے در و دیوار کو پلیدی سے آلودہ کیا کتے بلّے کے بول و براز سے وہ منبر شریف
جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکہتے تہے آلودہ کیا گیا اور روح
رسولؐ کو صدمہ پہونچایا گیا (دیکھو رسالہ سعادت الکونین صفحہ ۱۶۱) لیکن دراصل یہ سب
ثمرہ آپ کے خلیفہ دوم عمر صاحب کی تخم پاشی کا تہا جو حجر اسود کو مخاطب کرکے کہا کرتے
تھے کہ تو ایک پتہر ہے تجہہ سے کوئی نفع نہین لیکن چونکہ رسولؐ سب کے سامنے تجہہ کو
بوسہ دیا کرتے تہے ہم بہی تجہکو منظر نمایش بوسہ دیتے ہین (دیکھو مدارج النبوۃ) - وہی
پہلے بیت اللہ کے حلّے اوتارنے اور خانہ خدا کو برہنہ کرنے پر آمادہ ہوئے تہے مگر
جناب امیرؑ نے روکا (دیکھو ربیع الابرار زمخشری و عروف الوردی سیوطی و صحیح بخاری باب

کسوۃ الکعبہ) اور حطب و نام سے کر خانہ بضعۃ الرسولؐ مین آگ لگانے گئے جس سے اونکے تابعین کی نظرونمین نہ خانہ خدا کی قدر باقی رہی نہ خانہ رسولؐ کی عمر صاحب نے ابتدا کی یزید نے اوسکو انجام کر دیا۔

کوفہ کے فضائل کے نسبت آپ شیعون پر طعن آتے ہین کوفہ شیعونکا کعبہ نہین ہے لیکن آپ ذرا ہوش سنبھال کر اوسکی مذمت کیجیے آپ کے خلیفہ دوم صاحب کا کنز الایمان ہے خلیفہ صاحب اوسکو رمح اللہ کہتے تہے جمجمۃ العرب کہتے ہین خط لکھتے تو اوسمین لکھتے کہ الی راس الاسلام ۔ الی راس العرب ۔ (دیکھو سیرۃ النعمان شبلی صفحہ ۳۵) شیعون کی حدیثون مین لکھنو یا ملتان یا ہندوستان کے کسی دوسرے شہر کی فضیلت بیشک نہین ہے کیونکہ ہندوستان کے شہرون مین نہ کہین خانہ کعبہ ہے نہ کسی نبی یا اوسکے وصی کا مولد یا مسکن یا مزار ہے آپ لوگ کے یہان البتہ مکہ شریف کے مقابل مین پھلواری شریف اجمیر شریف کچھوچھا شریف اور بہار شریف بہرائچ شریف وغیرہ وغیرہ کو مانتے ہین اور اونکو اکثر متبرک سمجھتے ہین کہتے ہین کہ پھلواری شریف مین تین ابدال کی قبرین ہین اگر ایک اور ہوتی تو کعبہ سے بڑہ جاتا۔ دیکھیے عمر صاحب کے دل مین کوفہ کی کیا منزلت تہی حجر اسود کو جو حرمات اللہ سے تہا پتھر سمجھتے تہے اور اوسپر نمائشی التفات کرتے تہے لیکن کوفہ کو رمح اللہ کہتے تہے خط مین راس الاسلام لکھتے ہین۔

کعبہ کا حرم خدا۔ مدینہ کا حرم رسولؐ اور کوفہ کا حرم علیؑ ہونا صرف حضرت علیؑ کے نام کیوجہ سے آپ کے دل مین کھٹکتا ہے ورنہ کوفہ کی منزلت جیسی آپ کے عمر صاحب کے دل مین تہی اوپر مذکور ہو چکی اب اسکو بہی دیکھ لیجیے کہ آپ کے علما کوفہ کو مکہ اور مدینہ کے مقابل مین کیا درجہ دیتے ہین

مولوی شبلی صاحب سیرۃ النعمان مین لکھتے ہین کہ سفیان بن عیینہ جو ائمہ حدیث سے ہین فرمایا کرتے تہے کہ مناسک کیلیے مکہ قرات کیلیے مدینہ اور حلال و حرام یعنی فقہ کے لئے کوفہ ہے مطلب یہ ہے کہ مکہ تو صرف حج کیلیے ہے اور مدینہ قرأت

کے لئے لیکن حلال و حرام یعنی فقہ کے لئے جس پر دین کا دارومدار ہے کوفہ ہی!!!
سب جانتے ہین کہ حضرت علیؑ کا مولد کعبہ خانہ خدا اور مسکن مدینہ منورہ حرم رسول اللہ
ہے حضرت نے اپنے زمانہ خلافت مین جو بہت قلیل تہا چند روز کوفہ مین قیام فرمایا
لہذا شیعہ مذہب کا پہلا سرچشمہ خانہ خدا اور حرم رسول اللہ ہے لیکن آپ کے امام
ابو حنیفہ کا مولد و مسکن جائے نشو و نما و درس و تدریس سب کچہ کوفہ مین ہے اور انہین
پر آپلوگون کے مذہب کا دارومدار ہے اور اسوقت تک آپلوگ یعنی جتنے سنی المذہب
ہندوستان مین ہین سب انہین کو اپنا پیشوا مانتے ہین - دیکہیے کتاب ربیع الابرار زمخشری
آپ کے قبلہ و کعبہ ابو حنیفہ صاحب نے رسول اللہ کی چار سو حدیثین رد کر کے اپنا فتوی جاری
کیا مثلاً رسول اللہ نے فرمایا کہ واسطے گہوڑے کے دو حصے ہین اور واسطے پیادہ
کے ایک حصہ ہے ابو حنیفہ نے سوار و پیادہ کا حصہ مساوی کر دیا پیغمبر خدا نے قربانی
کے اونٹون کو اشعار کیا ابو حنیفہ نے آنحضرت کی مخالفت کر کے یہ فتوی جاری کیا کہ اشعار
کرنا مثلہ کرنا ہے - رسولؐ نے فرمایا کہ بایع و مشتری جبتک جدا نہون فسخ بیع کا اختیار
ہے ابو حنیفہ کا فتوی ہے کہ ایسا اختیار نہین ہے - رسولؐ خدا جب سفر کرتے تو ازواج
کے لئے قرعہ ڈالتے ابو حنیفہ نے قرعہ اندازی کو قماربازی قرار دیا - اس قسم کے مسایل
کے نشانات کتاب ظفر المبین مولفہ محی الدین مین بہت موجود ہین - آپ لوگونکا عمل
اونہین فتاوائے ابو حنیفہ پر ہے اور شیعونکا عمل حکم خدا و رسول پر ہے - اب بتائے
کہ کوفہ آپ لوگون کے مذہب کا سرچشمہ ہے یا شیعون کا کیونکہ رسولؐ یا کعبہ تو آپلوگون
کے لئے محض برائے نام ہین دراصل آپلوگون کے قبلہ و کعبہ جو کچہ ہین ابو حنیفہ ہین آپ
لوگون کو ابو حنیفہ سے وہی نسبت ہے جو اسلام کو رسولؐ سے یا جسم کو روح سے
کیا خوب ایک سنی نے کہا ہے کہ ہم نہ مسلمان ہین نہ اہلقرآن نہ محمدی نہ احمدی ہم تو
حنفی ہین -

اب قاضی صاحب کا فتوی لکہتے ہین کہ کسیکا کوفی ہونا اوسکے شیعہ ہونے کی کافی دلیل
ہے لیکن سب جانتے ہین کہ آپ کے امام ابو حنیفہ جو کوفی الاصل تہے اور جنکے مذہب پر سارے

ہندوستان کے سنی ہین پکتے تہے اور مولوی شبلی صاحب سیرۃ النعمان کے صفحہ ۳۲ مین لکہتے ہین کہ ابو المحاسن شافعی نے جہان اونکے (یعنی ابو حنیفہ کی) شیوخ حدیث کے نام گنائے ہین تر انوے شخصون کی نسبت لکہا ہے کہ کوفہ کے رہنے والے تہے شیوخ کوفہ مین خاص کر امام شعبی سلمہ بن کہیل محارب بن دنار ابو اسحق سبیعی عون بن عبد اللہ سماک بن حرب عمرو بن مرہ منصور بن المعتمر اعمش ابراہیم بن محمد عدی بن ثابت الانصاری عطا بن السائب موسی بن ابی عائشہ علقمہ بن مرثد بہت بڑے محدث اور سند و روایت کے مرجع تہے سفیان ثوری اور امام حنبل وغیرہ کا سلسلہ سند اکثر انہین بزرگون تک پہنچتا ہے۔ عاصم بن ابی النجود کوفی حکم بن عتبہ کوفی علی بن الاقمر الکوفی زیاد بن علاقہ کوفی سعید بن مسروق کوفی ہشیم بن حبیب الصراف کوفی یزید الفقیر کوفی عبد الملک بن عمر کوفی ابراہیم بن محمد الکوفی قابوس ابن ابی ظبیان کوفی محمد بن السائب الکوفی۔ یہ سب کے سب کوفی ہی آپ کے امام ابو حنیفہ صاحب کے شیوخ حدیث تہے اپنے یہان کی بڑی بڑی حدیث و فقہ کی کتابین صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ اوٹہا کر دیکہئے تمام تر احادیث منقولہ دشمنان اہلبیت بلکہ خاص مشہور و معروف قاتلان حسین مثل عمر سعد و شمر ذی الجوشن و خولی وغیرہ وغیرہ کوفیون سے بہری ہوئی ہین اگر سب کی تفصیل لکہی جائے تو بجائے خود ایک ضخیم کتاب ہو جائیگی بخیال طوالت چہوڑ دیئے ہین۔ اس سے ظاہر ہے کہ سنیون کے تمام احادیث کے پہلے راوی بہی کوفی ہی ہین۔ اور سنیون کے مذہب نے نشو و نما بہی ان ہی کوفیون کے ہاتہ مین پائی اور ان کوفیون کی خیشکاسنی ہونا رسالہ ہذا مین بخوبی دیکہا یا جا چکا حضرت علی اور اونکی اولاد سے جو سلوک کیا ظاہر ہے اور اونکے سرغنہ اشعث و محمد بن اشعث وغیرہ ابو بکر صاحب کے ذریات سے تہے تب بقول آپ ہی کے اونکے مذہب اور احادیث کا کیا اعتبار رہگیا۔

آپ جناب مہدی صلوٰۃ اللہ علیہ کے ظہور پر تمسخر کرتے ہین لیکن قریب قریب تمام اہل اسلام اس پر متفق ہین دیکہئے مشرکین مکہ ہزارون برس کعبہ پر قابض رہے خانہ خدا کو بتون سے بہر دیا تمام کفار عرب کا سرچشمہ اوسوقت مکہ معظمہ ہی تہا انکو کیا خبر تہی کہ ایک

زمانہ ایسا بھی آئیگا کہ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہین پیدا ہو کر مشرکین کو نیست ونابود کرینگے اور خانہ کعبہ کو بتون سے پاک کرینگے اوسیطرح اسوقت مثل کفار کہ آپکو باور ہو یا نہ ہو لیکن مشیت ایزدی مین گذر چکا ہے اور اسکی پیشینگویان کتب اسلام مین موجود ہین جناب مہدی خاتم الاوصیا بہی ضرور ظہور فرمائینگے اور کوفہ مین جو مذہب باطلہ کا بہلا سرچشمہ ہے قیام فرما کر دشمنان دین کو نیست ونابود کر کے جہان کو کفر ونفاق سے مثل خانہ کعبہ جو بتون سے بہرا تہا پاک وصاف ہوا پاک وصاف کرینگے۔

آپ فرماتے ہین کہ شیعونکا بہشت بہی کوفہ مین ہی ہے جسکا نام وادی السلام ہے خادم حسین صاحب سمجہئے آپ وادی السلام اور دار السلام مین مشتبہ ہوئے ہین بہشت کو شیعے دار السلام کہتے ہین اور خدا نے بہی اوسکو قرآن مین دار السلام فرمایا ہے وادی السلام کوفہ کا ایک بقعہ ہے جسکو آپ کے خلیفہ عمر صاحب اپنا کنز الایمان سہم اللہ سمجہتے تہے۔ اگر آپ واقعی وادی السلام پر حرف آتے ہین تو یہ آپ کا حرف آنا ویسا ہی ہے جیسا کہ کفار اپنی نافہمی سے واد الایمن فی البقعۃ المبارکہ پر حرف آتے ہین۔ یہ وادی السلام وہان ہے جہان روضہ مبارک امام المتقین سید الوصیین نفس ختم المرسلین حیدر کرار قسیم الجنۃ والنار واقع ہے جسکی شان مین رسول خدا فرماتے تہے کہ ضربۃ علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین۔ مولوی عبد الحلیم لکہنوی کے رسالہ تنویر الایمان صفحہ ۱۰ مین ہے کہ آپ کے علما با تحقیق لکہتے ہین کہ اعلم ان موضع قبرہ صلعم وھو ما ضم الاعضاء الشریفہ افضل بقاع الارض بل من السموات حتی العرش یعنی قبر رسول اللہ صلعم عرش سے بہی افضل ہے تب بر طبق حدیث نبوی انا وعلی من نور واحد وبر طبق حدیث یا علی انت منی بمنزلۃ الکعبۃ (دیکہو اسد الغابہ حافظ ابن اثیر الجذری) ہے اوس سرزمین کے رشک بہشت عنبر سرشت وہم رتبہ کعبہ ہونے مین کیا کلام ہو سکتا ہے۔ جناب باری نے اپنے قرآن مجید فرقان حمید مین فرمایا ہے یوم ندعوا کل اناس بامامہم پس ضرور ہوا کہ جناب حدیث کل

ارواح مومنین کو اس وادی مین جسکو وادی السلام کہتے ہین زیر سایہ اونکے امام کے مجتمع کرے اور وہ اپنے امام کے ساتھ محشور ہون اور وادی السلام سے دار السلام مین جائین لیکن آپ کو اپنا تمسخر اوسوقت یاد آئیگا جبکہ آپکی روح بمصداق آیہ وافی ہدایہ فی کل واد یہیمون بہٹکتی بہٹکتی وادی برہوت مین پہونچیگی خوب سمجھ رکہیے کہ خالق عالم حکیم مطلق ہے اور حکیم مطلق کی شان سے بعید ہے کہ ارواح کو پراگندہ چہوڑے اون کے واسطے کوئی مقام مقرر نکرے۔ جس طرح بعد حساب وکتاب جناب باری نے مومنین کے لئے جنت بنایا ہے اور کفار کے لئے دوزخ اوسیطرح یہان پر مومنین کی ارواح کے لئے وادی السلام ہے کفار ومشرکین ومنافقین کے لئے وادی برہوت۔ خادم حسین صاحب دونون مقامات موجود ہین وادی السلام کی فضا اور دلکشی جاکر دیکہیے وہان جاکر لوگ ڈرہاتے ہین اگرچہ آپ کی آنکہون مین اوسکی قدر نہو وہ ور نجف کے نام سے مشہور ہے اور وادی برہوت ایسا ہولناک وپر وحشت اور بدبو ہے کہ وہان ایک منٹ بہی آدمی ٹہر نہین سکتا۔

آپ لکہتے ہین کہ شیعہ تو ناحق اس مذہب کو اہلبیت کا مذہب جانکر گلے کا ہار بنائے بیٹھے ہین۔ خادم حسین صاحب آپ کو مذہب اہلبیت سے کیا خبر آپ تو نہ اہلبیت کو جانتے ہین نہ اون کے مذہب کو نہ شیعونکو آپ لوگون نے تو معاویہ کو اپنا امیر قرار دیا ہے اوسیکا دم بہرتے ہین جو ظاہر بظاہر دشمن دین علیؑ تہا اور جسنے حکم عام دیدیا تہا کہ عموماً جو شخص دین علیؑ پر پایا جائے اوسکو قتل کرڈالو اور عثمان صاحب کے فضائل مین جہوٹی حدیثین بنانے والون کو انعام واکرام دیتا تہا جس سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ خلفائے ثلاثہ کو نہین مانتے تھے بلکہ حضرت علیؑ کو خلیفہ بلافصل جانتے تہے وہی دین علیؑ پر تھے اور اسمین کلام نہین کہ دین علیؑ دین رسولؐ اور دین خدا واحد ہے یہی مذہب اہلبیت ہے اسی مذہب اور اسی دین پر وہ مظلوم شیعے تہے جنکو معاویہ بوجہ دین علیؑ پر ہونیکے قتل کراتا تہا اور وہی دین ومذہب پر اسوقت تک شیعے برابر چلے آتے ہین۔ خود قرآن وکتب لغت واحادیث فضائل شیعہ اور حدیث لایحب علیا الا مومن ولا یبغضہ الا منافق سے اوپر بخوبی دیکہا جاچکا کہ ابتدائے

نزول قرآن سے آجتک مومنین سے مراد شیعہ ہی ہین وہی دین علیؑ و دین رسولؐ ہے کہ جو
دین واحد و برحق ہے قایم ہین اور ابن مسعود والی وہ حدیث بھی آپکے یہان کی مشکوٰۃ شریف
سے بروایت صحیحین لکھی جا چکی جسمین ایک شخص کے پوچھنے پر کہ یا رسول اللہ کیا فرماتے ہین
آپ اوس شخص کی باب مین کہ دوست رکھا اوسنے ایک قوم کو اور اوسنے ملتی نہین ہوا حضرت
نے فرمایا کہ المرء مع من احب اور ابوذرؓ کے مکرر پوچھنے پر کہ اور وہ شخص جو دوست رکھتا
ہو ایک قوم کو مگر اونکے ایسے عمل نہین کر سکتا آنحضرتؐ نے مکرر فرمایا کہ اے ابوذر تو اوسیکے ساتھ ہوگا
جسکو تو دوست رکھتا ہے اور ابن اثیر کی نہایہ سے جو خاص علم حدیث کی لغت ہے یہ بھی
دیکھا دیا گیا کہ شیعہ خاص نام اونلوگونکا ہوگیا ہے جو اپنے کو دوستدار علیؑ اور اونکے اہلبیت علیہم
السلام کا سمجھتے ہین جب کہا جائیگا کہ فلان شخص شیعہ ہے تو اس سے یہی سمجھا جائیگا کہ وہ دوستداران
علیؑ و اہلبیت علیہم السلام سے ہے لہذا ہر زمانہ کے شیعہ بموجب حدیث نبوی حضرت علیؑ ہی
اور اونکے اہلبیت علیہم السلام کے ساتھ ہون گے۔ خود جناب باری اپنے رسولؐ کو قرآن
مین حکم دیتا ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ اور فریقین کی کتابین
بالاتفاق شاہد ہین کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و
عترتی ان ما تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی ان ہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض
تب شیعے جو مبشر بہ حدیث نبوی یا علی انت و شیعتک ترِدون الحوض اور
عنادل ریاض رسولؐ ہین کیون نہ مذہب اہلبیت علیہم السلام کو اپنے گلے کا ہار بنائین اور
آپ بہ تبعیت معاویہ جو دشمن دین علیؑ تھا کیون نہ اس دین مبین سے خار کھائین طرفہ تو یہ ہے
کہ آپ لوگ اپنے تئین سید ہے کر نیکے لئے بیچارے بھولے بھالے سنیونکو بھی اپنے دام مین لا کر
شجرۂ طیبہ سے برگردہ کر کے شجرۂ ملعونہ سے لپٹانے ہوئے ہین حالانکہ اب نہ خلفائے ثلاثہ کی سلطنت
ہے نہ معاویہ یا یزید کی کہ کچھ انعام و اکرام ملجائیگا۔ خادم حسین صاحب شیعون کا مذہب تو مذہب
اہلبیت ہونا ایسا مشہور و معروف ہے کہ غیر قومون کے لوگ بھی جانتے ہین مثال کیلئے
دیکھئے اکٹر جوزف فرانس کے مشہور مورخ لکھتے ہین کہ پیغمبر اسلام کے داماد کے پیرو شیعہ اور
سسر کے پیرو سنی کہلانے لگے۔

آپ فرماتے ہین کہ زبانی وہ لاکہہ دفعہ اپنے آپکو شیعۂ علیؑ ظاہر کرین مگر ظاہر ہے کہ اونکا یہ دعوی سراسر غلط اور خلاف واقعہ ہی حضرت علیؑ اور حضرت حسنین علیہم السلام کے جو پسندیدہ شیعہ اور اصحاب تہے اُنہون نے تو اماموں سے وفا کی نہین۔

ہماری سمجھہ مین نہین آتا کہ آپ اپنی اصطلاح مین شیعہ کسکو کہتے ہین کیا شاہ عبدالعزیز کے ایسے عقیدہ والونکو آپ شیعہ کہتے ہین جنہون نے بیوفائی کی تہی شرم سے یا بخوف جان نام بدلکر اپنے کو سنی کہنے لگے۔ شیعیان علیؑ وہ نہین ہین بلکہ وہ لوگ شیعیان علیؑ ہین جو حضرت علیؑ کو خلیفہ بلافصل جانتے ہین اور خلفاء علیہم کو نہین مانتے واقعات سے ظاہر ہی کہ از جنگ جمل تا صفین و از صفین تا کربلا حضرت علیؑ و حضرت حسنینؑ سے بغاوت و بیوفائی اور جنگ کرنیوالے وہی لوگ تہے جو حضرت علیؑ کو خلیفہ بلافصل نہین مانتے تھے اور اصحاب ثلاثہ کے پیرو اور سیرت شیخین کے دلدادہ تہے حضرت علیؑ اور حضرت حسنین علیہم السلام کی پسندیدہ شیعو نین اور سیرت شیخین کے دلدادہ منافقون مین آپکو فرق معلوم نہین ہوتا یمثال کے لئے دیکہئے پسندیدہ شیعہ مالک اشتر تہی کہ جنکی نسبت حضرت علیؑ فرماتے تہی کہ کاش مثل او معاون مین ہوتے اور منافق آپ کے ابوبکر صاحب کے بہنوئی اشعث تہی جنکی نسبت حضرت نے مالک سے فرمایا کہ با این قوم مدارا کن چنانکہ من میکنم لیکن اُن بیوفا پیروان ثلاثہ کو جو حضرت علیؑ کو چوتہا خلیفہ سمجہکر بکراہت ساتہہ ہوئے تہے پہر ہر گز دو ہوگئی آج آپ تیرہ سو برس بعد بہی شیعون ہی کہ فرقہ مین جو دین علیؑ و طریقہ علیؑ پر مستقیم ہین ڈہونڈہ رہے ہین۔

آپ اپنے نمبر ۳ کے جواب مین لکھتے ہین کہ خداوند کریم فرماتا ہی کہ شہیدا کو مردہ مت کہو وہ اپنے پروردگار کے ہان زندہ اور خوش ہین اور یہ بہی لکھا ہی کہ اہلسنت بہی اس ارشاد الہی پر یقین کامل رکہتے ہین لیکن یہان آپ کس بے ادبی سے کہہ رہے ہین کہ اب حضرت علیؑ زندہ ہین نہ حضرت حسنینؑ کسی کے شیعہ کہنے مین ہرج و نقصان ہی کیا ہی۔ کہئے یہی آپکا یقین کامل ارشاد الہی پر ہے کہ جن حضرات کا شہید راہ خدا ہونا مسلم ہی اونکی نسبت یہ لکہکر کہ اب زندہ نہین ہین صریح مخالفت ارشاد الہی کی کر رہے ہین۔ دیکھئے شیعونکو چند عہد بنی امیہ و بنی عباس مین کیسا شیعہ علیؑ کے نام سے متہم ہی ہوجانا اونکے قتل کے لئے بلا گرفت

شہادت کافی تہا تاہم شیعون نے ارشاد الہی لا تحسبن الذین قتلوفی سبیل الله اموا تابل احیاء عند ربھم یرزقون اور حدیث نبوی) علی وشیعیۃ ھم الفا یزون یوم القیامۃ و آیہ کریمہ لا تزر وازرۃ وزر اخری اور کوئی بوجہ اوٹہا نیوالا دوسرے کا بوجہ نہین اوٹہائگا) بریقین کامل کہکر شل سنیون کے اس نام کو بدلا نہین بلکہ تعویذ بنایا تب اونکے دوستدار علی یقین اور بموجب حدیث المرء مع من احب اونکے فایدون ہونمین کیا شک ہے - بقول رسول وہ ضرور جنتی ہین -

آپ لکہتے ہین کہ ذرا کسی امام کی کوئی تحریری یا زبانی سند تو دکہلائیں جس سے ثابت ہو کہ تم ہمارے خاص شیعہ ہو - امام کی سند تو آپ لوگ مانتے نہین ہم رسول کی سند پیش کرتے ہین جو بقول فریقین ہے انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی ان ما تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی انھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض اور ظاہر ہے کہ تمسک بقرآن وعترت رسول بجز شیعونکے دوسرا نہین ہے چنانچہ آپ خود لکہتے ہین کہ شیعہ لوگ خدا اور رسول کی علاوہ بارہ اماموںکے (جو ائمہ عترت رسول ہین) قول و فعل کو بہی سنت کی برابر جانتے ہین یہ خاص سند شیعونکے مصداق لن تضلوا بعدی ہونیکی ہے لیکن آپ لوگ جو اونکے پیرو ہین جس نے حکم رسول سے انحراف کرکے حسبنا کتاب الله کہا تہا عترت کو نہین مانتے جیسا کہ خود آپ کی نمبر ۷ کی جواب سے ظاہر ہے کیا کہین دکہا سکتے ہین کہ آنحضرت نے ایسا بہی فرمایا ہے حسبکم کتاب الله ان ما تمسکتم بھا لن تضلوا بعدی اگر نہین تو رسول یا اہلبیت کی سند آپکو کہان نصیب خلفائے ثلاثہ ہی کی کوئی تحریری یا زبانی سند پیش کیجیے اگر وہ بہی نہ ملے تو آپکے امیر معاویہ صاحب نے ہزارون جہوٹی حدیثیں اپنے عہد مین بنوائی ہین اومین ڈہونڈہئے شاید کوئی ملجائے جس سے معلوم ہو کہ آپ لوگ کس شمار مین ہین ورنہ بقول آپ ہی کے کس نمی پرسد کہ بہیا کون ہو سے نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم + نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے رہے حیف ہے کہ آپ مدعی اسلام ہو کر اون سندون سے جو شیعونکو ائمہ طاہرین سے ملی ہین واقف نہین ہین - حالانکہ غیر قومون کے لوگ بہی جنکو علم سے بہرہ ہے واقف ہین

چنانچہ اوپر دیکھا جا چکا کہ سیوا رین نصرانی جو تمام مذاہب کی کتابون کے سیاح ہین لکھتے
ہین کہ امام حسینؑ فرماتے تھے کہ میرے قتل ہوجانیکے بعد خداوند عالم ایک جماعت کو آمادہ
کریگا جو حق کو باطل سے جدا کر لینگے اور ہماری قبرونکی زیارت کرینگے اور ہماری مصیبتون
پر روئینگے یہ لوگ خدا کے دین اور میرے نانا کی شریعت کی ترویج کرینگے اور مین اور میرے جد بزرگوار
اونہین دوست رکھینگے اور وہ قیامت کے دن میرے ساتھ محشور ہونگے۔ کہئے یہ اوصاف
بجز شیعون کے کس مین پائے جاتے ہین اور روضۂ حسینؑ کی زیارت سے مشرف ہوکر اور
اوس مظلوم کی مصیبتون پر رو کر یہ سند سرکار حسینی سے بجز شیعون کے کون پاتا ہے؟
یہ جو آپ لکھتے ہین کہ جس اصول سے بزرگان اہلسنت کے افعال سے شیعہ لوگ مذہب
اہلسنت کو اور تمام اہلسنت کو بدنام کرتے ہین اسی اصول سے قدیم شیعہ کے افعال سے ہم کو بھی
حق حاصل ہے کہ مذہب شیعہ اور تمام شیعونکو ہم بھی جواب دہ اور ذمہ دار گردانین بقول سے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے۔ آپکی اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کے
دانست مین بھی آپ کے بزرگان دین کے افعال ضرور ناشایستہ ہین لیکن آپکو غصہ
اس بات کا ہے کہ شیعہ لوگ آپ کے بزرگان دین کے افعال ناشایستہ کی وجہ سے آپ
لوگون کو اور آپلوگون کے مذہب کو کیون بدنام کرتے ہین اسی غصہ مین اس مقولہ پر عمل کرکے
کہ سچ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے۔ شیعون کو بھی آپ زبردستی اونکے
کمبختون کے زمرہ مین داخل کرتے ہین جن کمبختون نے امامون سے بغاوت اور بیوفائی کی
اگرچہ آپ کی دانست مین بھی وہ بیوفا واقعی شیعہ نہ تھے بلکہ بزرگان اہلسنت سے تھے
شیعون کو ان بیوفاؤن سے کوئی تعلق نہین۔ خیر ہم آپ کی خاطر سے شیعون سے سفارش کرتے
کہ آپ کے بزرگان دین کے افعال ناشایستہ کی وجہ سے آپلوگونکو اور آپ لوگونکے مذہب کو
بدنام نہ کرین لیکن شیعون کے باز رہنے سے کیا ہوگا جناب باری فرماتا ہے یوم ندعوا
کل اناس بامامهم جبتک ایسے بزرگون سے جنکے افعال ناشایستہ ہین دست بردار
نہ ہوجائیگا اوس روز آپکی جان کیونکر چھوٹیگی شیعے تو ان تمام کمبختون پر جنہون نے امامون پر ظلم
کئے یا امامون سے بیوفائی کی نام بنام بلا استثنا لعن کرتے ہین اسلئے اونکے افعال سے

ہرگز مذہب شیعہ یا شیعے جواب دہ اور ذمہ دار نہیں ہو سکتے لیکن آپ البتہ اپنے امیر معاویہ اور یزید کا دم بھرتے اور اونکے افعال سے راضی اور خوش ہیں لہذا میدان حشر میں پیش خدا اور رسول آپ ضرور ذمہ دار اور جواب دہ ہونگے۔ ولن یخلف اللہ وعدہ۔ یہ نہ سمجھئے گا کہ سہ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے۔

قولہ

سوال ۳ کیا عاشورہ محرم کے دن سوگ کرنا جائز ہے؟

جواب صاحب من جائز ناجائز وہ بات یا وہ فعل ہوتا ہے جسکا ذکر قرآن میں ہو یا سنت رسول سے ثابت ہو۔ اور بس۔ شیعہ لوگ خدا اور رسول کے علاوہ بارہ اماموں کے قول و فعل کو بھی سنت کے برابر جانتے ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عاشورہ محرم کی یادگار منانے کا حکم نہ قرآن میں ہے نہ سنت رسول سے ثابت ہے نہ اماموں نے اسکا حکم فرمایا بلکہ ایک بڑے محقق کی کتاب سے ثابت ہوا ہے کہ عاشورہ کی رسم ایک بڑے شیعہ امیر نے بغداد میں سب سے پہلے قائم کی تھی اس کا نام معز الدولہ ہے۔ اور مطیع خلیفہ عباسی کے وقت امر خلافت بغداد میں اسکو بہت کچھ اختیارات حاصل تھے۔ مذہب اسلام میں سوائے خدا اور رسول یا کسی امام کے حکم کے سوا کسی شخص کا دستور مسلمانوں کے واسطے حجت نہیں ہو سکتا نہ ایسے دستور پر حکم جواز یا عدم جواز کا جاری ہو سکتا ہے۔

اقول

خادم حسین صاحب قرآن میں تو سب کچھ موجود ہے۔ ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین (الانعام ع) لیکن آپکو کیونکر دکھائی دے۔ آپ تو ان لوگوں میں ہیں جنکی شان میں جناب باری فرماتا ہے افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالها۔ جی اقفال ہی آپکے ہم مشرب اہلحدیث نے بھی اپنے سوال میں رسوم عزاداری حسین کے متعلق ثبوت قرآن و حدیث سے طلب کیا تھا جسکے جواب میں میرا رسالہ رسوم تعزیہ جسکو چھپکر شایع ہو چکا ہے دفتر اصلاح کھجوہ سے طلب فرما کر دیکھئے کہ کیونکر قرآن و احادیث سے ثبوت شافی دیا گیا ہے اور اس غم کا سنت انبیاء سلف تا ختم المرسلین و سنت آئمہ طاہرین و سنت اصحاب و تابعین ہو

تبع تابعین و سنت علمای دین ہونا دکہایا گیا ہی۔ رسالۂ ہذا مین بہی آپکی سوال و جواب علم
کی تردید مین مختصر اً اس غم کا سنت انبیاے سلف ہونا ملائکہ کا بار بار خدمت رسول
مین جبکہ حسین ہنوز گہوارہ مادر مین تہے عزا پرسی کیلیے آنا اور جناب رسولخدا کا قبل وقوع واقعہ
و نیز بعد وقوع رونا اور خاک بسر ہونا آسمان سے خون برسنا افتاب ماہتاب مین گہن لگنا
جہان کا تیرہ و تار ہو جانا ملائکہ کے چیخ کی آواز سنا جانا آپکے یہان کی متعدد مستند کتابون سے دکہایا گیا
ہے اور توراۃ مقدس سے بہی دکہایا جاچکا کہ جناب باری نے اس غم کو بروز عاشورا ابدالآباد
تک جاری رکہنے کا حکم اپنے کلیم حضرت موسیٰؑ کی معرفت دیا ہے۔

آپ لکہتے ہین کہ مذہب اسلام مین سوائے خدا اور رسول صلعم یا کسی امام کے کسی شخص کا دستور
مسلمانون کے واسطے حجت نہین ہو سکتا۔ حکم خدا اور رسول صلعم تو بخوبی دکہایا جاچکا بار بار اوسکے
اعادہ کی ضرورت نہین اب حکم امام ملاحظہ فرمائے۔ کتاب زاد المعاد مین جو شیعون کی مشہور
و معروف کتاب ہر ماہ کے اعمال کی ہے محرم کی نسبت حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ
منافقان این امت درین ماہ خون ما را حلال دانستند و ہتک حرمت ما کردند و زنان و
فرزندان ما را اسیر کردند و آتش در خیمہ ہائے ما زدند و اموال و اسباب ما را غارت کردند و حرمت
حضرت رسالت پناہ صلعم را در باب ما رعایت نکردند بدرستیکہ مصیبت امام حسینؑ چشمہای ما را مجروح
گردانید و آب دیدہ ہائی ما را جاری ساخت و عزیز ما را ذلیل گردانید و واقعہ کرب و بلا برای
ما مہیا کرد تا روز قیامت پس باید کہ بر مصیبت آنحضرت گریہ کنندگان بگریند نیز فرمود کہ
پدرم حضرت امام موسیٰ علیہ السلام چون ماہ محرم داخل میشد کسے آنحضرت را خندان نمیدید
و اثر حزن و اندوہ بران حضرت ظاہر میشد و مجموع دہۂ اول ماہ و چون روز دہم میشد روز مصیبت
و گریہ و اندوہ او بود و میگفت امروز شہادت امام حسینؑ است و در حدیث دیگر فرمود کہ چون جد ما امام
حسینؑ شہید شد آسمان خون و خاک سرخ بارید۔ اور اوسی کتاب مین حضرت امام محمد باقرؑ نے
شیعون کو حکم دیا ہے کہ ندبہ و نوحہ و گریہ کنند بر حضرت امام حسین علیہ السلام و امر کنند اہل خانہ خود
را بگریہ کردن بر آنحضرت و ملاقات کنند بعضے از ایشان بعضے را بمصیبت آنحضرت یہ فرمان
ان حضرات کا ہے جو آل محمد سے پانچوین اور ساتوین اور آٹہوین امام ہین اب حسینؑ کے

سوگ کی نسبت خود اہل سنت کی کتابوں کو دیکھئے جنکے حوالہ جات اوپر قلمبند ہو چکے بطور
نمونہ یہاں ہم صرف روضۃ الصفا جلد سیوم سے چند روائیتں آپکے اطمینان کیلئے لکھدیتے
ہیں روایت است از ام الحارث کہ گفت روزے نزد رسول رفتہ گفتم یا رسول اللہ خواب
ہولناک دیدہ ام و از مہابت آن ترسیدہ ام فرمود کہ چہ دیدی بعرض رسانیدم کہ دیدم کہ
پارہ از جسد تو بریدہ در کنار من آمد و روزی او را بردہ در کنار رسول نہادم ناگاہ دیدم کہ اشک
از چشم مبارک آنحضرت روان گشت گفتم پدر و مادرم فدائے تو باد یا رسول اللہ سبب گریہ شما
چیست فرمود کہ جبرئیل آمد و مرا خبر داد کہ امت من زود باشد کہ این پسر را بکشد و خاک سرخ
آورد از تربت او۔ در بعضے از روایات آمدہ کہ اسما بنت عمیس گفتہ کہ چون از مولد حسن ع
یکسال منقضی شد امام حسین ع متولد شد و رسول خدا فرمود کہ اسما پسر مرا بیاور من او را
در خرقہ سفید پیچیدہ نزد آنحضرت بردم حضرت رسول ع در گوش راست وی اذان و در
گوش چپ وا اقامہ گفت آنگاہ او را در کنار خویش نہادہ بگریست گفتم فداک ابی و امی گریہ تو
چیست یا رسول اللہ فرمود کہ از حال این پسر میگریم گفتم این پسر اکنون متولد شدہ و ہنوز
امرے عارض نشدہ کہ موجب گریہ باشد فرمود کہ اے اسما تقتلہ فئۃ الباغیۃ من بعدی
لا انالہم شفاعتی۔ بعد از ان گفت ای اسما فاطمہ را ازین حال خبر ندہی و درین وقت
کہ قریب العہد بولادت است داغ غم بر دل او ننہی روایت است از ام سلمہ کہ گفت رسول ع
شبے از حجرۂ من بیرون رفتہ بعد از زمانے و بر باز آمد پریشان حال و خاک آلودہ چیزے
در دست گرفتہ گفتم یا رسول اللہ این چہ حالت است فرمود کہ مرا امشب بموضعے از
عراق کہ آنرا کربلا خوانند و مکان قتل حسین ع و محل قتل جماعتے از اولاد و اہلبیت مرا ایمن
نمودند و من خونہائے ایشان را بر چیدم و این است در دست من آنگاہ دست مبارک
بکشود و گفت این را بستان و نگاہ دار ہر گاہ این خاک مبتدل بخون تازہ گردد بدانکہ
حسین ع را کشتہ اند و بموجب فرمودہ آنرا از وے بستاندم چون در ان نظر کردم مانند خاک
سرخے بود در قارورہ اش کردہ سر قارورہ محکم ساختم و چون امام حسین ع عزیمت کوفہ
نمود در روز و شب در قارورہ نظر میکردم و در صباح روز دہم محرم کہ امام حسین ع در ان روز بقتل

آمد در قارورہ نگاہ کردم آن خاک بحال خود بود چون در آخر روز نظر بر قارورہ افگندم دیدم
کہ بخون تازہ مبدل شدہ بود نالہ وزاری کردم و تا دشمنان اہلبیت نشنوند و شماتت نکنند
خاموش گردیدم و بعد از اندک فرصتے خبر آمد امام حسینؑ با اہلبیت در آنروز بعز شہادت
فایز گشتند (روضۃ الصفا جلد ۳ صفحہ ۱۰) دیکھیے ام المومنین حضرت سلمہ نے کس بیکسی سے
ضبط گریہ فرمایا ہی کہ کہیں دشمنان اہلبیت نہ سن لیں اور شماتت نہ کریں تب محبان اہلبیت
یعنی شیعہ جو غم حسینؑ میں نالہ و زاری کرتے ہیں اوسپر آپ لوگون کی شماتت کی شکایت کیا۔ پہر
حسب روضۃ الصفا اوسی جلد کے صفحہ ۱۲ مین لکہتے ہین۔ از عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ
روایت است کہ گفت من دیدم کہ جبرئیل می آمد و فوجے از ملائکہ با او بودند ہمہ بالہا کشادہ و از
غایت اندوہ بر وفات حسینؑ میگریستند و جبرئیل قبضۂ خاک از تربت حسینؓ ہمراہ داشت
(خادم حسینؑ صاحب دیکہیے شان حسینؑ کے سوگ کی۔ اسکی نانی ہین شیعے بہی اوسی شان
سے کہ جس شان سے جبرئیل مع فوج ملائکہ آئے ہین سر برہنہ غایت اندوہ سے مصائب
شہادت حسین پر گریہ کنان بجائے خاک تربت حسینؑ جو جبرئیل کے ہمراہ تہی نقل تربت
حسینؑ جسکو تعزیہ کہتے ہین سے لئے ہوئے بروز عاشورہ نکلتے ہین) پہر روضۃ الصفا لکہتے ہین
و آنرا (یعنی آن خاک تربت حسینؑ را) برسول خدا دادہ و از ان خاک بوئے مشک بمشام
میرسید (پر طبق اسکے شیعہ بہی) وغیرہ سے معطر کرتے ہین اس پر بہی حسینؑ کی جانب منسوب
ہیں۔ اوجہ سے دشمنان اہلبیت اپنی خباثت نفس سے جو چاہین کہین لیکن آپ کے فتاوی
عالمگیری صفحہ ۔۔۔ اذنا ی و ضع الورد علی القبور حسن بحکم خدا تابوت سکینہ
کو بہی معطر کرتے ۔۔۔ اور اوسکیا پر خوشبو چڑہاتے تہے) و یان حضرت خطاب کرد کہ اے حبیب خدا
این خاک فرزند تو حسین بن فاطمہ است جمعے از ملاعین در کربلا ور است شربت شہادت خواہند
چشانید رسول گفت کہ اے جبرئیل قومے کہ فرزند مرا و فرزند دختر مرا بکشند فلاح یابند جبرئیل گفت
فلاح و نجات نیابند و خدائے تعالی میان دلہا و زبانہائے ایشان اختلاف پدید آرد ۔
جبرئیل ہنوز چون گوید کہ فرشتہ کہ موکل بحار و دیگر دریائے عظیم آمد و بالہائے خود را کشادہ و گفت
اے اہل دنیا جامہائے ماتم بپوشید فرزند محمد مصطفےٰ را خواہند کشت (حیف ہی تم لوگو نبر

جو اس پر بھی غم حسینؑ میں جامۂ اندوہ و ماتم نہ پہنیں اور بے اعتنائی کریں) و از دریا نزد پیغمبر آمدہ گفت اے حبیب خدا دو قوم در روے زمین با یکدیگر جنگ خواہند کرد از امت تو و یکے ازان دو گروہ فاسق و ظالم اند کہ فرزند تو را در دشت کربلا بقتل خواہند رسانید و این خاک از تربت فرزند تست (دیکھئے ہر فرشتہ علٰحدہ علٰحدہ خاک تربت حسین لا کر رسولؐ کو دیتا ہے اور رسم تعزیت ادا کرتا ہے) انگاہ یک قبضہ خاک از زمین کربلا بحضرت رسالت داد و حضرت رسولؐ آنخاک را بوسید و بگریست (دیکھئے رسولؐ نے خاک تربت حسین کو اگرچہ حسین ابھی او دیکھیں دفن نہ ہوئے تھے چوما اور روئے) و بر قاتل امیر المومنین حسین نفرین کرد یعنی لعنت کیا جیسا کہ حضرت آدمؑ نے بھی قاتل ہابیل پر لعنت کیا تھا۔) و آن خاک را بام سلمہ تسلیم نمود و از کیفیت قتل امام حسینؑ خبر داد و فرمود کہ این قبضۂ خاک را نگاہ دار و بہر وقت در این نظر میکن چون بہ بینی کہ این خاک خون تازہ گشتہ باشد بدانکہ واقعہ فرزند من حسینؑ نزدیک آمدہ است۔ روایت کردہ اند کہ چون یک سال از عمر امام حسینؑ بگذشت دوازدہ فرشتہ بصورت مختلفہ نزد حضرت رسالتؐ آمدہ گفتند کہ اے محمدؐ بفرزند تو ہمان رسد کہ بہابیل رسید۔ صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ در قتل امیر المومنین حسینؓ اخبار بے نہایت بنظر رسیدہ و ذکر مجموع آنہا موجب تطویل میشود۔ لیکن خادم حسین صاحب بڑے افسوس کی جگہ ہے کہ ایسے غم کی عظمت کو آپ لوگ جایز و ناجایز کی بحث نکالکر گھٹانا چاہتے ہیں آپ تو لکھتے ہیں کہ ایک بڑے محقق کی کتاب سے ثابت ہوا ہے کہ عاشورہ کی رسم ایک شیعہ امیر نے مطیع خلیفہ عباسی کے وقت میں بغداد میں سب سے پہلے قائم کی تھی اور آپ کے پیر مرشد شاہ عبد العزیز دہلوی جو آپ سے بدرجہا محقق تر ہیں اپنے تحفۂ اثنا عشریہ کے باب اول میں لکھتے ہیں کہ وہ شخص جس نے اسلام میں رسم ماتم عاشورہ اور گریہ و بکا کر نیکی قائم کی مختار تھا۔ جس نے امام حسینؑ کے قاتلان ابن زیاد و عمر سعد و شمر ذی الجوشن وغیرہ کو واصل جہنم کیا جس سے آپ کے اس قول کا کہ اس رسم کو سب سے پہلے معز الدولہ نے قائم کیا تھا کذب تو صریح ظاہر ہوا اور یہ بھی شاہ صاحب کی تحریر سے ظاہر ہے کہ عزاداری و ماتم داری فرزند رسول ثقلین اسلام میں معا وقوع واقعہ شہادت قائم ہو گئی لیکن مختار کی جانب منسوب کر کے شاہ صاحب نے بھی اسکی عظمت کو گھٹانا چاہا ہے تمام

بہرکیف اب توآپکو افعال واطوار ملائکہ وانبیا سے معلوم ہوگیا کہ اس غم کی ابتدا کب سے ہے اور کسنے کی اور جائز وناجائز کا حال بہی آپکو معلوم ہوگیا مختار اور معزالدولہ کو جانید یجئے برائے خدا ملائکہ ورسول کی ناسی کیجئے بیچارے مختار کی کیا بساط تہی اور معزالدولہ بھی بقول آپکے کوئی امیر مطیع خلیفہ عباسی کیوقت میں تہا جو بغداد مین ذی اختیار تہا بہلا وہ بیچارہ تمام عالم مین عاشورا کی رسم کیا قائم کرسکتا تہا خصوصاً عباسیونکی عہد مین جو خود بنی فاطمہ کے ایسے دشمن تھے کہ سادات کی بچونکو بہی کہوج کہوجکر دیوار ونمین چنوادیتے تہے اگر غور کیجیگا تو معلوم ہوجائیگا کہ عاشورا کی رسم عزا کو خود خدا نے قائم کیا ہے اور اسکو ترقی دیتا چلا آتا ہے شاید حضرت موسیٰؑ کے وقت مین کچھ کمی ہوگئی تہی کہ تہدیدی حکم ابدالاباد تک اسکو جاری رکہنے کا نازل ہوا (دیکھو توراۃ)

قول ۸

سوال ۸ امام کے غم مین تعزیہ داری اور گریہ وزاری کرنے سے تو بڑے بڑے ثواب بہنچتے ہین افسوس ہے کہ اہلسنت اس غم مین شریک ہونا پسند نہین کرتے

جواب بزرگان دین کے اموات پر اُس خاص وقت وفات مین افسوس کرتے ہین تو کوئی حجت وانکار نہین لیکن شیعون کی طرح ہمیشہ اور سال بسال تعزیہ داری کرنا تعلیم اسلام کے برخلاف ہے بلکہ قومی اور مذہبی پیشواون کی ایسی یادگار قائم کرنا اہل ہنود اور قدیم مصری اور یونانی اور رومن اور نصاریٰ کا دستور چلا آتا ہے اسلامی بزرگونکی یادگار قائم کرنیکا بہترین طریقہ یہی ہے کہ مسلمان لوگ تقویٰ اور خوف خدا اور عبادت الٰہی مین سرگرم رہین اور بس اگر ایسی یادگارین مسنون ہوتین تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دن ہی مقدم مسلمانونمین بطور یادگار کے قائم کیا جاتا شیعون نے جو امام کی شہادت کا دن بطور یادگار کے قائم کرلیا ہے تو یہ انکی اپنی خوش اعتقادی کی بنا پر ہے۔ اور اوپر بتلایا گیا ہے کہ معزالدولہ کی بدعت کی تقلید ہے پہر جبکہ شیعون نے ہی امام کو شہید کیا۔ لازم ہے کہ اس شہادت پر رونیکی تکلیف بھی شیعہ اپنے آپ کو ہی دیا کرین مگر وہ یاد رکہین کہ قتل حسینؑ کا داغ اس مذہب کے ماننے والے شیعہ جماعت کی دامن سے ہرگز دہل نہین سکیگا خواہ وہ رو رو کر انسوونکے دریا بہا دین۔ یا ماتم مین

پیٹ پیٹ کر اپنی چھاتیاں سجا دین - اہلسنت بیچارون کو ناحق اس بارہ مین ملامت کیا جاتا ہے انکا کیا قصور ہے - انکا اعتقاد تو قرآن پر مضبوط اور راسخ ہی خداوند کریم فرماتا ہی کہ شہدا کو مردہ مت کھو وہ اپنے پروردگار کے ہان زندہ اور خوش ہین - امام حسین علیہ السلام بھی شہید ہین اور خدا کے فضل و انعام سی جنت مین راضی خوشی ہین - اسواسطے اہلسنت بہی اس ارشاد الہی پر یقین کامل رکھتے ہوے اللہ کی تقدیر پر راضی ہین اور وہ پسند نہین کرتی کہ قاتلان حسین ع کے ہم مشرب گروہ مین شامل ہوکر بوڑہی عورتون کیطرح شور و واویلا کرین - نیز یہ بات بہی قابل ذکر ہے کہ بدعات محرم اور مرثیہ خوانون کی قابل نفرت خلاف بیانیون کی اصلاح کیواسطے خود علمائے شیعہ کی طرف سے بہی کتابین شایع ہونی لگی ہین -

اقول

آپ لکہتے ہین کہ بزرگان دین کے اموات پر اُس خاص وقت وفات مین افسوس کرنے مین تو کوئی حجت انکار نہین - کیون صاحب محض افسوس ہی کرنیکی اجازت ہی رونیکی نہین؟ کیا حضرت آدم صفی اللہ ابو البشر اپنی فرزند ہابیل کی قتل ہونی پر مدت تک نہین روتی رہے (دیکہو روضۃ الصفا) کیا حضرت ابراہیم خلیل اللہ ابو الانبیا حضرت ساری کی وفات پر نوحہ خوان نہین ہوے - اور مرثیہ نہین پڑہا - (دیکہو توراۃ قرأت ۲۳ فاتا ابراہیم لینوح علی سارہ ولبکتھا) کیا حضرت یعقوب ع اپنی فرزند یوسف ع کے سوگ مین مدت تک ایسا نہین روے کہ وابیضت عیناہ من الحزن - روتے روتے انکہین اون کی سفید ہوگئین (دیکہو قرآن) کیا حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو جمع کرکے حضرت ہارون کا تیس ۳۰ دن تک ماتم نہین برپا کیے رہی - دیکہو توراۃ سفر چہارم) کیا حضرت موسیٰ ع کی وفات پر حضرت یوشع بنی اسرائیل کیساتہہ تیس دن تک میدان مواب مین ماتم داری نہین کرتی رہی (دیکہو توراۃ سفر پنجم) اخیر انبیائی سلف کا رونا کہانتک دکہائین دیکہئی خود ختم المرسلین ص بہی اپنے اکثر اموات اور کشتون پر روے ہین چنانچہ اپنی فرزند حضرت ابراہیم ع کی وفات پر اور شہادت حضرت حمزہ پر نالہ و زاری کیا ہے اور مرثیہ پڑہا ہی (دیکہو مشکوۃ باب البکا علی المیت باسناد صحیحین) اور صاحب مدارج النبوۃ لکہتے ہین کہ کہا ابن مسعود نی کہ آنحضرت جنازہ حضرت

حمزہؓ پر اسقدر روئے کہ بیہوش ہو گئے اور نالہ فرماتے تھے کہ یا حمزہ یا عم رسول اللہ یا
اسد اللہ و اسد رسولہ یا حمزہ یا فاعل الخیرات یا حمزہ کاشف الکربات
یا حمزہ یا ذاب عن وجہ رسول اللہ ۔ انصار کی عورتیں اپنے اپنے عزیزون
پر جو جنگ احد مین شہید ہوئے تھے رو رہی تہین حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے چچا حمزہ پر رونے
والیان نہیں ہین یہ سنکر انصار نے اپنی عورتون کو حضرت حمزہ کے گھر رونے کو بھیجا۔
اور ان لوگون پر حضرت ابوبکرؓ کی تاکید تھی کہ من استطاع ان یبکی فلیبک و الا
فلیتباک یعنی جسکو رونا آئے وہ روئے ورنہ صورت ہی رونیوالی کی بنائے تاریخ اخبار
الدول و الآثار الاول صفحہ ۹۳ مین ہے کہ حضرت عائشہ جناب رسولخدا کے غم مین یہ نوحہ
کرکے روتی تہین یا من کان یشبع من الخبز الشعیر یا من اختار الحصیر علی
السریر یا من لم ینام اللیل کلہ خوف السعیر بعد وفات رسولخدا جب
عمرؓ اپنے زمانہ مین شام گئے اور بلال نے اذان دی تو زمانہ رسولؐ یاد آگیا خود
عمر اور تمام لوگ ساتھی اسقدر روئے کہ اوس روز سے بڑھ کر کبھی نہ روئے تھے تمام روز ایک کہرام پڑا رہا
اور حضرت ہی کے بعد جب بلال مدینہ مین آئے اور اذان دی تو گریہ سے تمام مدینہ مین زلزلہ پڑ گیا
معلوم ہوتا تہا گویا آج ہی رسولؐ نے وفات کی ہے (دیکھو الفاروق شبلی) اور ابن الحدید
نے تاریخ طبری سے نقل کیا ہے کہ عمرؓ کے مرنے پر اون کے گھر ایک کہرام پڑا تھا وا
عمراہ اور وا عمراہ کا ایک شور برپا تہا ۔ انسان کا کیا ذکر جنات بھی روئے ہین
دیکھو سر الشہادتین شاہ عبد العزیز دہلوی صفحہ ۳۸ حضرت ام المومنین ام سلمہ فرماتی ہین کہ
جب سے نبیؐ نے رحلت فرمائی مین نے جنون کو نوحہ کرتے نہین سنا مگر قتل حسینؑ پر اور
حبیب ابن ثابت بھی لکھتے ہین کہ مین نے جنون کو امام حسینؑ پر نوحہ کرتے سنا۔
آپ لکھتے ہین کہ لیکن شیعون کیطرح ہمیشہ اور سال بسال تعزیہ داری کرنا تعلیم اسلام
کے برخلاف ہے۔ خادم حسین صاحب کیا آپ دین اسلام کو نیا دین سمجھتے ہین۔ ارے صاحب
یہ کوئی نیا دین نہین ہے اسلام وہی قدیم دین خدا ہے جسکو لیکر حضرت آدمؑ دنیا مین آئے اوسی
پر کل انبیا مبعوث ہوئے جو تعلیم حضرت آدم دیتے تھے وہی تعلیم خاتم النبیین دیتے تھے۔

ادسی تعلیم کے مطابق شیعہ ہمیشہ اور سال بسال اپنے خاتم الانبیا کے فرزند جگر بند جناب امام حسینؑ
کی مراسم ماتم اتباعاً حضرت آدم صفی اللہ قائم کرتے ہیں (روضۃ الصفا جلد اول صفحہ ۱۱ و ۱۲)
حضرت ہابیل کے قتل ہونیکا حال لکھنے کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ آدم بر فوت فرزند ارجمند
جزع بسیار نمود چہ ہابیل ارشد و اعقل اولاد آدم بود و حضرت آدم باو دل بستگی تمام
داشت و کلمہ چند بلغت سریانی در مرثیہ قرۃ العین خویش تلفیق و بسایر فرزندان سپرد و
وصیت نمود تا اعقاب ایشان آنرا بطناً بعد بطن خوانده مراسم مصیبت ہابیل بجا آرند
و چون آن کلمات مسجع بہ یعرب بن قحطان رسید ہمہ را کسوت نظم پوشانید و اول آن ابیات
این است شعر ؎ تغیرت البلاد و من علیہا + و وجہ الارض مغبر قبیح
و بنا بر اشتہار آن منظومات بابر یک بیت اکتفا نمودہ آمد و آدم صفی بعد از فراغ از تعزیت
غرا بر قابیل لعنت کرد۔ خادم حسین صاحب دیکھیے شیعے ان مراسم میں تقلید آدم صفی اللہ
کی کرتے ہیں اسکو تقلید ہنود یا قدیم مصری وغیرہ کہنا کام ابلیس کا ہے حضرت داؤدؑ نے
بھی اسی طرح طالوت کا مرثیہ نظم فرما کر انکی عزاداری قائم کرنیکا حکم دیا تھا حضرت آدمؑ کی
نظم کے بعد اوسکا لکھنا موجب طوالت ہوگا اسلیے ترک کرتے ہیں یہ خلعت شہادت
حضرت امام حسین فرزند رسول الثقلین کو ورثتاً ملا چنانچہ روضۃ الصفا جلد ۳ صفحہ ۱۱ میں منقول
ہو چکا کہ چون یکسال از عمر امام حسینؑ بگذشت دوازدہ فرشتہ بصورت مختلفہ نزد حضرت
رسالت آمدہ گفتند کہ اے محمدؐ بفرزند تو ہمان آید کہ بہ ہابیل رسید جسطرح خاتم المرسلین کے
فرزند نے خلعت شہادت بہ وراثت پہنا اوسیطرح اونکے شیعون نے بھی خلعت عزائے
حسینی وراثتاً پہنا۔ تمام اہل اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ جتنے اوصاف اور فضائل انبیا آدم صفی
اللہ تا عیسےٰ روح اللہ انبیائے سلف کی تھے وہ کل ہمارے خاتم النبیین کو ورثتاً ملے اور
کل میراث حضرت امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین کو ملی جنکی شان میں آنحضرتؐ حسین منی
انا من الحسین فرماتے تھے۔
اب جو لکھتے ہیں کہ ایسی یادگاریں قائم کرنا ہنود اور قدیم مصری اور یونانی اور دیگر قوموں کا دستور چلا آتا ہے محض غلط اور جھوٹ ہے فرمائیے تو بجز عزاداری حسینؑ فرزند رسول الثقلین

کے کسکی عزاداری اسطرح قائم ہوکر عالمگیر ہو رہی ہے۔ دوسرونکی عزاداری قائم کرنیکی بہی اُن کے قوم والون نے کوششین کین لیکن نہ قائم ہوسکین نہ ہونگی۔ آپ لوگون کے متقدمین نے بہی عثمان صاحب کے قتل کی یادگار قائم کرنا چاہا تھا شام مین اونکا خون آلودہ کرتہ جسمین اونکی زوجہ نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیان اور ہتہیلی کے ٹکڑے لٹکے ہوئے تہی مدتون تک منبر پر رکہے رونے رہگئے لیکن نہ قائم ہوسکی سنہ ۳۹۰ھ مین ۱۸ محرم کو مصعب بن زبیر کا عاشورہ بصرہ مین قائم کیا گیا۔ لیکن قائم نہ رہ سکا دیکہو تاریخ کامل جلد ۹ صفحہ ۷۵۔ فی الحال بہی آپ لوگون نے چار یاری جہنڈا نکالنا شروع کیا تھا لیکن وہ بہی تین برس کے بعد بند ہوگیا۔ یہ شرف تو جناب باری نے صرف اپنے حبیب کے پیارے حسینؑ کی عزا کو عطا فرمایا ہے کہ جبکہ مخالفین از عہد بنی امیہ تا ایندم کوئی دقیقہ اپنی کوششونکا اسکے بند کرنیکے لئے اوٹھا نہین رکہتے روز بروز ترقی پر ہے اگر دوسرے کی ماتمی یادگار بہی اوسیطرح قائم ہوتی جیساکہ حسینؑ کی عزاداری قائم ہے تو ظاہرا کوئی فرق باقی نہ رہتا اور حق واضح نہ ہونے پاتا۔

بجز دہریون کے جو محض لامذہب ہین حتی کہ خدا کے بہی قائل نہین ہین کوئی مذہب دنیا مین ایسا نہین ہے جسمین یادگاریون کے اوقات مقرر نہ ہون معلوم ہوتا ہی کہ آپ مذہب اسلام سے بالکل بے بہرہ ہین یہانتک آپ کو معلوم نہین ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ کے ذبح سے بچ جانیکی یادگار مین سال بسال مسلمان بقر عید مین قربانی کرتے ہین جناب رسولخداؐ کی معراج کی یادگار مین شب برات کرتے ہین آنحضرتؐ کی میلاد کی یادگار مین ہر سال ماہ ربیع الاول مین مولود کرتے ہین سُنی بہی بڑے پیر کے مہینہ مین اپنے پیر دستگیر کا شاہ مدار کے مہینہ مین شاہ مدار کا خواجہ معین الدین کے مہینہ مین خواجہ معین الدین چشتی کا غرض اپنی ہر پیر کا اوسکے ایام مخصوصہ مین اوسیطرح عرس ناچ و راگ کے ساتھ کرتے ہین جیساکہ ہنود جنم اشٹمی مین اپنے کنہیا جی کا رام نومی مین رام وغیرہ کا جنم مناتے ہین کرسمس ڈے مین نصاریٰ بہی کرائسٹ کی یادگار قائم کرتے ہین ہنود سال بسال رتہہ جاترہ وہ دیبی وغیرہ نکالتے ہین سُنی سال بسال بعد حج کے جنگ جمل کی یادگار قائم رکہنے کیلئے بی بی عائشہ صاحبہ کی محمل کی شبیہ اونٹ پر رکہکر نکالتے ہین لیکن ان یادگارون سے باوجودیکہ انکا کوئی مانع نہین ہے آجتک انکو کوئی ترقی نہ ہوئی

برعکس اسکے بقول سیلو ماربین اگر حسینؑ کی عزاداری کے موانع جمع نہ ہوتے تو آج صرف یہی ایک دین یعنی اسلام تمام دنیا مین پہیل جاتا۔

آپ لکھتے ہین کہ اسلامی بزرگون کی یادگار قائم کرنیکا بہترین طریقہ یہی ہے کہ مسلمان لوگ تقوی اور خوف خدا اور عبادت الہی مین سرگرم رہین لیکن کیا آپ کو معلوم نہین ہے کہ حسینؑ ہی کی ماتمی یادگار کی بدولت تقوی اور خوف خدا اور عبادت الہی کا وجود اسلام مین باقی رہگیا۔ ورنہ آپکے پیر مرشد یزید نے تو بجائے تقوی اور خوف خدا اور عبادت الہی کے شراب خواری اور زنا لواطت حتی کہ مان بہنون کے ساتھہ ازدواج جاری کر دیا تھا حسین ہی کی ماتمی یادگار یاد دلاتی رہتی ہے کہ دیکھو حسینؑ نے ایسی سخت مصیبتین اوٹھائین سر دیدیا لیکن ایسے فاسق وفاجر کی بیعت نہ کی۔ حسینؑ ہی کی ماتمی یادگار یاد دلاتی رہتی ہے کہ دیکھو خدا کی عبادت ایسی پیاری شے ہے کہ ایسے وقت مین بہی حسینؑ نے صرف عبادت کیلئے ایک شب کی مہلت لی اور وہ تمام شب اپنے اصحاب کے ساتھہ صرف عبادت خدا مین بسر کی حسینؑ ہی کی ماتمی یادگار یاد دلاتی ہے کہ نماز باجماعت کی ایسی منزلت ہے کہ حسینؑ نے ظہر کی نماز جماعت بوجہ بند ہونے آب کے تیمم فرماکر عین وقت پر اسطرح عرصہ قتال مین ادا کی کہ فوج اشقیا سے تیر بارانی ہو رہی ہے آپکے دو اصحاب جان نثار اپنے امام کی سینہ سپر ہوکر دہنے اور بائین جدہر سے تیر آتے ہین جہک جہک کر ان تیرونکو اپنے سینون پر لیتے ہین اور امام باجماعت نماز ادا فرماتے ہین۔ حسینؑ ہی کی ماتمی یادگار اسلام کے بچونکو بہی سکہاتی ہے کہ دیکھو نماز ایسی چیز ہے کہ حسینؑ کے گہر کے دو چہوٹے چہوٹے بچے حضرت مسلمؑ کے صاحب زادے جو کوفہ مین حارث ملعون کے پنجے مین گرفتار ہوگئے ہین اسوقت مین بہی جبکہ قاتل کی تلوار سر پر چمک رہی ہے بمنت وسماجت قاتل سے صرف دو رکعت نماز کی مہلت لیکر وہ لب نہر وضو کرتے ہین اور نماز صبح ادا کر کے شہید ہوتے ہین کیا اس سے بڑھکر کوئی تعلیم تقوی وخوف خدا یا عبادت خدا کی دنیا کے کسی مذہب مین بجز فرقہ شیعہ کے ہے جو لڑکے طفلی مین اس کو گوش دل سے سنینگے آپ خود غور کیجئے کہ وہ آخر عمر مین کیسے ہونگے خادم حسین صاحب اگر آپ تقوی یا خوف خدا کو جانتے کہ کیا ہے

تو علمائے حسینؑ کی نسبت ایسی ایسے بیہودہ کلمات نہ لکھتے نہ مثل شیطان ایسی بے معرفت کی عبادت پر نازان ہوتے۔

آپ لکھتے ہین کہ اگر ایسی یادگارین ہوتین تو حضرت رسولؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دن ہی مقدم مسلمانون مین بطور یادگار کے قائم کیا جاتا۔ آپ تو اسلام سے بالکل بے خبر ہین آپ کیا جانین شیعہ اگر حسینؑ کی عزاداری دس روز کرتے ہین تو رسولؐ کی عزاداری ساٹھ روز کرتے ہین اس درمیان مین کوئی تقریب خوشی کی نہین کرتے جسطرح حسینؑ کی مجلس عزا برپا کرتے ہین اوسیطرح رسولؐ کی جسطرح حسینؑ کا تابوت نکالتے ہین اوسیطرح رسولؐ کا جو نکہ حسینؑ کی شہادت کربلا کے میدان مین ایسے طرز اور ایسی مظلومی سے واقع ہوئی کہ دنیا کی تمام قومین واقف ہو گئین اور کل قومین فطرتاً اوس مظلوم کے ساتھہ ہمدردی کرنے لگین اسوجہ سے حسینؑ کی ماتمی یادگار مین بھی ہر قوم کے لوگ شریک ہو گئے اور یہ عزاداری تمام عالم مین پھیل گئی اور اسکی شوکت یزیدیونکی آنکھون مین کھٹکنے لگی۔ لیکن رسولؐ کی تو یہ حالت ہوئی کہ عمر صاحب نے اس غرض سے کہ جبتک خلافت کا بندوبست نہ ہو جائے مسلمانون کو رسولؐ کی وفات کا حال معلوم نہ ہونے پائے تلوار کھینچنا شروع کر دیا کہ جو کوئی کہیگا کہ رسولؐ قضا کر گئے اوسکی گردن اوڑا دونگا عام مسلمانونکو معلوم بھی نہ ہونے پایا کہ کس تاریخ کو رسولؐ نے وفات پائی اور کب دفن ہوئے جب سقیفہ مین خلافت کا بندوبست ہو چکا اور بیعت وغیرہ سے بھی فرصت ہو گئی تو بارہ روز کے بعد حضرت کی وفات کا حال ظاہر کیا گیا اسیوجہ سے بارہ وفات مشہور ہے یہ لوگ تو بندوبست خلافت مین سقیفہ جا پہنچے جناب علی مرتضیٰؑ نے تنہا حضرت عباس اور فضل و قثم پسران عباس و اسامہ بن زید انہین چار پانچ آدمیونکے ساتھہ آنحضرتؐ کو غسل و کفن دیکر اور نماز جنازہ پڑھکر دفن کیا اب بھی بیچارے محبان علیؑ ہی تنہا اپنے رسولؐ کی عزاداری کر لیتے ہین اور تابوت نکالتے ہین جب اصحاب ثلاثہ وہان شریک نہ ہوئے تو پیروان ثلاثہ یہان کیون شریک ہون وہ لوگ تو ان ایام مین مولود کرتے ہین جو کہ مجلس غم نہین بلکہ محفل نشاط ہوتی ہے عجب نہین کہ یہ خوشی ابوبکر صاحب کی خلافت کی ہو یہان آپ پھر اس عزاداری کو معز الدولہ کی تقلید کہتے ہین اور شیعون پر اتہام قتل حسینؑ لگاتے

جانتے ہین جسکا جواب شافی اوپر مفصلاً دیا جاچکا اور بخوبی دکھا دیا گیا کہ قاتلان حسین آپکے سنی پیروان خلفا نہ تھے۔ اور معزالدولہ کی نسبت بھی آپکی دروغ بیانی کی حقیقت دکھادیگئی اور واضح کر دیا گیا کہ حسین کی عزاداری تمام تر تقلید ملائکہ و انبیا ہے لیکن یہ جو آپ لکھتے ہین کہ خداوند کریم فرماتا ہے کہ شہید اکو مردہ مت کہو وہ اپنے پروردگار کے ہان زندہ اور خوش ہین اور امام حسین علیہ السلام بھی شہید ہین اور خدا کے فضل و انعام سے جنت مین راضی اور خوش ہین اسواسطے اہلسنت بھی اس ارشاد الہی پر یقین کامل رکھتے ہوئے اللہ کی تقدیر پر راضی ہین۔ تو کیا آپکی دانست مین رسول خدا جن پر قرآن نازل ہوا اس ارشاد الہی پر معاذاللہ یقین کامل نہین رکھتے تھے جو حضرت حمزہ کے قتل ہونے پر نوحہ بکا کیا۔ کیا بی بی عائشہ اور عمر صاحب و دیگر صحابہ کو یقین نہ تھا کہ جناب رسولخدا خدا کے فضل و انعام سے جنت مین راضی اور خوش ہین جو آنحضرت کی وفات کے بعد عرصہ تک روتے رہے۔ کیا حضرت آدم صفی اللہ نہین جانتے تھے کہ حضرت ہابیل درجہ شہادت پر فائز ہیچکے جو آدم خود بھی مدت تک روتے رہے اور اپنے اعقاب کو بھی عزا قائم رکھنیکا حکم دیا۔ کیا حضرت یعقوب حضرت یوسف کے خواب سے مطلع نہین ہوچکے تھے کہ حضرت یوسف کو ایسی دنیا مین بادشاہت ہوگی جو اونکے لئے عرصہ دراز تک اسقدر روئے کہ آنکھین سفید ہوگئین کیا آپ یا سنی لوگ ان حضرات پر بھی درجہ یقین مین فوقیت لیگئے ہین نعوذ باللہ من ذالک

خادم حسین صاحب آپنے تو عیاسی بن عمرو عاص کا بھی کان کاٹا عجب چال ہے آپ اپنے کو سنیون کے زمرہ مین داخل کرکے سنیونکا قتل حسین فرزند رسول الثقلین پر راضی ہونا انکا جرم اقراری قرار دیتے رہتے ہین۔ آپ تو ڈوبا سو ڈوبا سنیون کو کیون لے ڈوبے۔

قولہ

سوال ۹۔ ہم نے کئی شیعہ علماء و مرثیہ خوانون کی زبانی سنا ہے کہ جو شخص امام کی مصیبت پر رودیا یا دوسرونکو رلایا دوزخ کی آگ اوس پر حرام ہوگی۔

جواب۔ اس قسم کی حدیثین اور روایتین لوگون نے اپنے مطلب سیدھے کرنے کی خاطر گھڑ لیے ہوئے ہین بھلا اگر سچ مچ گریہ وزاری ہر گناہ جھڑ جاتے ہین تو پھر یزید کے بارہ مین

شیعہ کیون نہین مانتے ہم نے معتبر شیعہ کی کتابون سے ثابت کیا ہے کہ امام کے شہادت کی خبر سنکر یزید بہت رویا اور منہہ پر اوسنے طمانچے مارے اور سب سے پہلے اوسی نے اپنے محل سرائی کو ماتم کدہ بنایا اور اپنی بیویونکو بھی حکم دیا کہ اہلبیت کے ساتھہ امام کے غم میں سوگ کرین اور زیور اوتار ڈالین۔ لازم ہے کہ ایسی احادیث کو مستند و معتبر ماننے والے پہلے یزید کے جنتی ہونیکا اشتہار دین۔

اقول

آپ کو گریہ وزاری سے گناہ کا زائل ہونا تعجب خیز معلوم ہوتا ہے چونکہ حسینؑ فرزند رسول الثقلین سے آپکو دشمنی ہے اس مظلوم پر گریہ کرنے کی نسبت آپ جو کچھہ طعن و طنز کرین کوئی جائے تعجب نہین ہے لیکن قرآن پر ایمان رکہنے والے ثواب گریہ سے انکار نہین کر سکتے ہین۔ کیونکہ فضیلت اصحاب بکا قران سے ثابت ہے۔ دیکھو سورہ بنی اسرائیل ع "۔ ویخرون للاذقان یبکون ویزیدھم خشوعا اور سورہ مریم ع اولئک الذین انعم اللہ علیھم من النبیین من ذریۃ ادم وممن حملنا مع نوح ومن ذریۃ ابراھیم واسرائیل وممن ھدینا واجتبینا اذا تتلی علیھم ایات الرحمن خروا سجدا وبکیا۔ اس آیہ کریمہ کی تفسیر مین صاحب تفسیر حسینی لکہتے ہین کہ گریہ را باستماع کلام ربانی نسبتے خاص ہست چنانچہ در خبر آمدہ کہ قرآن خوانید و گریہ کنید و اگر نتوانید خود را بتکلف در گریہ در آرید و صالح مردی رح فرمود کہ در خواب قران بر حضرت رسالت پناہ ص خواندم فرمود کہ یا صالح ھذہ القراءۃ فاین البکاء کلام دوست مہیج شوق است چو آتش شوق در کانون دل بر افروختہ گردد آب حزن از دیدہ ریختہ گردد و اذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینھم تفیض من الدمع نظم ؎

اے در نہا اشک من دریا بدے ٭ تانثار دلبر زیبا بدے
اشک کان از بہر او بارند خلق ٭ گوہر است و اشک پندارند خلق

اسکی تصدیق ہے کہ اشک موتی ہوتے ہین ایک دوسرا ثبوت بہی ہم دیتے ہین۔ اشک غم حسینؑ کو بہی درۃ بیضاء یعنی ومن نورھا المحشر فرمایا ہے (دیکھو محرق القلوب) عام قاعدہ ہے کہ کلام کو

برٹھکر یہ باعث ترحم ہوتا ہے کیونکہ یہ دلیل اخلاص ہے۔ چنانچہ جب مومنین کے قول ربنا آمنا
کی تصدیق اعینهم تفیض من الدمع یعنی انکی آنکھوں سے اشک کی جاری ہونیسے ہوئی
تب اسکی جزا جناب باری نے جنات تجری من تحتها الانهار خالدین فیها قرار دی۔ امام
صاحب تفسیر معالم التنزیل لکھتے ہیں کہ بیان قولہ تعالی ہیں تری اعینهم تفیض من الدمع
کی قید اسوجہ سے ہے کہ یہ دلالت کرتا ہے اخلاص اور معرفت بالقلب پر اور تفسیر کبیر میں ہے کہ ان فیض
الدمع انما ابتدیٰ من معرفة الحق وکان من اجله وسببه۔ اور یبکون ویزیدهم
خشوعا کی تفسیر میں صاحب معالم التنزیل لکھتے ہیں کہ جناب رسولخدا نے فرمایا لا یلج
النار من بکیٰ من خشیة الله یعنی نہ چھوئیگی نار جہنم اوس شخص کو جو روئیگا خوف خدا سے
اور یہ بھی فرمایا ہے کہ حرمت النار علی ثلثة اعین عین بکت من خشیة الله وعین
سہرت فی سبیل الله وعین غضبت عن محارم الله یعنی جہنم حرام ہے تین آنکھوں پر
ایک وہ آنکھ جو خوف خدا سے گریان ہو دوسری وہ جو راہ خدا میں سحر کرے یعنی شب بیداری کرے
تیسری وہ جو محرمات سے پرہیز کرے۔ کیون خادم حسین صاحب اب تو آپکو معلوم ہو گیا کہ محبت اور
خوف خدا میں رونے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ رونیکی جزا جنت ہے۔ رونے والے پر نار دوزخ حرام ہو جاتی ہے
اسکے بعد ملاحظ فرمائے جناب باری اپنے رسول کو حکم دیتا ہے قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی
یحببکم الله ویغفر لکم ذنوبکم والله غفور الرحیم۔ یعنی کہدو اے رسول کہ اگر تم خدا کو
دوست رکھنے کا دعوی کرتے ہو تو میرا اتباع کرو تاکہ خدا تمکو دوست رکھے اور تمہارے گناہونکو بخشے
اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحیم ہے۔ اب دیکھئے رسول کیا فرماتے ہیں۔ آنحضرت کا ارشاد
ہے کہ الحسن والحسین ابنی ومن احبهما احبنی ومن احبنی احب الله ومن احب الله
ادخله الجنة ومن ابغضهما ابغضنی ومن ابغضنی ابغض الله ومن ابغض الله ادخله النار
(روضتہ الصفا جلد ۳ صفحہ ۱۱) یعنی حسن وحسین دونون میرے فرزند ہیں جسنے انکو دوست رکھا اس نے مجھے
دوست رکھا جسنے مجھے دوست رکھا اوسنے خدا کو دوست رکھا اور جسنے خدا کو
دوست رکھا وہ داخل جنت ہوا اور جو حسنین سے بغض رکھے اسنے مجھسے بغض رکھا
جسنے مجھسے بغض رکھا اوسنے خدا سے بغض رکھا اور جسنے خدا سے بغض رکھا وہ داخل جہنم ہوا اس حدیث شریف اور آیہ قل ان کنتم تحبون اللہ کو

ملاکر دیکھنے سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ حسینؑ کی دوستی گناہ کو زائل کر دیتی ہے اور قرآن
ہی سے اوپر یہ بھی ثابت ہو چکا کہ رونا دلیل ہے محبت اور معرفت قلبی کی پس جس شخص کو
حسینؑ کی محبت اور معرفت قلبی ہوگی ضرور اوس مظلوم شہید راہ خدا فرزند محبوب کبریا عاشق صادق
خالق ارض و سما کا ذکر سن کر رو دیگا اور جناب باری جو صادق الوعد اور غفور الرحیم ہے لوگوں کے گناہوں کو بخشکر داخل
جنت فرمائیگا۔ غور فرمائیے حضرت آدم صفی اللہ خود روئے اور اپنے فرزند ہابیل کی عزاداری قائم کرنیکا حکم دیا جناب
ختم المرسلین حضرت حمزہ پر روئے اور فرمایا کہ اما عمی حمزہ فلا بواکی لہ۔ تو جو لوگ اپنے پیغمبر کی اطاعت اور انکی
خوشنودی کیلئے اونکی اموات پر روئے ہیں کیا نہیں پروردگار اونکو رونیکا اجر نہیں دیگا۔ خود خدا تعالی نے بار بار ملائکہ کو
خدمت رسولؐ میں خبر شہادت حسینؑ سنانیکو بھیجا تہا اور رسولؐ اوس خبر کو سن سنکر رویا کئے کیا یہ فعل خدا و رسولؐ
کا معاذ اللہ عبث تہا لا واللہ ہرگز نہیں۔ یہ مسلمہ ہے کہ جو شرف و فضائل تمامی انبیائے سلف کو فرداً فرداً علیحدہ
علیحدہ ملے تھے وہ سب ہمارے خاتم النبیین کو مجموعاً ملے اور بقول اہلبیت کو بھی جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی نے سر الشہادتین
میں لکھا ہے صرف شرف شہادت خفی و جلی باقی رہجاتا تہا وہ بھی آنحضرتؐ کو حسنینؑ کی ذات سے حاصل ہوا۔
حضرت ابراہیمؑ ہنگام قربانی اسمعیلؑ حضرت امام حسینؑ کی خبر شہادت سنکر روئے تو خدا نے انکو اس رونیپر اجر
قربانی اسمعیل کا عطا فرمایا جیسا کہ آپکے یہاں کی مستند کتابوں مناہج الطالبین قزوینی و
معارج النبوۃ وغیرہ سے اوپر دیکھایا جاچکا۔ یہ اجر صرف ایکدفعہ غم حسینؑ میں رونیکا تہا۔ اور ہمارے رسولؐ
نے تو شہادت حسینؑ گوارہ کی اس غم میں بار بار روئے اور حق اشرف الانبیا نے دیگر انبیائے سلف
سے اس میں بدرجہا زیادہ حصہ لیا اس منزلت کا تو کوئی پایان ہی نہیں۔ خادم حسین صاحب
اب دیکھئے غم حسین میں رونیکی کیا عظمت ہے سبحان اللہ۔ اور جو لوگ حسب فرمودہ خدا لقد
کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ تابعی رسولؐ حسینؑ کے غم میں روتے ہیں اون کے
ثواب کا کہاں اندازہ ہو سکتا ہے۔ آپکے ملا حسین واعظ کاشفی بہی روضۃ الشہدا میں یہ حدیث
فضیلت گریہ غم حسینؑ میں لکھتے ہیں۔ من بکی او ابکی او تباکی فوجبت لہ الجنۃ۔ حدیث تو متفق علیہ
فریقین ہے لیکن بعض ناقص الایمان کوتاہ بین بد عقلوں کو یہ خیال ہوتا ہے کہ مجرد بکا جنت واجب ہو یہ بالکل
خلاف عقل ہے مگر دیکھئے ابلیس بارہ ہزار برس سجدہ خالق میں رہا آن واحد میں بمجرد ایک نافرمانی کے یعنی آدم صفی اللہ کو سجدہ
نہ کرنیکی وجہ سے ہزار ہا برس کی عبادت حبط ہو گئی دیکھا تہا اور دلائل پیش کرتا رہا راندہ درگاہ ہو گیا۔

ابوبکر صاحب

اور عمر صاحب نے اپنی دو ثلث عمر بت پرستی میں بسر کی اسلام میں داخل ہونے ہی ہنوز کسی حکم
سے واقف تھے نہ ایک وقت کی نماز پڑھی تھی کہ کفر کا دھبہ اُن سے جاتا رہا۔ اور فرمائے اگر بصدق دل ایمان
لا کر فوراً مر جائے تو مجرد ایمان لانے کے اجر میں مستحق جنت ہو جاتا ہے یا نہیں۔ جہاں اور سب اعمال حسنہ مثل نماز وغیرہ
کے ہیں وہاں اگر ایک قطرہ آنسو کا غم حسینؑ میں نکل آئے تو اُس شخص کی بہشتی ہونے میں کیا تامل ہے

حقا کہ بیک نواز ہے ذات تیری — جنت انہیں اشکوں کی بہائی سے ملی

آپ لکھتے ہیں کہ اس قسم کی حدیثیں اور روائتیں لوگوں نے اپنے ٹکے سیدھے کرنے کے خاطر گھڑی
ہوئی ہیں۔ کیا آپ کے ملا حسین واعظ کاشفی نے حدیث من بکی الخ اور صاحب مدارج النبوۃ
نے ابوبکر والی حدیث من استطاع ان یبکی اور صاحب مشکوٰۃ وغیرہ یعنی آپ کے
صدہا علما اور محدثین نے جنہیں سے تیس شخصوں کے نام بھی ہم نے آپ کے سوال وجواب ۲ کی تردید میں لکھے
ہیں وہ روائتیں جن میں فرشتوں کا خبر شہادت حسینؑ لانا اور رسولؐ کا اوس خبر کو سنکر رونا
مذکور ہے اپنے ٹکے سیدھے کرنے کے لئے لکھی ہیں حضرت جبرئیل و دیگر ملائکہ کو کوئی دنیاوی ٹکہ سیدھا کرنا تھا
جو مختلف اوقات میں بار بار آکر رسولؐ کو خبر شہادت حسینؑ سناتے تھے حضرت علیؑ اور حسنینؑ
علیہم السلام کے فضائل تو جناب رب نے اسطرح قرآن میں محفوظ کر دئے ہیں کہ یہ حضرات دوسروں کے
فضائل و مناقب بیان کرانے سے مستغنی ہیں انکے دوستوں کو کیا ضرورت ہے کہ وضعی حدیثیں بنائیں چنانچہ آپکے شاہ ولی اللہ
دہلوی بھی اپنی ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں کہ قرآن میں تین سو آیتیں حضرت علیؑ کی شان میں موجود ہیں شیعوں
پر تو ٹکے سیدھے کرنیکی تہمت ہے بنی امیہ سے وضعی حدیثیں بنانیکا آپ ناحق بہتان کرتے ہیں انکی بہانکی
مستند کتب تاریخ سے اوپر دکھا دیا گیا مگر معاویہ کا قطعی حکم تھا کہ جو شخص فضائل علیؑ میں ایک لفظ بھی
زبان سے نکالے اسکو تہ تیغ کرو عثمان صاحب کی تعریف میں حدیثیں بنانے والے البتہ اپنے ٹکے سیدھے
کرتے تھے اور اوسکے صلہ میں دربار معاویہ سے انعام واکرام وعطایا پاتے تھے وہی عادت آپکو گونجی آجتک
جاری ہے اب بھی عداوت اہلبیت اور مخالفت عزاداری حسینؑ میں مضامین اور اشتہار
لکھکر شائع کرکے اپنے ٹکے سیدھے کرتے ہیں۔

یزید کے رونے اور منہہ پر طمانچے مارنیکا ذکر اس موقع پر کرنا آپکے عقل کی خوبی ہے اُس ملعون
کی گستاخیوں کا حال فرق مطہر پر بھیجے ساتھ جسکو دیکھکر اوسکا غلام بھی تاب نہ لاسکا اور تلوار کھینچکر اوسپر

حملہ آور ہوا اور پر لکھا جا چکا عمر صاحب جب شام میں بلال کی اذان دینے پر رسولؐ کا زمانہ یاد کرکے روئے تھے کیا انکا اور یزید کا رونا آپ کے نزدیک برابر ہے۔ برین عقل و دانش بباید گریست۔ سچ ہے آپ کو دونوں میں فرق کیونکر معلوم ہو آپ تو یزید کے پیرو ہیں جس نے ملک میں اور زوجہ میں کوئی فرق باقی نہ رکھا تھا جیسے زوجہ کے کان آنکھہ ناک اور دیگر اعضا ہیں ویسے ہی ماں بہنوں کے بھی ہیں آپ کے نزدیک دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ ارے صاحب سمجھو عمر کے رونے میں اور یزید کے رونے میں آسمان و زمین کا فرق ہے اپنے ہم مشربوں کو دیکھو وہ بھی کہینگے کہ عمر صاحب رسولؐ کی محبت میں روتے تھے۔ یزید اول اگر فرق مطہر امام حسینؑ کو دیکھ کر خوش ہوا بعدہ اپنے کردار پر رویا اور ابتک جہنم میں بھی رویا کریگا۔ ایسا ہنسنا اور رونا اس آیہ کریمہ کا مصداق ہے فلیضحکوا قلیلاً و لیبکوا کثیراً۔ حیف ہے آپکی عقل پر کہ آپکو قاتل کے رونے میں اور مقتول کے دوستداروں کے رونے میں فرق نہیں معلوم ہوتا۔ واقعی معاویہ نے آپلوگوں کو ایسا ہی بنا دیا کہ اونٹ اور اونٹنی میں بھی فرق نہ کر سکیں۔

قولہ

سوال ہفتم تو کیا غم حسینؑ میں کوئی مذہبی یا قومی فایدہ حاصل نہیں ہوتا؟

جواب۔ جیسا کہ ہم سب لوگ جانتے ہیں اس تعزیہ داری نے کوئی مذہبی فایدہ اسلام کو نہیں پہنچایا بلکہ شیعوں کو بھی نہیں پہنچایا کیونکہ مذہب کی پابندی انسان کے اخلاق و عادات کی حفاظت کرتی ہے اور شیعہ صاحبان خود اچھی طرح جانتے ہیں کہ انکی جماعت کی اخلاقی حالت ہمیشہ سے قابل رحم ہے صوم و صلوٰۃ کی پابندی انکے زن و مرد میں بہت کم ہے اور حق تو یہ ہے کہ اسکا قصور بھی خود شیعہ مجتہدوں اور راویوں اور علما کی گردن پر ہے جو مجالس میں عوام کو سناتے ہیں کہ ایک مکھی کے پر کے برابر رونے بلکہ رونی صورت بنانے سے بھی جنت ملجاتی ہے۔ پھر ایسی آسان اور مفید بدعت کو چھوڑ کر کسی شیعہ کو صوم و صلوٰۃ کی تکالیف کو لازمی رکھنے کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ باقی رہا قومی فایدہ وہ بھی بہت کم حاصل ہوا ہے۔۔۔ قومی فواید نیک دل اور سرگرم افراد کے خلوص اور ایثار نفس سے نصیب ہوتے ہیں لیکن شیعوں کی پہلی امت وہی تھی جو اماموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور انکی صحبت سے فیض اٹھاتے تھے اور امام انکو اپنا شیعہ فرماتے تھے اور شیعہ آ ن

اماموں کو اپنا امام جانتے تھے جب خلوص اور ایثار نہیں دکھلایا بلکہ آپ بھی نفس پرستی میں محو ہو گئے اور اماموں کو بھی لے ڈوبے۔ تو آج کل کے شیعوں میں بھی اعلیٰ صفات کی توقع رکھنا خام خیالی ہے کسی نے سچ کہا ہے کل شئی یرجع الیٰ اصلہ۔ اصلیت یہ ہے کہ شیعہ مذہب کے خیر خواہوں نے البتہ بنی امیہ اور بنی عباس کی سلطنت میں ملکی فواید کو اور ملکی حقوق کو دوبارہ حاصل کرنے کیلئے امام کی شہادت کے واقعات کے ذریعہ بنی ہاشم کے ساتھ ہمدردی کا جوش عوام میں پیدا کرنے کیواسطے یہ ترکیب سوچی تھی مگر اب جبکہ نہ بنی امیہ ہے اور نہ بنی عباس ایسے مجمعوں اور ایسے مشاغل سے کیا فائدہ بہتر یہ ہے کہ دوسرے مسلمانوں اور دوسری اقوام کیطرح شیعہ بھی اپنی ساری کوشش صرف قومی جلسوں کی انعقاد کیلئے وقف کر دیں اور اگر ان کو امام حسین علیہ السلام سے سچی محبت ہے تو مساوات کی ترقی تعلیم و بہبودی و رفع حاجات کے واسطے اپنی جان و مال کو قربان کر دیں پھر ہم بھی دیکھینگے شیعہ کو اہلبیت کے ساتھ کسقدر گہری محبت ہے ورنہ خالی رونا اور قصہ بنانا اسیطرح بیفائدہ ہے جسطرح کہ شیعہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب امام زین العابدین ع معہ اہلبیت کے کربلا سے کوفہ میں تشریف لائے دیکھا کہ وہی کوفی اور انکی عورتیں شور و فریاد کرتی اور زور زور سے روتی تھیں راقم نے اس ساری تحریر میں کسی شیعہ کتاب کا حوالہ دانستہ نہیں دیا۔ مگر اس مقام پر صرف ایک حوالہ دیا جاتا ہے۔ ان روتے ہوئے کوفیوں کو دیکھکر امام زین العابدین علیہ السلام نے یوں فرمایا تھا۔ فقال علی ابن الحسین بصوت ضعیف اتنوحون وتبکون لاجلنا فمن قتلنا یعنی با آواز ضعیف فرمود ہان اے مردم آیا بر ما میگرید و بر ما نوحہ میکنند پس کشندہ ما کیست؟ ما را کہ کشت و کہ اسیر گرفت؟ دیکھو ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم صفحہ ۳۰۴ مطبوعہ ایران۔ یعنی امام زین العابدین نے دہیمی آواز سے فرمایا۔ اے لوگو! کیا ہمارے حال زار پر تم رو رہے ہو اور ہماری بیکسی پر فریاد کرتے ہو۔ تو ہمارے قاتل ہی کون ہوئے ہم کو کسنے قتل کیا اور کس نے قیدی بنایا؟

اقول

یہ جو آپنے لکھا ہے کہ کوفیوں کو روتے ہوئے دیکھکر امام زین العابدین نے فرمایا اتنوحون وتبکون لاجلنا فمن قتلنا بہت صحیح ہے جن کوفیوں کی جانب حضرت کا یہ خطاب تھا انکی حالت اور یہ خیال

دیکہادی گئی وہ سب طرفدار یزید دلدادہ سیرت شیخین دعویداران خون عثمان سے تہی ایسی کو مسلمان
کہتے تہی آل محمد کی عورتونکو اسیر اور مردونکے سر نیزون پر دیکہکر کیونکر اپنی گردار برہنہ رو دیتے۔
منجملہ قاتلون کی عمر سعد تہا جسکا باپ بقول ابکے گونگی سادس الاسلام تہا محمد بن اشعث قیس بن
اشعث اور اسحق بن اشعث تینون آپکے خلیفہ اول صاحب کے بہانجے تہی۔ حسین ؑ کی منزلت
او خاندان رسالت کی اشرافت سی بخوبی واقف تہی واقعی یہ ایسا ہی حادثہ عظیم ہے کہ دشمن بہی رو گئے
ہین حسین ؑ کی مظلومی کی شان ہی ایسی تہی کہ کوفہ کا کیا ذکر خود کربلا مین یہ ملاعین یزید کی خوشنودی
کیلئے ظلم بہی کرتے تہی اور حضرت کی مظلومی کا اثر جب قلب پر پڑتا تہا تو غلط تہا اُن کی آنکہون
سے آنسو بہی اپنے گردار پر نکل پڑتے تہی بعض ملاعین غارت گری خیام اطہر مین شریک
غارت بہی تہے اور روتے بہی تہے۔ کہتے ہین کہ اگر ہم اس مال کو چہوڑدین تو دوسرے
چہین لینگے۔

آپ نے شیعون کی اماموں کی نسبت جو دریدہ دہنی کی ہی اسکا نکال انشاء اللہ عنقریب آپکو معلوم ہوگا
وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ سب جانتے ہین کہ شیعون کی امام
آل محمد ہین جنکی شان مین رسول ؐ نے فرمایا ہی مثل اہلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا
نجی ومن تخلف عنہا غرق۔ اسلئے وہ تو ہرگز ڈوب نہین سکتے لیکن جس نے
باوجود ارشاد رسول ؐ کہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی الخ
خلاف حکم رسول حسبنا کتاب اللہ۔ کہکر سفینۂ اہلبیت سی تخلف کیا وہ خود بہی ڈوبا
اور مثل فرعون اپنی ساتہیون اور تابعین کو بہی لے ڈوبا۔ اور آپکا تخلف تو آپ کی تحریر اور
کلمات بے ادبی شان اہلبیت علیہم السلام مین استعمال کرنے سے ظاہر ہے لہذا آپ
کے ڈوبنے مین بہی کوئی کلام نہین۔

جن اماموں کے ساتہ شیعے بموجب قول باری تعالی یوم ندعوا کل اناس بامامہم پکارے
جاوینگے اونکی اصل خود جناب رسول خدا اور علی ؑ مرتضیٰ ہین چنانچہ خود رسول ؐ فرمایا
کرتے تھے کہ انا وعلی من شجرۃ واحدۃ (دیکہو تاریخ الخلفاص ۱۱۰ اور کنوز الحقایق
للمناوی حرف الالف) ازینجاست کہ آیہ کریمہ ضرب اللہ مثلا کشجرۃ طیبۃ الخ

کی تفسیر مین وارد ہوا ہے - روی من عقیل عن ابی جعفر ان الشجرة رسول اللہ وفرعها علیؑ وعنصر الشجرة فاطمة وثمرتها اولادها واغصانها وا وراقها شیعتها - اور آپ خود شیعون کی نسبت لکہتے ہین کہ کل شئی یرجع الی اصلہ پس خوشا مال شیعونکا کہ جنکا مرجع وہ شجر طیبہ ہے کہ جسکی اصل رسول اللہ ہین یہ تو مثل آفتاب کے روشن ہی کہ حسینؑ شجرۂ طیبہ سے ہین اور بہ تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے پس لامحالہ قاتل حسینؑ شجرۂ خبیثہ و شجرۂ ملعونہ سے ہی کیونکہ خطاب باری نے قرآن مین شجرۂ طیبہ کا ضد شجرۂ ملعونہ و شجرۂ خبیثہ کو قرار دیا ہے -

اور یہ کلیہ ہے کہ قاتل کے طرفدارونکا شمار قاتل کی جانب اور مقتول کے طرفدارونکا شمار مقتول کی جانب ہوتا ہے قاتل کے طرفدار قاتل کے جرم کو چھپانے اور اسکا چرچا موقوف کرنیکی کوشش کرتے ہین - اور مقتول کے طرفدار قاتل کا ظلم اور مقتول کی مظلومیت کا اظہار کرتے پہرتے ہین پس برائے خدا آپ خود انصاف فرمائے کہ شیعون ہی کا فرقہ حسینؑ کے مصائب کو ظاہر کرتا پہرتا ہے یا نہین اور سنیون کا فرقہ اسکا چرچا بند کرنے کی کوشش کرتا پہرتا ہے یا نہین - اب تو کالشمس فی النہار واضح ہوگیا کہ شیعے جو حسینؑ کے مصائب اور یزید کے ظلم کو ظاہر کرتے پہرتے ہین وہ شجرۂ طیبہ سے ہین اور فرقہ مخالف جو اسکو بند کرکے یزید کے ظلم کو چھپانا چاہتا ہے وہ شجرۂ خبیثہ سے ہے کیونکہ بقول آپکے کل شئی یرجع الی اصلہ آپ یہ لکہکر کہ شیعونکے علما مجالس عزا مین عوام کو سناتے ہین کہ ایک مکہی کے پر کے برابر رو دنے بلکہ رونی صورت بنانے سے بھی جنت ملجاتی ہے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ پہر ایسی آسان اور مفید بدعت کو چہوڑکر کسی شیعہ کو صوم وصلوٰۃ کی تکالیف کو لازمی رکہنے کی کیا ضرورت باقی رہجاتی ہے شیعونکے علما کو قصوروار ٹہراتے ہین - آپکی اس تحریر سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ حدیث قدسی من قال لا الہ الا اللہ فوجبت لہ الجنۃ کلہی جو مسلمہ تمامی اہل اسلام ہے یہی نتیجہ نکالکر خدا و رسول کو بہی قصوروار سمجہتے ہونگے خادم حسین صاحب آپ کیا چاہتے ہین اگر آپکو اسلام کے احکام سے

خبر ہوتی تو سمجھتے کہ جو ضرورت اس حدیث قدسی پر عمل کرنے کے بعد صوم وصلوٰۃ کی باقی
رہ جاتی ہے وہی ضرورت حدیث من بکی الخ پر بھی عمل کرنے کے بعد باقی رہتی ہے
اس حدیث کو نہ مانکر اور کلمہ لا الہ الا اللہ کو ترک کرکے آپ ہزار صوم و
صلوٰۃ کیا کیجیے کچھ کام نہ آئیگا۔ یہی حال حدیث من بکی الخ کا بھی ہے کروڑہا گنہگار
ہندوستان اور دیگر ملکوں میں خواندہ اور ناخواندہ ایسے ہیں جو روزہ رکھتے ہیں مگر نماز
نہیں پڑھتے تو کیا انکے نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے روزہ رکھنے کو بھی منع کردیجیگا۔ طلب
الکل فوت الکل۔ کیا آپکے علما جو حدیث قدسی من قال لا الہ الا اللہ فوجبت
لہ الجنۃ پڑھکر سناتے ہیں وہ کل ایسے مسلمانوں کی جو نماز نہیں پڑھتے ہیں ذمہ دار ہیں
اور اس حدیث کو پڑھکر سنانے کی وجہ سے جہنم میں جائنگے؟

شیعوں میں بہت کم ایسے ہیں جو صوم وصلوٰۃ کے پابند نہ ہوں۔ وہ برابر مجالس
عزا میں سنا کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ امام حسین ع نے اسی اسلام کے لئے اور
نماز و روزہ کے قائم کرنے کے لئے اور یزید پلید کے فسق و فجور کی اثر سے اسلام
کو بچانے کے لئے شہادت اپنی اور اپنے اقربا کی قبول کی اور اپنے گھر کو لٹا دیا۔ انکے
خلیفہ ثانی صاحب نے نور رسول کی یہ قدر کی کہ خانہ بضعۃ الرسول میں آگ لگاتے
گئے۔ خلیفہ ثالث صاحب نے قرآن جلایا۔ یزید نے خانہ کعبہ میں آگ لگا کر اسلام
ہی کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اگر حسین غرق خون ہو کر جہاز اسلام کو نہ بچاتے تو لوگوں کی نظروں
میں نہ رسول کی قدر باقی رہتی نہ قرآن کی نہ خانہ کعبہ کی نہ صوم وصلوٰۃ کا وجود باقی
رہتا نہ تقوی نہ خوف خدا نہ عبادت کا۔ آج اسلام میں حسین کی ایسی بے نظیر حمایت
دین کی جسکی مثال از آدم تا ایندم پائی نہیں جاتی یادگار قائم رکھنے کا یہ فیض ہے کہ
خانہ کعبہ کی حرمت خانہ رسول کی منزلت قرآن کی عظمت لوگوں کے نظروں میں باقی
رہگئی اور یزید کی پلید تعلیموں سے محفوظ ہیں نماز و روزہ کرتے ہیں انکو اسکی کیا قدر
اب تو تمسخر کرتے ہیں کہ ایک مکھی کے پر کے برابر رونے یا رونے کی صورت بنانے سے
بھی جنت ملجاتی ہے خادم حسین صاحب تفسیر حسینی میں سمجھیں گے تو دیکھینگے تفسیر دیکھیے۔

لکہتے ہین کہ در خبر آمدہ کہ قرآن خوانید و گریہ کنید و اگر نتوانید خود را بتکلف در گریہ در آرید یعنی تکلف گریہ کریں تو کیا تعجب کہ مکہی کے پر برابر آنسو نکل آئے اور مدارج النبوۃ سے اور یہ بہی دیکہا دیا گیا ہے کہ جب جناب رسول خدا نے افسوس کرنی پر کہ میرے چچا حمزہ پر رونے والیان نہین ہین انصار کی عورتین رونے کو گئین تو ابوبکر صاحب نے حکم دیا کہ جسکو رونا آئے وہ روئے ورنہ رونی صورت ہی بنائے کیون صاحب کیا مکہی کے پر برابر آنسو نکل آنا محض رونی صورت بنانے سے افضل نہین ہے پہلے اپنے خلیفہ اول ابوبکر صاحب سے سوال و جواب کر لیجئے تو پہر شیعون سے پوچہئے گا کیا ابوبکر صاحب رسول کے ساتہہ اور اُن رونے والیونکے ساتہہ ٹہٹہ کرتے تہے؟ دوستی اور دشمنی کا تعلق قلب سے ہے جب دوست اپنے دوست کی مصیبت کا حال سنیگا اوسکا قلب متاثر ہوگا اور لامحالہ اُسکی آنکہہ ڈبڈبا جائیگی اور یہ دلیل اوسکے محبت کی ہے پس اگر وہ محبت حسینؑ ہے تو بموجب حدیث الحسن والحسین ابنی ومن احبہما احبنی ومن احبنی احب اللہ ومن احب اللہ ادخلہ الجنۃ الخ برعکس برابر آنسو نکلنا تو بہت ہے مجرد آنکہہ کے ڈبڈبا جانے پر ضرور داخل جنت ہوگا کیونکہ اُسکے محب ہونیکا ثبوت ظاہر ہوگیا۔ اور اگر دشمن ہے جیسے آپ تو آپکے قلب کو سرور ہوگا اور چہرہ پر بشاشت ظاہر ہوگی وہ داخل جہنم ہوگا۔

آپنے اپنی نمبر کے جواب مین عزاداری حسینؑ کی ابتدا عہد مطیع خلیفہ عباسی سے لکہا ہے اور یہان بنی امیہ کے عہد سے لکہتے ہین۔ دروغگو را حافظہ نباشد اب تو بقول آپکے نہ بنی امیہ ہین نہ بنی عباس آپ ناحق بنی امیہ کی خیرخواہی مین خناس الذی یوسوس فی صدور الناس بنکر عوام الناس کو وسوسہ مین ڈال رہے ہین آپ عزاداری حسینؑ کو بدعت کہتے ہین حیف ہے مدعی اسلام ہوکر آپ یہ بہی نہین جانتے کہ اہل اسلام کی اصطلاح مین بدعت کسکو کہتے ہین۔ اے صاحب اسلام مین بدعت اُس فعل جدید کو کہتے ہین جو بعد رسول شریعت مین اختراع کیا جائے مثلاً خانہ کعبہ مین نہ رسول کا کوئی مصلی قائم ہوا نہ اُنکے خلفا کا مدت کے بعد خلاف

سنت رسول بلکہ خلاف حکم خداوندی واتخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ آپلوگوں
چار مصلے حنفی شافعی حنبلی مالکی قائم ہوگئے چاروں مصلے پر چار رنگ کی نماز ہوتی ہے
قرآن کو تو پارہ پارہ کر ہی چکے تھے نماز کو بھی چورنگ کر دیا۔ یا جیسے عمر صاحب نے
اسلام کے ساتھ ساتھ اپنی دل بستگی دکھانے کے لئے تراویح ایجاد کی کہ اُسکے ذریعہ
سے آپلوگ ماہ رمضان المبارک میں اپنے نکے سید ہے کرتے ہیں عزاداری حسینؑ
تو عہد رسولؐ سے جاری ہے جیسا کہ آپکی یہان کی مستند کتابوں سے دکھایا جا چکا ہے
جسطرح جبرئیل اور دیگر ملائکہ رسولؐ کو خبر شہادت حسینؑ سناتے تھے اُسطرح
شیعوں کی محدثین اور فاکرین اور علماے دین مومنین کو سناتے ہیں جسطرح خبر شہادت
سنکر رسول روتے تھے اُسی طرح حال شہادت سنکر مومنین روتے ہین جسطرح رسول
نے خاک تربت حسینؑ شیشہ مین رکہا تھا۔ کیونکہ اُسوقت حسینؑ زندہ موجود تھے
نہ حضرت کی قبر ہی تھی نہ روضہ۔ اب شیعہ بجاے خاک تربت حسینؑ کے نقل
تربت حسینؑ رکہتے ہین۔ رسولؐ نے وہ خاک ام سلمہؑ کے پاس اس غرض سے
رکھوائی تھی کہ جب وہ سرخ ہو جائے تو لوگونکو معلوم ہو جاے کہ امام حسینؑ شہید
ہوگئے شیعونکا مقصود وہی تعزیہ سے رسولؐ کے اُسی قول کی تصدیق ہے کہ دیکھو
جس خون کی خبر جبرئیل نے اور رسولؐ نے پچاس برس قبل دی تھی وہ خون اسی
سر زمین پر ہوگیا جسطرح ام المومنین حضرت ام سلمہؑ نے بحکم رسول اس خاک کو
شیشہ مین باحتیاط اپنے مکان مین تا وقوع واقعہ کربلا رکہا اُسیطرح شیعے چونکہ
اس عظمت کا اپنے مکان کو نہین سمجھتے ہین تعزیہ حسینؑ کو رکہنے کیلئے علیحدہ ایک
مکان محترم بناتے ہین جسکو ہندی زبان مین امام باڑہ کہتے ہین۔ الغرض اس عزا کے
کل وہی رسوم ہین جو رسول نے کئے ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ
حسنۃ۔ یہ بالکل اسوۂ حسنہ رسول اللہ ہے اگر فرق ہے تو یہی کہ وہان ملائکہ ذاکر
غم حسین تھے یہان انسان ہین وہان رسولؐ اور صحابہ رونے والے تھے
یہان مومنین ہین۔ وہان شیشہ کا تعزیہ تھا یہان لکڑی اور کاغذ کا ہے وہان حضرت

ام سلمہ ام المومنین نے رکھا تھا یہان مومنین رہ کہتے ہین وہان ام المومنین کا مکان خود محترم تھا یہان مومنین علحدہ مکان محترم بناکر رہ کہتے ہین وہ زمین عرب کی تھی یہان زمین ہند ہے لیکن یہ فرق ویسا ہی ہے جیسا کہ رسول کے عہد مین قران متفرق کچھ لیف خرمہ پر کچھ ٹھکریون پر کچھ سنگریزون پر کچھ اونٹ کی چمڑون پر کچھ صحابہ کے سینون مین تھا اب انواع واقسام کے کاغذون پر لکھا جاتا ہے۔ مطلا ہوتا ہے محشی ہوتا ہے۔ مجلد ہوتا ہے حمائل بناتے ہین مسجد رسول عہد رسول مین خام بغیر گچکاری کی تھی چہت شاخ ولیف خرمہ کی نہ گنبد تھا نہ مینار۔ اب مسجدین ہین کہین پختہ گچکاری کی ہوئی بناتے ہین طرح طرح کے طغرے لکھے جاتے ہین کہین سقفی ہوتی ہے کہین گنبددار کسیکے مینار چھوٹے ہوتے ہین کسیکے بڑے کوئی زمین دوز ہوتی ہے کوئی دو منزلہ ہے کسیکے پائے گول ہوتے ہین کسیکے چوپہل ہین کہین مسجدین جواہرات سے مرصع کیجاتی ہین گنبد پر طلائی کلس ہوتا ہے۔ ماہ صیام مین شیشہ آلات سے مثل جہاڑ اور فانوس وغیرہ کے اراستہ کیجاتی ہین شامیانہ کھچتا ہے حافظ صاحب مکلف جانماز پر کھڑے ہوکر تراویح پڑہاتے ہین۔ وہان مسجد رسول مین جو صحابہ کے مکان کے دروازے تھے سب بند کردے گئے بجز دروازہ حضرت علی کے حتی کہ ابوبکر صاحب کو باوجود اصرار ایک خوخہ رکھنے کی بھی اجازت نہ ملی۔ یہان مسجدون مین متعدد دروازے بنائے جاتے ہین اوسمین دوکانین رکھی جاتی ہین۔ وہان افطار مین خرمہ ہوتا تھا یہان ہندوستانی انواع واقسام کی کہانے ہوتے ہین۔ منبر رسول وہان لکڑی کا تھا یہان مسجدون مین خشت کا پختہ بنایا جاتا ہے وہان نماز پڑہانے والے رسول تھے یا صحابہ یہان اندہے جاہل حافظ نماز پڑہاتے ہین جنہون نے صرف قران یاد کرلیا ہے معنی سمجھنا کجا زبان سے الفاظ صحیح بھی نہین نکلتے الغرض ایسے ایسے تفرقے بہت ہین کہان تک دکہائے جائین ہر شخص اپنے مقام پر خود سمجھ سکتا ہے۔ اسلام مین احکام شرعی کچھ تو رسول کے اقوال سے لئے گئے ہین کچھ افعال وحرکات سے۔ اسیطرح حسین کی ولا اور انکی عزا یہ سب بہی قول وفعل رسول سے لئے گئے ہین انکے سنت رسول ہونے مین جو شک کرے وہ ملعون ہے

آپ اپنے ہمشرب جواب ہیں حسینؑ فرزند رسول امام الثقلین کی ماتمی یادگار کو جو تمام تر تقلید ملائکہ و انبیا ہے معاذاللہ ہنود و نصاریٰ وغیرہ کے دستور سے نسبت دیتے ہین اُسکے برعکس یہان جلسونکے انعقاد مین دوسرے اقوام یعنی مخالفین اسلام کی تقلید کرنے کی صلاح دیتے ہین - دیکھیے اہلبیت کو چھوڑکر آپ یکساقی کل داد یہ ہیمون کی مصداق ہو رہے ہین - خادم حسین صاحب دوسری قومین جلسا مجمع کرتے ہین ویسے مجمع سے بجز دنیا طلبی کے نہ تقویٰ حاصل ہوتا ہے نہ خوف خدا کیونکہ قران کے احکام کی ادمین پابندی نہین ہوتی -

رائے جمہوریہ عمل ہوتا ہے طاعت عبادت سب بالائے طاق اُسکی قطع و برید ہین سب غلطان و پیچان رہتے ہین ایسا مجمع نہ ابوالبشر آدم صفی اللہ نے کیا نہ نوح نبی اللہ نے نہ موسیٰ کلیم اللہ نے نہ عیسیٰ روح اللہ نے نہ خود ہماری خیرالبشر خاتم المرسلین نے نہ کسی دیگر انبیا یا اوصیا نے - البتہ دوسری قومونکے ایسا مجمع اس امت مین شیخین کی ذات سے شروع ہوا جسکا نتیجہ ظاہر ہے کہ آجتک شر و فساد قائم ہے - کوئی صورت اصلاح نہین - جماعت کا صرف نام رہگیا ہے ورنہ بانیان جماعت اپنے موقع پر جو چاہتے ہین اپنی خواہش نفسانی کے مطابق کر گذرتے ہین جیسے ابوبکر نے عمر کو خلیفہ مقرر کر دیا معاویہ نے یزید کو -

جسطرح آپ لکھتے ہین کہ بدعات محرم اور مرثیہ خوانون کی قابل نفرت خلاف بیانیونکی اصلاح کے واسطے خود علمائے شیعہ کی طرف سے بہی کتابین شائع ہونی لگی ہین اور اس ماتمی یادگار کی ابتدا آپ معزالدولہ کے وقت سے اور آپکے پیر مرشد شاہ عبدالعزیز دہلوی مختار کے وقت سے اور غرض اسکی بنی امیہ و بنی عباس کی سلطنت مین بغاوت پہیلانا قرار دیتے ہین یہی خیالات اڈیٹر وکیل کی بہی تہے بلکہ اُسنے اور بہی بہت سے اعتراضات رسوم تعزیہ داری پر کئے تہے جسکا جواب بکمال وضاحت دلائل عقلی و نقلی سے ہمنے اصلاح (جو کجہوہ سے ماہوار شائع ہوتا ہے) جلد ۱۳ نمبر ۵ و ۷ و ۸ و نمبر ۹ و نمبر ۱۰ و جلد نہم ابہی دیا ہے جسکو دیکھکر اڈیٹر وکیل ذی انصاف

کو راہ دیا اور اپنے اخبار مورخہ ۲ فروری ۱۹۱۶ء میں صاف صاف اعلان کر دیا کہ
اذا ظہر الحق فہو منی جنی۔ اسکے بھی قایل ہوے کہ سے حقا کہ بناء لا الہ ہست
حسینؑ یہ بھی اقرار کیا کہ یہ ہرگز صحیح نہین ہے کہ ابتداءً واقعہ کربلا کو شہرت دینے
والا وہمی گروہ ہے جسکو وکیل باغی کہتا ہے۔ واقعہ کربلا کو شہرت دینے
والی تاریخ تھی اور اسپر ماتم کرنے والا خود اسلام تھا تمام بزرگان اسلام نے
اس ماتم مین حصہ لیا ہے کمیت ابن زید الاسدی کی کتاب ہاشمیات مصر مین
چھپ گئی ہے اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ شروع شروع مین اسلامی دنیا نے
اس غم والم مین کتنا حصہ لیا ہے۔ پھر لکھتے ہین۔ تعزیہ داری کے اصلی مقاصد بری نہین
ہین اور نہ کوئی انصاف پسند اس دردناک اور اثر خیز طریقہ کو برا کہہ سکتا ہے
بری بات یہ ہے کہ اسکے ساتھ اتنی بدعتین شامل کر لیگئی ہین جس سے مہذب دنیا کو اسلام
کی تحقیر کے لئے اچھا بہانہ ملگیا ہے وکیل انہین بدعتون کا مخالف ہے ورنہ اصل
شے مین کسکو کلام ہو سکتا ہے شیعہ ان کھیل تماشون اور نمایش سے الگ رہتے ہین
اور اپنے اعتقاد کے مطابق رنج و غم مین حصہ لیتے ہین لیکن زیادہ افسوس یہ ہے کہ سُنّی
ان تمام مراسم کو کہنے کو تو کفر اور شرک اور بدعت کہتے ہین مگر کرنے کو بیشتر
خرابیان انہین سے سرزد ہوتی ہین۔ کیون خادم حسین صاحب دیکھا خود ایڈیٹر
وکیل باوجود سُنّی ہونے کے حق پسندی کو راہ دیکر اس تعزیہ داری کی نسبت لکھتے
ہین کہ اصل شے مین اور شیعون کے دردناک و اثر خیز طریقہ تعزیہ داری مین کسکو
کلام ہو سکتا ہے لیکن اسمین خرابی پیدا کرنے والے بھی سُنّی تھے ہین اور انہین خرابیون
کی اصلاح کے علماء شیعہ کی طرف سے کتابین شایع ہوتی ہین جنکا ذکر آپ اپنے
اس نمبر کے جواب مین لکھ رہے ہین مضمون۔ عاشورا مندرجہ اصلاح جلد ۱۲ نمبر ۱۱
عاشورا نمبر ۲ مندرجہ اصلاح جلد ۱۳ نمبر ۱ و خط ایڈیٹر الہلال مع جواب مندرجہ
اصلاح جلد ۱۳ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائی تب آپکو اس تعزیہ داری کی قدر معلوم ہوگی۔
آپکے اس لکھنے پر کہ تعزیہ داری حسینؑ سے کوئی مذہبی یا قومی فایدہ نہین پہونچا ہمکو

سخت تعجب معلوم ہوتا ہے کوئی آنکھ کا اندھا بھی ایسا نہیں کہہ سکتا ارے صاحب
یہ تعزیے اور علم داو قاف و مجالس وغیرہ جو آپ اس کثرت سے دیکھتے ہین آپ
کیا سمجھتی ہین کہ اصل باعث اس کثرت کا کیا ہے شاید ہزارون مین دس پانچ بندے
ایسے مخلص ہون جو قربۃً الی اللہ اس عزا کو قائم کئے ہون ورنہ یہ گھر در در کروڑ
تعزیے و علم وغیرہ جو گھر گھر رکھے جاتے ہین اور جسمین اکثر دیگر قومونکے لوگ بھی
شریک ہو گئے ہین سب نذر کیے ہین اور یہ سب کے سب بدیہی شہادتین ہین
اس امر کی کہ خدا نے لوگونکی حاجتین بطفیل عزاداری حسینؑ فرزند رسول الثقلین
بر لایا ہے۔ افسوس ایسا بدیہی فایدہ جسکے معترف کفار بھی ہین انکو دیکھا ہی نہین
دیا کیا دنیا مین کوئی ایسی صریح مثال بانظیر آپ دکھا سکتے ہین جسکے وجہ سے اتنی
مرادین بر آئی ہون اور اپنے مال کو لوگ اوسکی عزا مین اس کثرت سے خرچ کرتے
ہون جس خرچ بے دریغ کی شہادت نصاریٰ بھی دے رہے ہین۔ دنیاوی فوائد
کے علاوہ اس تعزیہ داری و عزاداری سے منکرین خدا کے نزدیک بشرطیکہ آپکے
ایسے کج فہم نہ ہون وجود خالق یکتا بھی ثابت ہوتا ہے کہ بیشک ایک ایسا خدا ضرور
ہے جو اپنے رسول کے پیارے حسینؑ کو اس درجہ عزیز رکھتا ہے کہ انکا ذریعہ
پکڑنے سے لوگونکی مرادین بر آتی ہین۔ یہ تعزیہ حسینؑ خود شہادت دے رہا ہے اور
لوگونسے دلوا رہا ہے کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و محمدؐ عبدہ و رسولہ
دیکھیے ہمارے رسول نے جو فرمایا تھا کہ حسینؑ منی و انا من الحسین اور الحسن و
الحسین ابنی و من احبہما احبنی و من احبنی احب اللہ حسینؑ کے
ذات سے کیسا راست ثابت ہوا۔ خادم حسین صاحب آپ اسکی قدر
کیا جانین آپ تو سمجھتے ہین کہ حسینؑ ایک نبی کے نواسہ تھے شہید ہو گئے۔ دیگر انبیاء
کرام نے جو تکلیفین اپنے اپنے وقت کے مخالفونکے ہاتھ سے برداشت کی ہین وہ
کربلا کی مصیبتون سے بہت ہی زیادہ ہین۔ بھلا بتائیے تو از آدم صفی اللہ تا علیہ و
روح اللہ کس نبی یا کس شہید راہ خدا کے واسطے یہ اہتمام ہوا ہے کہ

ملائکہ بار بار اُسکی شہادت کی خبر لائین اور ایسا رسول کہ جو سید المرسلین ہے اُس خبر کو سنکر روے یا کسی نبی کے واسطے ہوا ہے کہ ملایک اُسکے مقتل کی خاک لاے اور ایسے اولوالعزم رسول نے اُسکو باحتیاط شیشہ مین رکھا؟ اگر اسمین کوئی مذہبی و دینی فایدہ علم الٰہی مین نہ تھا تو گیا یہ فعل خدا اور رسول کا معاذ اللہ عبث تھا؟ صرف خاک مقتل حسینؑ کی نسبت دیکھیے کہ رسولؐ نے خاص کر ام سلمہؓ کو کیون دیا دیگر ازواجکو کیون نہین دیا اسمین کیا راز پوشیدہ تھا۔ ایک تو یہ کہ آنحضرتؐ بعلم نبوت جانتے تھے کہ حضرت کی ازواج مین سے اُسوقت بجز حضرت ام سلمہؓ کے کوئی باقی نہ رہے گا دوسرے یہ کہ حضرت کو یہ بھی معلوم تھا کہ بوجہ کبرسنی وہ کربلا مین نہ ہونگی اسلیئے انکو خاک مقتل حوالہ کی اور بعد قتل حسینؑ بروز عاشورا حضرت ام سلمہ و دیگر اصحاب کو اپنے کو غم حسینؑ مین گریبان چاک بال پریشان گرد آلودہ دیکھایا۔ مگر آہ آہ یا رسول اللہ اس غم مین ویسی حالت بروز عاشورا کون کر دیسکتا ہے جیسی آپ کی ہوئی بلکہ آپکے اکثر جھوٹھے نام لیوے ایسے پیدا ہوئے ہین کہ جو اس غم کے کرنے والون پر مضحکہ کرتے ہین اور اسکے بند کرنے کی کوشش کرتے پھرتے ہین۔ خادم حسین صاحب تمام رموز و فواید شہادت حسینؑ و عزاداری حسین پر جو علم خداوندی مین تھا جب ہونا قوت بشری سے باہر ہے یا ایسے آپ کے ایسے کوتاہ بینون کے لیئے ہم دوسری قومون کے صرف دو سیاحون کی شہادتین پیش کرتے ہین جس سے ظاہر ہو جائیگا کہ جہانتک اُنلوگونکے تجربہ مین آیا ہے کہ جس سے باوجود عیسائی ہونے کے شہادت حسینؑ پر بمقابل حضرت عیسیٰؑ غبطہ کرتے ہین کہ حسین کا غم بہ نسبت حضرت عیسیٰ کے دینی اور قومی فواید پہونچانے مین زیادہ پر اثر ہے والعاقل تکفیہ الاشارہ ہ

ڈاکٹر جوزف فرانسیسی	مسٹر مسیو ماربین جرمنی
لکھتے ہین۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ مین	اپنے رسالہ سیاست اسلامیہ کی فصل ہفتم

مین لکہتے ہین ملکی احساس وجنبش وہیجان
مذہبی جو تعزیہ داری سے اس قوم مین پیدا ہوا
ہے کسی قوم مین نظر نہین آتا۔ جو شخص پیروان
علیؑ کی صد سالہ ترقیونکو ہندوستان مین غور
کریے جنہون نے عزاداری اپنا شعار قرار
دیا ہے ضرور تصدیق کریگا کہ ترقی کے
بہت بڑے نکتہ کی وہ پیروی کر رہے ہین
سو برس پہلے علیؑ و حسینؑ کے پیرو ہندستان
مین انگلیون پر گننے کے قابل تہے اور آج
ہندوستان مین بحیثیت شمار کے تیسری قوم
قرار پا گئے اور یہی حال انکا دیگر ملکونمین
بہی ہے ہم جسوقت بنے مشنری لوگونکا
پروگرام دیکھتے ہین اور اسکا موازنہ کرتے
ہین تو دیکھتے ہین کہ باوجود تمام اُس صرف
قوت و ثروت کے اس فرقہ شیعہ کی ترقی
کا دسوان حصہ بہی حاصل نہین کر سکے اگرچہ
ہمارے مذہبی علما بہی حضرت مسیح کی مصائب
ذکر کر کے لوگونکو متاثر کرتے ہین مگر یہ ذکر اُس
وضع و اسلوب اور اُس شکل پر نہین
ہوتا جیسا کہ پیروان حسین مین رواج
ہے سبب اسکا یہ ہے کہ مسیح کی مصائب
حسینؑ کے مصائب کی مقابلہ مین اسقدر موثر
و دلگداز نہین ہین۔ پہر لکہتے ہین ملکی و باغ

یہ فرقہ شیعہ اتنا ظاہر نہ تہا اس گروہ کی
قلت کی سبب دو ہو سکتے ہین اول یہ کہ ریاست
و حکومت جو فی نفسہ کسی مذہب کے پیرو دنکی
ترقی کا باعث ہو سکتی ہے دوسری فرقے
کی ہاتہ مین تہی۔ دوسرے اس گروہ کا قتل
و غارت جو ہر موقع اور میدان مین ہوتا رہا ہی
یہی باعث تہا کہ قرن دوم اسلام
کے شروع مین شیعون کی ایک امام نے اپنے
تابعین کی جان و مال بچانے کی غرض
سے مذہب شیعہ کے چہپانے کا حکم دیا
تقیہ نے اس فرقہ کو قوی بنا دیا چونکہ انکا
ظاہر نہ تہے انکی زبردست مخالفت
انکے قتل و غارت کا موقع نہ پاتے تہے
اور خفیہ مجلسین ماتم برپا کر کے مصائب
حسینؑ پر روتے تہے یہ اثر دلونمین
ایسا راسخ ہوا کہ کچہ عرصہ نہ گذرا کہ اس
گروہ نے بلندی حاصل کر کے ترقی
کی اور کتنے ہی وزیر اور اکثر بادشاہ
اس مذہب کے بعض تقیہ مین بعض علانیہ
معتقد ہو گئے بموجب اُس اندازہ کے
جو بعض فرانس کے سیاحون نے کیا ہے
چہ سات مسلمانونمین ایک شیعہ ہوتا
ہے اس ترقی سے جو اس فرقہ نے

اور ڈیولیوشن کا احساس جس سے مراد ظلم و ستم کی اطاعت نہ کرنا ہی جو حکماء سیاست کے نزدیک نہایت عمدہ طریقہ اور نہایت مبارک سعادت ہی اور ہر آدمی کی صفات ممدوحہ میں سے مخصوص ہے اس قوم میں حسینؑ کی عزا داری کی بدولت پیدا ہو گیا ہی اور جبتک وہ اس عمل کو اپنا ملکہ قرار دئے رہینگے پستی اور زیردستی قبول نہ کرینگے ذرا غور کیجئے کہنا چاہئے کہ ان مجالس کو جو حسینؑ کی عزاداری میں منعقد ہوتی ہیں کیسے کیسے دقیق اور حیات بخش نکتے ایک دوسرے کے کان تک پہنچاتے ہیں اور یہ باطن تعلیم دیتے ہیں مؤلف چند مرتبہ جہان مرثیہ و ذکر مصائب ہوتا تھا اسلام بول میں ایک مترجم مخصوص کے ساتھ گیا اور میں نے سنا کہ وہ کہتے ہیں کہ حسینؑ جو ہمارے پیشوا اور امام تھے اور انکی اطاعت اور پیروی ہم پر واجب ہے یزید کی زیادتی و زبردستی و ظلم میں مطیع نہیں ہوئے اور حفظ مرتبہ اور علو و حسب اور مقام بزرگ حاصل کرنیکے لئے انہوں نے اپنا مال دیا اپنی جان دی اپنی اولاد دی اپنے عیال دیدئے اور اسکے عوض میں دنیا میں نام نیک اور آخرت میں مرتبہ شفاعت اور تقرب

بغیر کسی ظلم کے تھوڑے عرصہ میں کی ہے کہہ سکتے ہیں کہ ایک دو قرن میں مسلمانوں کے تمام فرقوں کے شمار میں بڑھ جائینگے اور یہی تعزیہ داری ہی جسنے اس فرقہ کے ہر فرد کو اپنے مذہب کا مشتری بنا رکھا ہی۔ آج روئے زمین پر کوئی مقام ایسا نہیں ہی جہان دو شیعہ ہوں اور امام حسینؑ کی تعزیہ داری نہ کریں اور زر و مال خرچ نہ کریں میں نے بندر مارسل میں ایک شیعہ بحرینی کو دیکھا کہ ہوٹل میں تن تنہا مجلس قائم کی ہے اور کتاب لئے کرسی پر بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا ہے اور رو رہا ہے۔ بعد ازان جو شربت و طعام اپنے مجلس کے لئے تیار کیا تھا فقرا کو تقسیم کیا۔ یہ لوگ اس راہ میں دو طرح مال و دولت خرچ کرتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ ہر سال اپنے مال میں سے مقصد کے موافق اس راہ میں اٹھاتے ہیں اور یہ رقم ہر سال لاکھوں فرانک سے بھی بڑھ جاتی ہی اور دوسرے اوقاف میں جو اس فرقہ نے مجالس ماتم بپا کرنے کے لئے مخصوص کر دئے ہیں اور یہ مقدار بہت ہی زیادہ ہی۔ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کے تمام فرقے ملا کر بھی اس فرقہ کے برابر اپنے مذہب کی راہ میں

مذہب کو پس پشت ڈالکر قومیت کے نام سے
سیاسی ترقی کرنا چاہیں (یعنی اپنی پولٹیکل
زندگی از سر نو کرنا چاہیں) تو بجائے نفع
انہیں نقصان پہنچیگا اسلئے کہ پانچ حصے مسلمانوں
کے دوسرے قوموں کے فشار میں اور دیگر مذاہب
میں مضمحل ہو رہے ہیں۔ اگر وہ قومیت
کے نام سے ترقی چاہینگے تو پانچ حصے
انکے سیاسی زندگی سے محروم رہینگے ہاں
اگر وہ اسلام کے اسم جامع کے ذریعہ سے ترقی
کرنا چاہینگے تو جمیع افراد اہل اسلام میں پولیٹکل
روح نمودار ہو جائیگی اور روحانی
سلسلہ اور رابطہ کے ذریعہ سے وہ تمام
ملل اسلام جو دوسرے قوموں کے فشار
میں ہیں اضمحلال سے محفوظ رہینگے اور
روحانی مادے جو آج مسلمانوں میں
مروج ہیں انمیں سے حسین کی تعزیہ داری
کے سوا کوئی [illegible] پولیٹکل احساس
مسلمانوں میں پیدا نہیں کر سکتے۔ اگر
دو قرن تک مسلمانوں میں اسیطرح تعزیہ
داری کی شیوع رہے اور تمام مقامات
میں عمومیت حاصل ہو تو مسلمانوں میں تازہ
طور پر پولیٹکل زندگی پیدا ہو جائیگی۔ آج بھی
مسلمانوں میں جو استقلال باقی رہگیا ہے انمیں نصف
[illegible] اسی تعزیہ کی بدولت ہے

ہوسکتے ہیں۔ اس فرقہ کی مشتری گری
اپنے یا دیگر فرق اسلامی تک محدود نہیں
ہے بلکہ جس قوم میں یہ لوگ قدم
رکھتے ہیں انمیں بھی ویساہی اثر اور
جذبہ پیدا ہو جاتا ہے کثیر التعداد شیعہ
ہندستان میں ہیں۔ فرقہ شیعہ نے سلاطین
صفویہ کے زمانہ تک میں بھی اپنے فرقہ کو
تلوار کے زور سے ترقی نہیں دی بلکہ قوت
کلام سے جسکا اثر تلوار سے زیادہ ہوتا ہے
انلوگوں نے اس درجہ تک حیرت
انگیز ترقی کی ہے کہ اپنے مراسم مذہبی کے
ذریعہ سے مونث مسلمانونکو اپنے خیالات
کا پیرو بنالیا ہے بہت سے ہندو اور بہت سے
اور دیگر مذاہب والے بھی انکے شریک
ہو جاتے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ ایک
قرن کے گذرنے کے بعد جبکہ یہ خیالات ورا
ثتاً ان لوگونکی اولاد میں منتقل ہونگے تو وہ
بھی مان لینگے اور اس مذہب کی تصدیق
کرینگے۔ چونکہ فرقہ شیعہ اپنے تمام مطالب کو
اپنے مذہب کے بزرگوں سے متعلق جانتا ہے اور
اپنی مشکلوں اور حاجتوں میں انسے
مدد طلب کرتا ہے دوسرے فرقہ کے لوگ بھی
انکی پیروی کرتے ہیں اور [illegible]

کا نتیجہ ہے اور میں اس دنکو گویا دیکھ رہا ہوں
کہ اسلامی سلطنتیں اسی رابطہ کی قوت
پکڑ جائیں اور تمام عالم کے مسلمان اسی
ذریعہ سے ایک علم اتحاد کے نیچے جمع ہو جائیں
مختلف العقیدہ مسلمانوں میں (یعنی
مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں) سوا ہے
اس نکتہ اتحاد کے اور کوئی چیز ایسی معلوم
نہیں ہوتی جو باعث انکی ترقی کا ہو سکے حسینؑ
تمام روحانیت میں بعض باتوں میں مسیح سے مشابہ
ہیں مگر حسینؑ کے مصائب شدید تر اور سخت تر
تھے اور ابتدائی پیش رفت تابعان حسینی بھی
پیروان مسیح کے قرون اولیہ کی طرح تھی اگر مسیحی
لوگ بھی پیروان حسینؑ کے اصول دلیہ کی
پیروی اختیار کریں یا مجموعی خود مسلمانوں
کے مطابق ہو گی پیروان حسینؑ کو اگر کل سو برس
روک دی تو ان دونوں مذہب سے ایک مذہب
عالم کے فرقوں عدیدہ تک عالمگیر ہو جاتا چنانچہ
پیروان حسینؑ کی روک تمام کے موانع اٹھ گئے
تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذہب تمام طبقات
اسلامی کو اور تمام دیگر مذاہب کو سیل
کی طرح احاطہ کر لیتا ہے انا فتحنا لک فتحا
مبینا اللھم صل علی محمد و آل محمد

تمت

بادی میں انکا اعتقاد خود بخود مضبوط ہو جاتا ہے
ان قرائن و اسباب سے یہ نتیجہ نکال
سکتے ہیں کہ تھوڑا عرصہ نہیں گذریگا کہ
یہ فرقہ از روی شمار تمام اسلامی فرقوں سے
بڑھ جائیگا۔ و رایت الناس یدخلون
فی دین اللہ افواجا۔ اللھم صل
علی محمد و آل محمد۔ خادم حسین صاحب
اسکی تائید میں آپ اپنی پیر مرشد شاہ
عبد العزیز صاحب دہلوی کی شہادت
بہی ملاحظہ کریں تحفہ اثنا عشریہ کے دیباچہ
میں لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانہ اور شہروں
میں بالفعل مذہب شیعہ بہا حکم مروج
ہو گیا اور پھیل گیا ہے کہ بہت کم گھر
ہونگے جن میں دو ایک آدمی شیعہ
مذہب نہ ہو گئے ہوں اور اس عقیدہ
کیطرف راغب نہ ہوں۔ و اللہ متم
نورہ و لو کرہ الکافرون و سیعلم
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

رباعی للمولف

خلافت کی ہوس میں چھوڑ بیٹھے حق کو آئین کو
بڑھایا آل زرقا کو گھٹایا آل یسین کو
اسیکا تھا نتیجہ کربلا کا واقعہ اب بھی
اسی کا رونا ہے ہیں سب مسلمان دولت دین کو